



اَعْلٰی سُنَّتِ اِبْكَارِ جِبْرَائِلِ

جلد ۱

# کَنْزُ الْاِيْمَانِ دینی

ماہنامہ

ماہنامہ محمدیہ میراثِ نبوی کے عظیمی انکساریات  
پیرانہ مراد میں رسولی علم کے اعلیٰ صحت کی علامت

نہ کہنے کا ارادہ ہو تو قیمت اور بڑھتی ہے

ہماری بے غلی سے سوامی کی تہمت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا

لیکن ہماری دینی اور غلی بے حس عام سے سوامی، جو کا جہاز کاٹھا سکتی ہے

”جیوا اور جینے دو“

کا انکساریہ اسلام کی کارمولہ ہے

دشمت گردی کس مذہب یا قوم کا نشانہ ہے؟

دشمت گردی ایک غری اور نظر پانی پانی سے اس کا مدق بھی غری ہوتا ہے۔

اسامیت اور فطرت سے فطرت و فطرت گردی ہے

تو اس کی چھاس کی خاتکہ ہو سکتی ہے۔

ایم اے  
محمد علی بن قاسم

### مجلس مشاورت

مولانا محمد حنیف خاں (بریلی شریف)  
ڈاکٹر سید علیہم اشرف جالوسی (مدینہ آباد)  
مولانا قاضی فضل احمد مصباحی (بنارس)  
مولانا محمد عین الحق عظیمی (ممبئی)  
مولانا مقبول احمد مصباحی (دہلی)  
الحاج محمد سعید نوری (ممبئی)  
انجینئر سید فضل الرحمن چشتی (دہلی)  
قاضی عبدالرحیم مصباحی (دہلی)  
مولانا مجاہد حسین جمیلی (دہلی)

### سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے مشاہیر علمائے ہند

۱ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ۱۱ علامہ فضل رسول عثمانی بدایونی  
۲ مجدد الف ثانی شیخ احمد رزوی ۱۲ سید شاہ ولی رسول احمد ماہری  
۳ علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۱۳ مفتی ارشد حسین مجذبی لہوری  
۴ علامہ عبدالحق فرنگی محل لکھنوی ۱۴ مفتی غلام دستگیر قصوی لاہوری  
۵ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ۱۵ علامہ عبدالقادر برکاتی بدایونی  
۶ شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی ۱۶ امام احمد رضا قادری برکاتی بریلی  
۷ شاہ احمد سعید مجذبی لہوری ۱۷ سید شاہ علی حسین اشرفی کچھوی  
۸ علامہ فضل حق چشتی خیر آبادی ۱۸ شیخ الاسلام شاہ انوار اللہ  
۹ علامہ عبد العزیز فرنگی محل لکھنوی ۱۹ فاروقی حیدر آبادی

### مجلس مشاورت

ڈاکٹر فضل الرحمن شرم مصباحی (دہلی)  
سید جبارت رسول قادری (کراچی)  
مولانا افتخار احمد قادری (مدینہ منورہ)  
مولانا محمد عبدالمبین نعمانی (ملک پور)  
علامہ بدرالمتا دہری (دہلی)  
مولانا محمد قمر الحسن قادری (امریکہ)  
شیخ رشید اللہ حسین منجی (پٹنہ)  
مولانا محمد فرغ القادری (برطانیہ)  
سید حسن اشرفی کچھوی (لکھنؤ)

بشیر مہتمم اہل سنت و جماعت علامہ مصطفیٰ رضا قادری برکاتی علیہ رحمۃ اللہ

# کنز الایمان

ماہنامہ کنز الایمان دہلی جلد شمارہ

۲۰ روپے	قیمت فی شمارہ	۲۰ روپے	سہ ماہیہ
۲۴۰ روپے	سالانہ	۵۰۰ روپے	ایک سالہ
۵۰۰ روپے	تاجیہ	۵۰۰ روپے	تاجیہ
۳۰ روپے	بیرون ملک	۳۰۰ روپے	تاجیہ
۳۰۰ روپے	تاجیہ		

مشیر اعلیٰ  
عالم لیبیان اختر مصباحی  
ایڈیٹر  
محمد قمر الدین انصاری

مدیر مسئول  
منیجنگ ایڈیٹر  
اسٹوڈنٹ منیجر  
معاون منیجر  
اشتبہ منیجر  
ترجمین کار  
آپریشنر

رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے پڑھنے سے  
سیر غور کریں کہ سالانہ زیر تعاون مہتمم تو نہیں ہو گیا  
آپ ایسا ہے تو فوراً اسے آرڈر یا ڈرافٹ کے ذریعہ  
اسکی عمری قیس واد فرما کر رسالہ کو جلا بخشیں دادا

رسالہ سے متعلق کوئی بھی مقدمہ صرف دہلی کی  
عدالت میں قابل سماعت ہوگا مضمون نگاری رسالے  
سے ادارے کا متعلق ہو یا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

ڈرافٹ

KANZUL IMAN MONTHLY

کناز ایمان ماہنامہ

مکاتبات و توسیلات ذرا کا پتہ

ماہنامہ کنز الایمان دہلی

۲۲۳، ماتیا محل جامع مسجد، دہلی-۶

KANZUL IMAN MONTHLY

423, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6 (India)

Ph.: 23264524 Email: Kanzuliman@yahoo.co.in



## آئینہ کنز الایمان

نمبر شمار	نشان منزل	شرکانے سفر	منزلیں	صفحہ نمبر
۱	اداریہ	محمد ظفر الدین برکاتی	نہ بکنے کا ارادہ ہو تو قیمت اور بڑھتی ہے	۵
۲	افوار قرآن	فہیم احمد ازہری	طالبانی جنگ و جدال کا اسلامی جہاد سے کوئی.....	۸
۳	افوار حدیث	محمد ہاشم صدیقی مصباحی	سود کی وبا اور بے حیائی کا عام ہونا عذاب الہی.....	۱۱
۴	فقہی مسائل	مفتی محمد نظام الدین رضوی	کلام اولیاء اللہ میں بھی تشابہات ہیں	۱۳
۵	تصوف فہمی	محمد عبدالمکین نعمانی قادری	مدارس اور خانقاہوں کا نظام عمل	۱۵
۶	اصلاح معاشرہ	محمد ضیاء الدین نقشبندی	نکاح سے بھلائیاں وجود میں آتی ہیں	۱۷
۷	عقیدہ و نظریہ	محمد عارف رضا شفاقی	سنی رہو، سنی بنو، سنی بناؤ!	۲۱
۸	شخصیات الاسلام	عطاء النبی حسینی مصباحی	حافظ ملت محدث مبارک پوری کے تعلیمی نظریات	۲۵
۹	نقوش رفتگان	محمد ابو ہریرہ رضوی	پیر و ن ممالک میں ہندی علمائے اہل سنت کی.....	۳۰
۱۰	حالات حاضرہ	عبدالمعید ازہری	دہشت گردی کس مذہب اور قوم کا اثاثہ ہے؟	۳۵
۱۱	منظر نامہ	ڈاکٹر محمد افضال برکاتی	وہابیت اور ہندو۔ دو ہم آہنگ تحریکیں	۳۸
۱۲	یاد رفتگان	اشتیاق احمد مصباحی	حضرت نور العلماء کی صوفیانہ شان	۴۲
۱۳	خیابان تحقیق	شیر محمد ابراہیمی	افغانستان میں خواتین کی تعلیمی و سماجی صورت حال	۴۴
۱۴	عظمت رفتہ	کامل احمد نعیمی	اسپین کی مسجد قرطبہ میں گھنٹیاں نصب	۴۸
۱۵	دبستان صوفیہ	غلام رسول دہلوی	توحید کے مختلف روحانی مراتب اور لطائف اشرفی	۵۱
۱۶	بزم سخن	شعراۓ اسلام	نعت پاک، مناقب در شان حافظ ملت	۵۴
۱۷	پیش قدمیاں	سرگرم ادارے	انٹرنیشنل میلاد کانفرنس، جشن رسول ہاشمی کانفرنس	۵۷

ماہنامہ کنز الایمان سے متعلق کوئی بھی رقم مندرجہ ذیل بینک اکاؤنٹ نمبر میں جمع کر سکتے ہیں

SBI BANK A/c No.:35490268797

IFSC Code: SBIN0002366 Branch: Jama Masjid  
NAME: KANZUL IMAN MONTHLY

نوٹ: کنز الایمان کی سالانہ قیمت -/240 ہے۔ اکاؤنٹ میں -/300 روپے جمع کریں۔ 57 روپے بینک کمیشن کے کٹ جاتے ہیں۔ (ادارہ)

رضوی کتاب گھر سے متعلق کوئی بھی رقم مندرجہ ذیل بینک اکاؤنٹ نمبر میں جمع کر سکتے ہیں

ICICI BANK A/c No.:629205030973

IFSC Code: ICIC0006292 Branch: Chandni Chowk  
NAME: RAZAVI KITAB GHAR

YES BANK A/c No.:023883800001111

IFSC Code: YESB0000238 Branch: Darya Ganj  
NAME: RAZAVI KITAB GHAR

(نوٹ) رقم جمع کرنے کے بعد فون پر ضرور اطلاع کریں - 011-23264524



## نہ بکنے کا ارادہ ہو تو قیمت اور بڑھتی ہے

ہماری بے عملی سے اسلام کی حقانیت پر کوئی فرق نہیں پڑھنے والا لیکن ہماری بے حسی ہمارے اسلامی وجود کا جنازہ اٹھوا سکتی ہے

☆ محمد ظفر الدین برکاتی

اور تمہارے دن ”دینی کام“ کی دہائی دے کر کام کرانے والوں کی دل جوئی میں گزر رہے ہیں لیکن یہ بات کیا کسی کرامت سے کم ہے کہ تم نے کبھی اپنے ضمیر کا سودا نہیں کیا، کبھی کسی دفریقوں کے تنازع میں کسی ایک فریق یا فریقین سے مادی فائدہ کے لیے سودا بازی نہیں کی، کوئی ایسا کام نہیں کیا جس پر کوئی شرعی گرفت ہو (اللہ تجھے ہمیشہ ہی اس بلا سے محفوظ رکھے) کسی کے خلاف کچھ لکھنے اور حمایت کرنے کی اخلاقی غلطی بھی نہیں کی، وقتی طور سے بہتی گنگا میں ہاتھ دھونا تو دور کی بات، ادھر سے گزرنے کی کوشش بھی نہیں کی اور ہمیشہ ان ہی کا ساتھ دیا جو مخلصانہ کام کرتے ہیں، مثبت اور مفید کام کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں اور کام کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں پھر بھی تم خالی ہاتھ نہیں ہو، کسی کے سامنے چالوسی اور خوشامد کر کے ہاتھ پھیلائے کی ضرورت نہیں اور گزری زندگی بھی نہیں گزرتی کہ لوگ مذاق بنائیں۔

تو دماغ جھنجھلا کر کہتا ہے کہ ان سب کرامتوں کے باوجود ہمیں بدیہی اور بے نتیجہ بات کو منوانے کے لیے نظری اور فرضی مصلحت کی رسی میں باندھنے کی کوشش کیوں کی جاتی ہے؟ ہماری شان بے نیازی کو بے وقوفی اور حق شناسی و حق بیانی کو نوجوانی کا جوش کیوں قرارا جاتا ہے؟ اخلاقی فرائض، معاملاتی فرائض اور مذہبی فرائض کے سبھی دفعات ہمیں پر کیوں نافذ کیے جاتے ہیں؟ ہمیں ہی کیوں بے نفس اور فرشتہ تصور کیا جاتا ہے؟ اپنے لئے نظر آنے والا ”مذرانہ“ اور ہمیں بے نفسی کی نذر کیوں کر دیا جاتا ہے؟ کہ بس کام کیے جاؤ، ہم نے بھی یہی کیا ہے تو اس مقام پر پہنچے ہیں، اس طرح کے پیرانہ جملے سنا کر ہمیں مجبور بنانے کی دانستہ حرکت کیوں کی جاتی ہے؟

دل و دماغ کی اسی کشمکش میں ذہن بھٹکتا جا رہا ہے کہ دونوں نے ہم پر رحم کھاتے ہوئے کہا کہ دنیا سوچکی ہے، تم بھی سوچ جاؤ، سو جانے والوں پر نیند قربان کرنے والا بیوقوف نہیں تو عقل مند بھی نہیں ہو سکتا۔

رات کے تین بج رہے ہیں، دو گھنٹے سے کروٹیں لے رہے ہیں، خیالات کا سیلاب ہے جو ہماری نیند کو بہائے لے جا رہا ہے۔ ایک طرف ہماری اپنی ذاتی بے عملی ہمیں شرمندہ کیے جا رہی ہے، دوسری طرف بے عملوں کا ہجوم ہمیں عمل کے صراطِ مستقیم سے دور ہٹانا چاہتا ہے اور ہم ٹھوس اور محسوس واقعات کو یاد کر کے اپنے آپ کو مجرم تسلیم کرنے پر آمادہ ہیں کہ اچانک بے نتیجہ اور بیجا مصلحت پسندوں کی ایک جماعت ہمیں قرابت داری کی اس راہ پر ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے جو، پہلے تو ضمیر کو فروخت کرنے سے روکتی ہے لیکن پھر ضمیر کے خلاف کر گزرنے پر آمادہ کر رہی ہے۔ عجیب کشمکش کی حالت میں بجلی کا بلب دوبارہ جلاتے ہیں تو گزشتہ تین چار سالوں کی کھٹی میٹھی، عملی اور بے عملی اور مصلحتوں پر قربان ہو چکی زندگی کے حوصلہ شکن آثار سالانہ ڈائریوں کے صفحات پر ہماری چنگی لے رہے ہیں، خلوص و فطوس میں فرق و امتیاز نہ کرنے اور مخلص و مفلس کی پہچان میں مسلسل خطا کرنے کی ہماری روایتی بیماری ہمیں طعنہ دے رہی ہے اور ہماری اپنی غفلتوں اور کوتاہیوں کے تازیانے ان سب پر مستزاد۔

دریں اثنا ہمارے اپنے ہی تین ہم عصروں کے چہرے اچانک ذہن کے اسکرین پر گھوم جاتے ہیں جن میں ایک کامیاب ہے، دوسرا کامیاب ہے اور کامیابوں کے ساتھ ہے اور تیسرا کامیاب بھی ہے اور کامیابی کی ضمانت بھی۔ دل یہ کہتا ہے کہ ان میں کوئی بھی تیرے جیسے ناکام نوجوان کا بدخواہ نہیں، دماغ بھی اس کی تصدیق کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خیر خواہوں کی حمایت جس کو حاصل ہوتی ہے، وہ مقدر کا سکندر ہوتا ہے اور بدخواہوں سے جس کو اللہ محفوظ رکھے، وہ بھی بد نصیب نہیں ہوتا لیکن خوش نصیبی کے تاج محل میں رہنے والا بھی انسانی ضرورتوں سے آزاد نہیں ہو جاتا کہ روٹی، کپڑا، اور مکان کی حاجت نہ رہے۔

پھر دل یہ کہتا ہے کہ کردار و عمل کے اعتبار سے تمہاری بہت سی گزری ہوئی راتیں ”دین“ کی خدمت اور دینی کاموں میں گزری ہیں

کہ اسلام کی بنیاد پر پوری ملت اسلامیہ ایک جسم کی طرح ہے مگر یہاں اس جسم کے اعضا کی صورت حال یہ ہے کہ ایک دوسرے کو تائید و تسلیم اور قیادت و حمایت کی توفیق نہیں ہوتی جس کی وجہ سے یہ جسم کمزور ہوا جا رہا ہے، حالات کی طوفانی ہوائیں جدھر چاہتی ہیں، اس کا رخ موڑ دیتی ہیں حالاں کہ

کانپتا ہے دل تیرا اندیشہ طوفاں سے کیا  
ناخدا تو، بحر تو، کشتی بھی تو، ساحل بھی تو

لیکن اس کے باوجود ہماری ناخدائی خود اپنی ہی منہدھار میں پھنس چکی ہے اور اتحاد و اتفاق کی کشتی ٹوٹ چکی ہے، اس کی وجہ سے حواس کام نہیں کرتے، اس لیے ساحل نظر نہیں آتا۔ اب دماغ کو تسلی نہ ہوئی، اس نے کہا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کو تقسیم کس نے کیا؟ اس کا جواب تلاش کر کے لکھنا لازم ہے تو اہل سنت کی تقسیم کا ذمہ دار کون ہے؟ جماعت کا تصور ملیا میٹ کس نے کیا؟ اس کا جواب بھی قوم کو چاہیے اور پھر جماعت کے ایک دوسرے کی خدمات کے اعتراف و اظہار کی خوبی کہاں رخصت ہوگئی؟ اس کی تلاش اور غیر جانب دارانہ تحقیق بھی ایک مسئلہ ہے، اسے کون حل کرے؟ مولویت دقیا نویت کا متبادل کیسے بنی اور خانقاہیت درگاہیت میں تبدیل کیسے ہوگئی؟ خانقاہوں کو خواہ مخواہ اور تصوف کو مسائل سے دانستہ غفلت اور مذہبی ذمے داریوں سے راہ فرار کی سبیل کہنے والوں کی زبان بندی کا انتظام کون کرے گا؟

ہم نے دیکھا کہ بات بہت آگے جاسکتی ہے، اس لیے دل و دماغ سے درخواست کی کہ اب بس کرو! تو انھوں نے کہا کہ ٹھیک ہے لیکن یہ آخری بات یاد رکھو کہ تمہاری بے عملی سے اسلام کی حقانیت پر کچھ نہیں فرق پڑنے والا لیکن تمہاری بے حسی تمہارے اسلامی وجود کا جنازہ ضرور اٹھوا سکتی ہے اس لیے یہ بھی سن لو کہ جو مکمل اور پرفیکٹ انسان ہے، وہی صوفی ہے۔ جو پیغمبر امین اور رسول صادق کی امانت و صداقت کا نمائندہ ہے وہی صوفی ہے۔ اعلان نبوت سے پہلے کی پیغمبرانہ زندگی کا جو عملی ترجمان ہے، وہی صوفی ہے اور جو پورے پورے اسلام میں داخل ہو چکا ہے، وہی حق دار ہے کہ اسے صوفی کہا جائے۔ اب دیکھ لو کہ تم خود کو صوفی کہنے، صوفی کہلانے اور لکھنے لکھوانے میں کتنے مخلص اور صحیح ہو؟

حالاں کہ خوش گمانی، حسن ظن، حق شناسی، حق گوئی اور دلوں کو جوڑنے والی کوئی خوبی تمہارے اندر موجود نہیں۔

صبح ہوتی ہے تو پھر بد خوابی کے خواب پریشان کرتے ہیں اور دل و دماغ پھر یہ اشتہار لے کر حاضر ہوتے ہیں کہ ہماری جماعت میں سوچنے سمجھنے، فکر و تدبیر کرنے اور صحیح مشورہ دینے والوں کی تعداد بہت اچھی ہے مگر بلی کی گردن میں گھنٹی کون باندھے؟ فوراً دماغ بول پڑتا ہے کہ بے بنیاد خدشات اور فرضی اندیشوں کے خوف سے یہ حضرات دیکے جاتے ہیں تو دل کی خاموشی بھی ٹوٹتی ہے کہ ایسی سوچ کو جناب! آج عموم بھولی کا درجہ حاصل ہے۔ ایسی سوچ پر حیرت ہے جس سے کوئی دوسری سوچ پنپ نہ سکے، اس لیے اس عموم بھولی کے خلاف خاموش عملی تحریک اور ان کے عکسبوتی قصر عظیم میں مثبت روی کی آگ روشن کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ”خاموشی کی چادر“ میں آرام فرما حضرات قصر کے باہر کی دنیا بھی دیکھ لیں۔

اسی لمحے ذہن نے تصویر کا دوسرا رخ یہ پیش کیا کہ تم اپنی تین منتخب مذہبی شخصیات کا تذکرہ بھی کرو جو صحیح معنوں میں آج ہمدردان قوم و ملت اور خیر خواہان اہل سنت و جماعت ہیں، تو ہمیں یاد آیا کہ تین چار سال پہلے سواد اعظم اہل سنت کا نفرنس سے واپسی میں ان میں سے ایک بزرگ نے بڑی پیاری بات کہی تھی کہ امام اہل سنت معیار سنیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی مجدد اسلام کی تعلیمات اور کردار و عمل کے مطابق اسلامی طریقہ یہ ہے کہ کلام، تکلم اور متکلم تینوں سے متعلق واضح صراحت اور قطعی یقینی واقفیت کے بعد ہی کسی پر کوئی شرعی حکم لگانا چاہیے لیکن آج ہمارے چند کرم فرماؤں کا رویہ تو یہ ہے کہ کوئی محض کلام تو کوئی صرف تکلم کی بنیاد پر کفر و ضلالت کا حکم بیان کر دیتا ہے اور متکلم سے وضاحت کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ حالاں کہ متکلم اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے یا، اس کی دسترس سے باہر نہیں ہوتا جس سے ملاقات نہیں تو بات چیت اور مرسلت ممکن ہوتی ہے۔ یہ فتویٰ نویسی اور قرآن و سنت کا حکم بیان کرنا نہیں بلکہ ذاتی رجحان اور محض اتانیت کی تسکین ہے جس کی وجہ سے کسی بھی فرد و جماعت کو کوئی فتویٰ قابل تسلیم نہیں ہوتا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اہل سنت بڑی تعداد میں ہیں مگر جماعت کا وجود ختم ہو چکا ہے اور کاروان سواد اعظم اخلاقی بے قدری اور فتوائی بحران کا شکار ہے۔

پھر بات میں بات نکلی اور دل نے گواہی دی کہ صحیح بات ہے، انجام دیکھ لو کہ ہم میں سے اکثر افراد آج ایک دوسرے کو تسلیم کرنے اور حمایت و تعاون کرنے کو تیار نہیں حالاں کہ یہ طے شدہ قرآنی حقیقت ہے

ہوگا۔ اس میں دوسرے جو ماہرین شامل ہوں گے، وہ ”میڈیا، اسلام اور عالمی گاؤں“ کے موضوع پر موجودہ حالات کے تناظر میں مختلف جہتوں سے اپنی معلومات پیش کریں گے۔ یہ اجلاس ۹ مارچ کو مجمع الاسلامی ملت نگر مبارک پور کے سیمینار ہال میں ہوگا جس کے مخاطبین اور سامعین جامعہ اشرفیہ میں اعلیٰ درجات کے طلبہ اور مقامی اسکولوں کے طلبہ و اساتذہ ہوں گے۔ فلاح سرچ فاؤنڈیشن دہلی کے زیر اہتمام یہ تقریریں پروگرام ہوگا جس میں اس کی پانچ جدید کتابوں کی رومانی صدر العلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صدر مجلس شرعی مبارک پور کے مبارک ہاتھوں سے ہوگی۔

(۲) اردو صحافت، صحافیوں کی صلاحیت سازی اور مدارس کے طلبہ۔ یہ تربیتی مذاکرہ بھی اسی ہال میں ۱۰ مارچ کو ہوگا۔ پہلے ”دینی عربی مدارس کے طلبہ اور صحافت“ کے موضوع پر مولانا صابر رضا رہبر مصباحی ایڈیٹر روزنامہ انقلاب، پٹنہ (بہار) کا توسیعی خطاب ہوگا پھر پریس کانفرنسنگ، خبر نویسی، اخباری و مجلاتی ادارہ و کالم نویسی، اخباری وسائل اور مسائل، حقوق اطلاعات (RTD) نیوز چینل کے لیے رپورٹنگ اور خاکہ نگاری، تعلیمی اور فکری رہنمائی اور بہت سے متعلقہ مباحث پر مذاکرہ کی محفل برپا ہوگی جس میں مختلف اخبارات و رسائل کے مدیران و نامہ نگار حضرات شریک ہوں گے۔

ان دونوں اجلاس کے انتظام اور نظامت کے فرائض راقم ادا کرے گا۔ تجزیہ مولانا مقبول احمد سالک مصباحی کریں گے۔

اسی دن بعد نماز مغرب اسی ہال میں ”دل کی بات اپنوں کے ساتھ“ عنوان کے تحت ایک عام مجلس بھی ہوگی، اسے بھی یاد رکھیں۔

(۳) دعوت اسلامی اور سنی دعوت اسلامی کی دینی علمی دعوتی خدمات و اثرات۔ یہ سیمینار بڑا منصوبہ بند ہے جس میں دونوں تحریکوں کے پانچ، پانچ منتخب نوجوان جو کسی دینی تعلیمی ادارے سے فارغ باضابطہ عالم دین ہیں، ان کے خطابات ہوں گے، اس کے بعد بندہ رقعوں میں لکھے مختلف و منفرد عنادین پر ۲۰ نوجوان علما برجستہ اپنی معلومات اور احساسات پیش کریں گے پھر پانچ منتخب نوجوان علما (حاضرین میں سے) تبصراتی گفتگو کریں، اس کے بعد راقم سب کا خلاصہ پیش کرے گا پھر یہ محفل مولانا مقبول احمد سالک مصباحی کی مختصر تقریر پر ختم ہوگی۔

☆☆☆

z.barkati@gmail.com

اب دل و دماغ کی آخری وصیت کے بعد ایک خبر دیتے ہیں اگر بکنے پہ آ جاؤ تو گھٹتے جاتے ہیں دام اکثر نہ بکنے کا ارادہ ہو تو قیمت اور بڑھتی ہے قارئین کرام! کتابیں انسانی زندگی میں ماضی کا قیمتی اثاثہ، حال کا زبردست سرمایہ اور کامیاب زندگی کے لیے روشن مستقبل کی قدرتی ضمانت ہیں۔ اس لئے انسانوں نے ہمیشہ اور ہر دور میں کتابوں کو بہترین دوست مانا ہے جو کہ انسان کی فطرت کا تقاضہ ہے۔ آج جدید ایجادات کے نتیجے میں انٹرنیٹ کے کھلے بازار میں ہر موضوع پر ہزاروں کتابیں دستیاب ہیں، اس کے باوجود کاغذ پر چھپی ہوئی کتابوں کی اہمیت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ پوری دنیا میں ہر سال بڑے بڑے شہروں میں کتابی میلے لگتے ہیں اور نمائش کی جاتی ہے۔ ہمارے پیارے وطن ہندوستان میں بھی راجدھانی دہلی اور کولکاتا کی سائنس سیٹی میں سالانہ عالمی کتابی میلے لگتے ہیں اور مختلف صوبوں اور علاقوں کے مرکزی ادارے، جامعات اور مقامات میں بھی ایسے میلے لگتے ہیں۔

ان میں مذہبی دینی کتابوں کے دو میلے بڑے معروف اور مقبول ہیں، ایک بریلی شریف کے اسلامیہ گراؤنڈ میں ہونے والا تین روزہ رضوی کتاب میلہ اور مبارک پور جامعہ اشرفیہ میں ہونے والا عزیزی کتاب میلہ۔ ابھی دسمبر میں رضوی میلہ لگا تھا جس کے حوالے سے تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ پورے بھارت میں ایک سال کے اندر جتنی دینی علمی کتابیں یہاں فروخت ہوتی ہیں اور مفت تقسیم ہوتی ہیں، ان کا نصف حصہ صرف رضوی کتاب میلے میں فروخت ہوتا ہے اور تقریباً یہی حال مبارک پور کے عزیزی کتاب میلے کا ہے لیکن یہاں اس نصف کا نصف حصہ کتابیں ہی فروخت ہوتی ہیں۔ اگلے ۱۰، ۱۱ مارچ (جمعرات، جمعہ) کو حافظ ملت حضرت استاذ العلماء علامہ عبدالعزیز اشرفی محدث مبارک پوری کے ۴۱ ویں سالانہ عرس کے موقع پر عزیزی کتاب میلہ روایتی اہتمام کے ساتھ لگ رہا ہے جہاں بہت سی تقریبات کے ساتھ خاص طور سے یہ تین پروگرام نہایت اہم ہیں۔ یاد رکھیں!

(۱) ۲۱ ویں صدی میں مسلمانوں اور مسلم معاشرہ پر میڈیا کے اثرات یہ ایک باضابطہ جزوقتی سیمینار ہے جس میں اس موضوع پر سید محمد فضل اللہ چشتی صابری کا توسیعی خطاب ہوگا پھر میڈیا کی تاریخ، عالمی میڈیا، ہندوستانی صحافت اور ہندوستانی مسلمان کے حوالے سے مذاکرہ

## داعشی طالبانی جنگ وجدال کا اسلامی جہاد سے کوئی تعلق نہیں

فہیم احمد ثقلینی ازہری ☆

حقوق کا پاس دلچسپی ضروری ہے جس کا سبب یہ ہے کہ دنیا کی حکومتوں کے قوانین میں تھوڑے فرق کے ساتھ پانچوں حقوق کو نمایاں مقام حاصل ہے اور ہر ایک ملک کے باشندے وہاں کے ملکی قوانین کے پابند ہوتے ہیں تو بحیثیت مسلمان ہر مسلمان پر اپنے عہد و پیمان کا پورا کرنا ضروری ہے اس لیے کہ وعدہ کو پورا کرنا اسلامی بنیادی تعلیم ہے۔ قرآن میں ہے ”اے ایمان والو! اپنے عہد پورے کرو۔“ (سورہ مائدہ آیت ۱) قرآن میں دوسری جگہ فرمایا ”عہد پورا کرو بیشک عہد کے بارے میں سوال ہوگا۔“ (سورہ اسراء، آیت ۳۴)

پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں جس شخص میں چار خصلتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا (مومن نہیں ہو سکتا) اور جس میں ایک خصلت ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، جب تک کہ وہ اسے چھوڑ نہ دے (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب معاہدہ کرے تو توڑ دے، (۳) جب کسی سے وعدہ کرے تو پورا نہ کرے (۴) جب کسی سے جھگڑا ہوگالی گلوں کرے۔

(صحیح مسلم شریف ۱/۵۶)

اس حدیث شریف کی روشنی میں اسلام کی بنیادی تعلیم یعنی اخلاقیات کا اندازہ لگائیں کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو سماج و معاشرہ میں کس طرح رہنے کا حکم دیتا ہے۔ جس کے اندر مذکورہ بالا خصلتیں نہ ہوں گی اس کی نیت، قول اور فعل تینوں درست ہوں گے اور اسلام نے جن چار امور کا ذکر کیا کہ جو ایسا کرے وہ مومن کامل نہیں۔ تو یہ قید نہیں ہے کہ جو مسلمانوں کے ساتھ ان امور کا ارتکاب کرے تو یہ حکم ہے بلکہ مطلقاً حکم دے کر یہ فرما دیا کہ یہ حکم تمام انسانوں کے ساتھ یکساں ہے، برابر ہے۔ چاہے کسی کے بھی ساتھ یہ کیا جائے، کرنے والا عندالاسلام مومن کامل نہیں ہو سکتا بلکہ خالص منافق ہوگا۔

اسلامی نظریہ اور قانون کے مطابق ہر شخص کو اپنے مذہب پر عمل

اسلام اپنے روشن اور بے مثال قوانین و ضوابط کے ذریعہ سماج کے ہر طبقہ اور انسانیت کے ہر شعبہ کو اس کا حق فراہم کرتا ہے۔ اسلام اپنی بے پناہ خصوصیات کی بنیاد پر دنیا کے تمام مذاہب میں امتیازی مقام رکھتا ہے۔ اسلام امن عالم کی ضمانت ہے۔ صلح و آشتی، امن و شانتی اور چین و سکون اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔ پوری انسانی تاریخ کا مطالعہ کر جائیے ”جیو اور جینے دو“ کا نظریہ اور فارمولہ سب سے پہلے اسلام نے دیا ہے۔ اسلام نے حق تلفی، نا انصافی، چوری، غارت گری، قمار بازی، عصمت دری، ہوس پرستی، شراب خوری، خودکشی، خونریزی، بے رحمی اور اس طرح کی دوسری تمام لعنتوں سے انسانیت کو نجات دے کر انھیں سارے انسانی رشتوں کے حقوق اور ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک اور سب کی خیر خواہی کی تعلیمات دیں۔

اسلام کی نظر میں بحیثیت انسان سب برابر ہیں، سب کے حقوق مساوی ہیں، اسلام کسی بھی انسان پر ظلم و زیادتی کو روا نہیں رکھتا بلکہ اسے گناہ کبیرہ اور حرام قرار دیتا ہے۔ اسلام نے جب پڑوسی کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا تو مطلقاً پڑوسی فرمایا، اس میں ایمان اور اسلام کی قید نہیں لگائی۔ اسلام نے ظلم کو حرام قرار دیا ہے مگر مظلوم کے ساتھ مسلمان مظلوم نہیں فرمایا، یہ اسلام کا درس مساوات ہے۔

پڑوسی کسی بھی دھرم کا ماننے والا ہو اس کے جو حقوق ہیں ان کی مکمل ادائیگی کی جائے۔ انسانی برادری کے باہمی حقوق میں پانچ امور کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، مذہب کا تحفظ، جان کا تحفظ، مال کا تحفظ، عقل کا تحفظ، نسب کا تحفظ یعنی پوری انسانی برادری پر مشترکہ طور پر یہ حقوق عائد ہوتے ہیں کہ ہر ایک کا مذہب، جان، مال، عقل، نسب دوسرے کے ہاتھوں محفوظ رہے اور کوئی کسی کے حقوق پر دست درازی نہ کرے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق دنیا کے تمام مسلمانوں پر بھی ان

ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو اسلام اس وقت اپنے ماننے والوں کو حکم دیتا ہے کہ ایسی حالت میں وہ ظالم قوت کا مقابلہ کریں اور یہی اسلام کا نظریہ جہاد ہے۔ اسلام کے بعض نکتہ چین جہاد کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں اور جہاد کے معنی و مفہوم اور محل و مقام سے ناواقف ہیں۔ ایسے تخریبی اذہان رکھنے والے سن لیں کہ اسلام ان کی خوشنودی کا پروانہ حاصل کرنے کے لیے اپنے ماننے والوں کو دشمنان دین و ایمان کے جو رستم کا تختہ مشق بننے کی اجازت نہیں دے گا۔

(ملخصاً تفسیر ضیاء القرآن، ۱/۱۷۹)

اسلام نے مسلمانوں کو جو قانون دیا ہے مسلمان اس پر آج بھی کاربند ہیں۔ وہ کسی مذہب اور اس کے مرجع طاعت و عقیدت کو گالی نہیں دیتے لیکن اس کے برخلاف آج غیر مسلم دنیا اس اہم قانون کو پامال کرتی نظر آرہی ہے۔ اسلام اس بات کا داعی ہے کہ ”جیو اور جینے دو“ یہ ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ کسی کی زندگی کی نعمت ظلم و عدوان کے ذریعہ چھینی نہ جائے، اسے جینے کا حق دیا جائے۔ اس سلسلہ میں اسلام کی روشن ہدایات اور تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ قتل ناحق سخت حرام و گناہ کبیرہ ہے اور اس کا مرتکب عرصہ دراز تک جہنم کی آگ میں رہے گا۔ قتل اور زنا کے مجرمین کے تعلق سے قرآن پاک میں یہ وعید آئی ہے کہ ”جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا اُسے چند در چند عذاب دیا جائے گا اور وہ اس میں مدتوں ذلت کے ساتھ رہے گا۔“

اسلام کی نظر میں ایک نفس محترم کا قتل سارے انسانوں کا قتل ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”جس نے کسی جان کو قتل کیا بغیر اس کے کسی جان کا بدلہ لیا جائے یا زمین میں فساد مچانے کی سزا دی جائے تو گویا اُس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو زندہ رکھا تو گویا اُس نے سب جانوں کو زندہ رکھا۔“

(سورہ مائدہ، آیت ۲۳)

ناحق کسی انسان کا قتل حقیقت میں پوری انسانیت کا قتل ہے۔ اس حیثیت سے وہ سارے انسانوں کا قاتل ہے۔ اس آیت کریمہ میں بحیثیت انسان مسلم اور غیر مسلم سب شامل ہیں۔ اسلام نے انسان کو تو درکنار جانوروں کے بھی حقوق ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ قانون اسلامی کی معتمد کتاب ”در مختار“ میں ہے کہ ”چوپائے پر ظلم غیر مسلم معاہدہ پر ظلم سے زیادہ سخت ہے اور غیر

کرنے کا جو حق کسی بھی ملک کے دستور نے دیا ہے اسلام اس میں کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کرتا جیسا کہ مسلم ریاست کے باشندوں کو یہی حکم ہے وہاں بھی سب ایک مقررہ دستور کے پابند ہوتے ہیں اور آج کے دور میں بھی ایسا ہی ہے۔ قرآن حکیم میں ہے کہ ”تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔“ (سورہ کافرون، آیت ۴) دوسری جگہ ارشاد فرمایا ”دین میں کچھ زبردستی نہیں۔“ (سورہ بقرہ، آیت ۲۵۶) اسلام نے اس طرح مذہبی آزادی دی ہے، اسلام میں کسی کو ذرا دھمکا کر زبردستی مسلمان بنانا جائز ہی نہیں اور نہ اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ کسی پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ اسلام میں داخل ہو بلکہ اسلام کی آفاقی تعلیم یہ ہے کہ ہر انسان تک اس کو پہنچایا جائے۔

امام ابو جعفر ابن جریر طبری روایت کرتے ہیں کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انصار کے ایک قبیلہ بنو سالم بن عوف کے حصین نامی ایک شخص کے دو بیٹے نصرانی تھے اور وہ خود صاحب ایمان تھے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ان کے بیٹے اسلام قبول کرنے سے انکار کر رہے ہیں کیا میں ان کو جبراً اسلام میں داخل کروں؟ تو یہ آیت نازل ہوئی کہ ”دین میں کوئی زبردستی نہیں۔“

(تفسیر جامع القرآن، ۳/۱۰، تفسیر الدر المنثور، ۱/۹۴۸)

دشمنان اسلام نے اسلام پر زبردستی لوگوں کو مسلمان بنانے کا جو الزام لگا رکھا ہے قرآن نے پہلے ہی اس کا انکار کر دیا تھا کہ دین کے معاملہ میں جبر واکراہ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ دین کی بنیاد ایمان ہے اور ایمان کا تعلق دل سے ہے اور دل جبر واکراہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا جانتا ہی نہیں۔ اسلام بحیثیت دین انسان کی باطنی اور قلبی اصلاح اور درستی بھی چاہتا ہے، تلوار کے ذریعہ سر تو خم ہو سکتا ہے مگر دل کبھی نہیں جھک سکتا اور نہ اس طرح انسان کی باطنی اصلاح و درستی ہو سکتی ہے۔

لیکن ایک چیز اور بھی ذہن نشین رہے کہ اسلام جس طرح یہ گوارہ نہیں کرتا کہ کسی کو جبراً مسلمان بنایا جائے اسی طرح یہ بھی برداشت نہیں کرتا کہ کوئی اس کے ماننے والوں پر تشدد کر کے انھیں اسلام سے برگشتہ کرے یا جو خوشی سے اسلام کی برادری میں شریک ہونا چاہتے ہوں ان کو ایسا کرنے سے زبردستی روکا جائے اور اگر کہیں



اسلام سے کوئی تعلق نہیں، ان کے سارے اعمال و افعال ان کی خود ساختہ شریعت ہیں۔ اسلام کا دامن رحمت ایسی ناشائستہ اور قتل و غارت گری والی تعلیمات سے پاک و صاف ہے۔  
اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم رحمت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قتل و غارت گری، جنگ و جدال اور فتنہ و فساد سے دور رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

☆ خادم التدریس دارالعلوم فیضان شاہ ثقلین قصبہ کمرالہ ضلع بدایوں  
موبائل: 09456279256

E-mail: faheemahmad\_92@yahoo.co.in

مسلم معاہدہ پر ظلم مسلمان پر ظلم سے زیادہ سخت ہے۔“  
**ایک غلط فہمی کا ازالہ:** قرآن کریم کی بعض آیات میں کچھ غیر مسلموں کو قتل کر ڈالنے کا حکم ہے جن کو بنیاد بنا کر آج داویلا مچایا جاتا ہے مگر اس پر کوئی توجہ نہیں دیتا اور نہ کوئی معترض اس بات کو جاننے کی کوشش کرتا ہے کہ ان آیات میں وہ حکم کن حالات اور کیسے فساد یوں کے لیے ہے۔ جن حالات میں دنیا کا کوئی مہذب ملک اور امن کا قانون فساد کی کو گولی مار دینے اور اس کا قصہ تمام کر دینے کا فرمان جاری کرتا ہے اسی طرح کے حالات میں ویسے ہی فساد افروغی کے لیے اسلام بھی وہی فرمان صادر کرتا ہے تو اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے اس لیے کہ طالبانی جنگ و جدال کا

## MH-SET میں عطاء الرحمن نوری کی نمایاں کامیابی

یونیورسٹی گرانٹ کمیشن (UGC) کے زیر اہتمام پورے مہاراشٹر میں مختلف سینٹرز پر Maharashtra State Eligibility Test (MH-SET) کا امتحان ہوتا ہے۔ اس امتحان میں کامیاب طالب علم یونیورسٹی اور کالج میں اسٹنٹ پروفیسر شپ اور پی ایچ ڈی کے لیے اہل ہوتا ہے۔ 32 مضامین میں یہ امتحان لیا جاتا ہے۔ سال ۲۰۱۵ء میں پہلی بار MH-SET کے امتحان میں اردو مضمون کو شامل کیا گیا تھا۔ 32 فیکلٹی میں 15 سینٹرز پر امتحانات ہوئے جس کے نتائج 15 جنوری ۲۰۱۶ء کو دیوبند سائٹ پر اپلوڈ کیے گئے۔ مالگاوں شہر کے ایک درخشندہ ستارے اور ہونہار طالب علم عطاء الرحمن شیخ فضل الرحمن نوری نے ایک مرتبہ پھر اپنے خانوادے اور شہر کا نام روشن کیا ہے۔ موصوف نے پہلی مرتبہ اس امتحان میں کامیابی حاصل کر کے شہر مالگاوں میں اردو مضمون میں پہلے ایم ایچ سیٹ کامیاب امیدوار کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ گزشتہ سال موصوف نے ایم اے اردو کے چاروں سمسٹر میں آؤٹ اسٹینڈنگ (ٹاپ) پوزیشن حاصل کرتے ہوئے اردو ڈپارٹمنٹ میں اول مقام حاصل کیا تھا۔

موصوف عالمی تحریک سنی دعوت اسلامی کے مبلغ اور مشہور صحافی ہیں جو عطاء الرحمن نوری (ایڈیٹر بہارِ سنت) کے نام سے مختلف عناوین پر اپنے قلم کی جولانیاں بکھیرتے ہیں۔ سال ۲۰۱۲ء میں موصوف نے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد کے صحافتی کورس میں ریاستی سطح پر اول اور ملکی سطح پر چوتھا مقام حاصل کیا تھا۔ مذہبی، سیاسی، سماجی، معاشرتی اور اصلاحی عنوانات پر آپ کے مضامین ملک و بیرون ملک کے اخبارات و رسائل میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ آپ کے کئی سو مضامین مختلف ویب سائٹس پر آن لائن موجود ہیں۔ سال ۲۰۱۳ء میں ۵۰۰ مضامین کی تکمیل پر ادارہ عکس ادب اورنگ آباد کی جانب سے موصوف کو ”سرسید احمد خان ایوارڈ“ دیا گیا تھا۔ آپ کی قلمی خدمات کے پیش نظر اور بھی کئی اعزازات سے آپ کو نوازا جا چکا ہے۔ مذکورہ کامیابیوں اور ادبی و دینی خدمات کے پیش نظر ای ٹی وی حیدرآباد نے آپ کا انٹرویو بھی لیا تھا۔ اس کامیابی پر ادارہ ماہ نامہ کنز الایمان دہلی کے ارکان انھیں مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ پاک زندگی کی منزلیں کامیابی سے ہمکنار فرمائے، پی ایچ ڈی کے مرحلے میں آسانی پیدا فرمائے اور عزم و حوصلے کو توانائی بخشے۔ آمین

جن کے ذمہ ماہ نامہ کی سالانہ فیس باقی ہے، جمع کر دیں اور ادارے کا تعاون فرمائیں۔

ایک نظر ادھر بھی

## سود کی وبا اور بے حیائی کا عام ہونا عذابِ الہی کو دعوت دیتا ہے

حافظ محمد ہاشم قادری صدیقی ☆

جاہلیت میں سود کا یہ رواج عام تھا کہ جب ادائیگی کی مدت آ جاتی اور ادائیگی ممکن نہ ہوتی تو زیادہ سود کے ساتھ مدت بڑھادی جاتی۔ یہاں تک کہ وہ رقم دو گنی تین گنی سے بھی زیادہ ہو جاتی جسے سود مرکب کہا جاتا ہے۔ یعنی موجودہ Compound Interest جو پوری رقم پر لاگو ہوتا ہے۔ اس ظالمانہ نظام کو اسلام نے ختم کر دیا اور حکم دیا کہ اگر اس سے باز نہ آئے تو اس عذاب میں مبتلا کیے جاؤ گے جو کفار کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ دنیا کے لوگ دولت کی فراوانی کو کامیابی سمجھتے ہیں خواہ اس کے لئے جائز ناجائز، حلال و حرام کی تمیز کیے بغیر حاصل کرنے میں لگ جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو آگاہ کیا جا رہا ہے کہ اس میں فلاح نہیں۔ فلاح متقی بننے یعنی خدا کے خوف میں ہے۔

سودی خرابیوں سے بچنے کے لئے زبردست تاکید ہے اور احادیث و قرآن میں اس کی خرابیوں اور وبال سے آگاہی دی گئی ہے۔ شرک کے بعد سود خوری کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے جس لب و لہجے کا استعمال کیا گیا وہ کسی اور گناہ کے متعلق نہیں کیا گیا۔ اعلان جنگ کی بات کوئی معمولی بات نہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، سود کی تحریر لکھنے والے اور سود پر گواہ بننے والے پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ یہ سب اگرچہ مختلف مراتب کے ہیں مگر گناہ میں سب برابر کے شریک ہیں۔ (مشکوٰۃ، مسلم ۲/۲۷)

**سود کا وبال:** سود کے وبال ۳ قسم کے ہیں۔ سود کی خرابیوں کے ۳ قسمیں ہیں۔ ان خرابیوں میں سے ادنیٰ اور کمتر قسم ایسی ہے جیسے کوئی شخص (معاذ اللہ) اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا (زنا) کرے۔ (المستدرک ۲/۳۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پاک میں سود کے بارے میں سخت وعید کے الفاظ آئے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ایک درہم کوئی سود حاصل کرے، اللہ کے نزدیک مسلمان ہونے کے باوجود ۳۳ بار زنا کرنے

حضرت آدم علیہ السلام صرف پہلے انسان ہی نہیں بلکہ وہ خدا کے اولین پیغمبر بھی تھے۔ آپ کو خالق کائنات نے انسانی زندگی گزارنے کا طریقہ بذریعہ وحی سکھایا۔ تب سے آج تک کچھ عمل وہ ہیں جو حرام قرار دیے گئے ہیں، جنہیں محرمات ابدیہ کہا جاتا ہے مثلاً قتل، زنا، شرک، سود (وغیرہ) ان محرمات میں شامل ہیں۔ روز اول سے آج تک سود حرام رہا ہے۔ کسی دور میں کبھی بھی کسی پیغمبر نے کسی قوم کے لئے سود کو حلال قرار نہیں دیا۔ اللہ کی آخری کتاب جو سارے انسانوں کے لئے ہدایت ہے نظام زندگی کے طور پر آخری نبی سید المرسلین کے اوپر نازل فرمائی گئی۔ اس میں ربو (سود کو عربی میں ربو کہا جاتا ہے) سود کی حرمت ہمیشہ کی طرح برقرار رکھی گئی بلکہ قرآن مجید میں تو اس قدر ہولناک وعید ہے کہ سود خور طبقہ کو اللہ کی طرف سے اعلان جنگ کا الٹی میٹم دے دیا گیا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ بنی اسرائیل کے انبیائے کرام کی سخت تنبیہ کے باوجود یہود نے مختلف خوبصورت الفاظ میں سود کو عملاً حلال کر لیا تھا۔ اس لئے آخری نبی پر جو کلام الہی نازل ہوا ہمیشہ کے لئے غضب خداوندی، لعنت اور جنگ کی وعید ثبت کر دی گئی۔ اس کے پڑھنے سے رو گئے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ

اے لوگو، جو ایمان لائے ہو، خدا سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو، اگر واقعی تم ایمان لائے ہو لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔ (سورہ البقرہ، آیت ۲۷۸، ۲۷۹)

اس آیت کے نازل ہوتے ہی حضور ﷺ نے عرب کے ان قبیلوں کو جو سود کھاتے تھے، آگاہ کر دیا کہ اگر وہ سودی کاروبار اور لین دین سے باز نہ آئے تو ان کے خلاف جنگ کی جائے گی۔ بعض فقہانے لکھا ہے کہ جو سود خوری اور اس کے کاروبار سے باز نہ آئے تو ان کے خلاف جنگ کی جائے گی۔ بعض فقہانے لکھا ہے، اسے قید کرنے پر اکتفا کیا جائے جب تک وہ سودی کاروبار سے باز نہ آجائے۔ سودی خرابیوں کا ذکر قرآن میں متعدد جگہ آیا ہے۔ ہر طرح کے سود سے منع کیا جا رہا ہے۔ زمانہ

### سود اور بدکاری فقہ الہی کا موجب:

Indian Centre for Islamic Finance

مطابق آج دنیا ایک معاشی اور مالیاتی بحران سے دوچار ہے۔ لندن، پیرس، نیویارک، ہانگ کانگ، سنگاپور اور سوئزر لینڈ وامریکہ میں حاشیہ پر زندگی گزارنے والے عوام نے اپنی ضرورتوں اور مکانوں کے لئے قرضہ لیا پھر ان پر سود در سود کی ادائیگی میں ناکامی کے پیچیدہ عمل نے بڑے بڑے سرمایہ دار اداروں اور بینکوں کو دیوالیہ ہونے کے دہانے پر کھڑا کر دیا ہے۔ اس بحران نے ایک طرف جدید معاشی سودی نظام کے فنی اثرات اور نقصانہ نتائج کو دنیا کے سامنے ابھار کر پیش کر دیا ہے اور دوسری طرف اس نے اسلامی نظام معیشت جو کہ بلا سودی طریقہ پر مبنی ہے، پوری دنیا کو سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے اور اس پر عمل کرنے کا دعویٰ پیش کیا ہے۔

سود کی بے برکتی اور نحوست کے دہال کو قرآن مجید نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ سود کو ہلاک (مٹاتا) کرتا ہے اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا ہے، پسند نہیں کرتا ہے ہر ناشکرے گنہگار کو۔“ (القرآن، البقرہ آیت ۲۷۶)

سود اور صدقہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ صدقہ میں اپنا مال دوسرے کو دیا جاتا ہے اور سود میں دوسرے کا مال بلا مالی معاوضہ کے لے لیا جاتا ہے۔ صدقہ کی غرض رضائے الہی اور ثواب آخرت ہوتی ہے جبکہ سود کی غرض اللہ کے غضب سے بڑھ کر اپنی دولت بڑھانے کا لالچ ہوتا ہے۔ نتیجہ کا فرق قرآن بتاتا ہے۔ اللہ سود سے حاصل ہونے والے مال و دولت کی برکت و خیر کو ختم فرما دیتا ہے جبکہ صدقہ کرنے والے مال کو اور اس کی برکت کو بڑھا دیتا ہے۔ سود خور محروم کر دیا جاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: سود کا مال اگرچہ بڑھ جاتا ہے مگر اس کا انجام ہمیشہ بے برکتی اور کمی کی شکل میں آتا ہے۔ چونکہ سود حرام ہے اور حرام میں برکت نہیں۔ ایک حدیث میں ہے رسول ﷺ نے فرمایا کہ حلال گرچہ کم ہو لیکن اللہ نے اس میں برکت رکھی ہے۔

☆☆☆

☆ امام و خطیب مسجد ہاجرہ رضویہ، اسلام نگر، کپالی، وایا: ناگٹو،

جمشید پور (جھارکھنڈ) 09431332338

E-mail: hhmhashim786@gmail.com

سے بھی زیادہ بڑا جرم ہے۔ (شعب الایمان للبیهقی: ۳۹۲/۴) بخاری و مسلم کی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے امت کو سات ہلاک و برباد کرنے والی چیزوں سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے اور ان سات چیزوں میں (۱) شرک (۲) جادو (۳) قتل ناحق (۴) میدان جنگ سے فرار (۵) تہمت لگانا (۶) یتیم کا مال ناحق کھانا (۷) سود خوری کا ذکر صریح فرمایا۔ (بخاری جلد اول، حدیث ۳۸۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ چار شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم فرمایا ہے کہ ان کو جنت میں داخل نہیں کریں گے اور نہ ان کو جنت کی نعمتوں کا ذائقہ چکھائیں گے (۱) عادی شرابی (۲) سود کھانے والا (۳) ناحق یتیم کا مال اڑانے والا (۴) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا۔ (المستدرک: ۲/۳۷)

حضرت حظلہ (شہید اسلام، غسبل الملائکہ، جن کو فرشتوں نے غسل دیا تھا) کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سود کا ایک درہم جسے کوئی جانتے ہوئے استعمال کرے ۳۶ مرتبہ زنا سے زیادہ شدید (بڑا) جرم ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جو سود کھانے والا نہ ہو اور اگر کوئی سخت احتیاط کرے گا بھی کہ سود اپنے اختیار سے نہ کھائے تب بھی سود کے غبار اور اثر سے محفوظ نہ رہ سکے گا۔ (رواۃ احمد، ابوداؤد و نسائی)

چودہ سو سال پہلے اللہ کے بھیجے ہوئے بشیر و نذیر نبی ﷺ نے جو پیش گوئی فرمائی تھی آخر کار وہ گھڑی آن پہنچی کہ آج روئے زمین پر (کچھ ہی متقی لوگوں کو چھوڑ کر) پوری اولاد آدم اس لعنت میں گرفتار ہے۔ عالمی تجارت کی بنیاد سودی بینک پر منحصر ہے۔ تجارت ہو زراعت ہو یا صنعت یا مزدوری ہو۔ اس سود سے کسی نہ کسی پہلو سے ضرور ہی غبار آلود ہے۔ تجارت کا کوئی شعبہ بھی بغیر سودی بینک کے سہارے آگے نہیں بڑھتا۔ کھلے سودی کاروبار کے علاوہ یہود اور اہرمٰن نے گھٹے جوڑ کر کے اس سود کو ایسے حسین لفظوں میں ڈھال کر میٹھی گولی کی شکل دے دی ہے جیسے قتل اولاد کو خاندانی منصوبہ بندی، پروا رکھنا یا فیملی پلاننگ کی پرفریب اصطلاحوں میں چھپا کر نہ صرف اس بدترین و درندگی کو گوارا کر لیا ہے بلکہ اسے ترقی اور روشن خیال بنا دیا گیا ہے اور پوری دنیا نے انسانیت ظہر الفساد فی البر و البحر کی چکی میں پس رہی ہے اور کراہ رہی ہے۔

## کلام اولیاء اللہ میں بھی تشابہات ہیں

☆ مفتی محمد نظام الدین رضوی

گنہ گار ہوں میں واعظو تمہیں کیا فکر  
میرا معاملہ چھوڑو شفیع محشر پر  
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دفع البلاء ہیں، وہابیوں کا طبقہ دفع بلا  
حضور ﷺ کے لیے شرک اور حرام قرار دیتا ہے مگر حضرت کے کلام میں  
عقیدہ دفع بلا کی صراحت بے شمار مقامات میں ہے۔ حضور سید عالم  
ﷺ سے بلکہ اولیاء اللہ سے بالخصوص حضرت غوث پاک ﷺ سے  
توسل کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ جو ہم سب کا اعتقاد ہے کہ سرکار غوث  
پاک رضی اللہ عنہ تمام اولیاء اللہ میں سب سے افضل مقام رکھتے ہیں۔  
جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے

سب پردہ الٹ گئے ہیں دل وہ ہے آقا میرا  
تو حضرت سیدی آسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بر ملا اپنے اشعار میں  
فرماتے ہیں، مثلاً ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ ۔  
گردنیں ہوں اولیا کی زیر پا  
کون ایسا ہے سوائے غوث پاک

تقدیر اور تدبیر ہمارا عقیدہ ہے کہ تقدیر پر ایمان لانا فرض  
ہے، بالقدر خیرہ و شرہ۔ اچھی بُری تقدیر پر ایمان لانا فرض  
ہے۔ اس کی تصدیق ضروری ہے، اس کا مطلب ہے، اس کی شرح  
فرمانی ہے شارحین حدیث، علما اور فقہانے، وہ اپنے مقام پر ہے، مگر  
تقدیر کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ ہم تدبیر سے بے نیاز ہو جائیں  
۔ تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل رکھیں اور  
ساتھ ہی ساتھ اسباب کو بھی اختیار کریں تو پھر اللہ تعالیٰ اسباب کی وجہ  
سے کاموں کو جو عطا فرماتا ہے، آپ فرماتے ہیں

مقدر میں ہوں سب کچھ مگر تدبیر لازم ہے  
ایک قطرہ نہیں ملتا ہے بے تدبیر پانی کا  
بہت سی جگہوں پر آپ کا کلام پڑھتے پڑھتے میں ٹھہر گیا، کیوں  
کہ میں اس کلام کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکا۔ یہ میرا قصور فہم ہے، ان

کرم سرکار آسی کا ایک بار ہو جائے تو فکر و فہم اور قلب و روح  
سب دو بالا ہو جائے، جب میں نے حضرت آسی کے کلام کا جتنہ جتنہ  
مختلف غزلیں دیکھیں تو دل پر ایک عجیب کیف طاری ہوا۔ میں نے یہ  
محسوس کیا کہ حضرت سیدی شاہ عبد العظیم آسی غازی پوری علیہ الرحمہ  
صاحب حال اور صاحب کشف اکابر اولیاء اللہ سے تھے۔ آپ کے  
کلام میں اہل سنت و جماعت کے عقائد اور ان کے معمولات کا ذکر  
واضح طور پر ملتا ہے اور ایسے عقائد اور معمولات کا بھی ذکر ہے جن میں  
دوسرے فرقے اور دوسرے نظریے کے لوگ ہم سے اختلاف رائے  
رکھتے ہیں اور ان کا وہ اختلاف رائے صحیح نہیں۔

مثلاً حضرت کے کلام سے میں نے بار بار محسوس کیا کہ آپ نظریہ  
وحدت الوجود کے قائل تھے بلکہ وہ اس مرتبے پر فائز بھی تھے۔ قائل تو  
ہم لوگ بھی ہیں، فائز نہیں اور حضرت آسی غازی پوری علیہ الرحمہ اس  
منصب پر فائز بھی تھے۔ حضور سید عالم ﷺ کو باعث تخلیق کائنات  
اعتقاد کرتے تھے۔ عرض کرتے ہیں ۔

اے سر تخلیق آدم اے نور خلاق عالم  
اس میں انہوں نے حضور سید عالم نبی ﷺ کو باعث تخلیق کائنات  
بھی ظاہر فرمایا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس بات کا بھی اظہار کیا ہے کہ  
آپ بشر ہونے کے ساتھ ساتھ نور بھی تھے۔ قد جاء کم من اللہ  
نور، لو لاک لما خلقتک الارض والسماء۔ ان نصوص کی  
ترجمانی ہے اس مختصر شعر میں ۔

وحدت الوجود کا ذکر تو بار بار کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ۔  
پوچھتے کہ سر وحدت کیا ما سوا کی بھلا حقیقت کیا  
حضور سید عالم ﷺ کو آپ شفیع اعتقاد کرتے ہیں جب کہ ایک  
فرقہ حضور سید عالم ﷺ اور دوسرے انبیاء کے لیے عقیدہ شفاعت کو  
باطل اور شرک قرار دیتا ہے، بہت سے اشعار میں عقیدہ شفاعت کا  
ذکر ملتا ہے۔ مثلاً



اللہ کے ارشادات تشابہات میں بھی غور و فکر سے چننا چاہیے کہ ہم اس کی کنہ اور حقیقت تک کی رسائی اور اس کے صحیح مفہوم کے ادراک سے قاصر ہیں۔ ویسے مجھے پڑھتے وقت ایک حدیث پاک یاد آتی ہے: **يُنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ - اور اس طرح کی اور حدیثیں ہیں کہ** اخیر شب میں اللہ تبارک و تعالیٰ نزول فرماتا ہے آسمان دنیا کی طرف اور شب قدر کی احادیث میں تو بہت مشہور حدیثیں پائی جاتی ہیں۔ تو یہ سب احادیث تشابہات ہیں، میرے خیال سے انہیں احادیث نبویہ کو سامنے رکھ کر یہ کلام کہا گیا ہے، اور وہ حدیثیں تشابہ ہیں اور یہ بھی تشابہ ہیں، اس لیے اس پر ہمیں غور و فکر سے احتیاط ہی کرنا چاہیے، یہی مسلک اسلم ہے اور اسی میں ہمارے لیے اور آپ کے لیے راہ نجات ہے۔

☆☆☆

☆ صدر المدرسين و صدر شعبہ افتاء و ناظم مجلس شرعی  
جامعہ اشرفیہ مبارک پور

میں ایک بہت مشہور شعر جو بہت دنوں سے سنتا آرہا تھا، اس کو میں نے پہلی بار کتاب میں پڑھا اور دیکھا۔ مثلاً

وہی جو مستوی عرش ہے خدا ہو کر

اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

اس طرح کے اور بھی کئی اشعار ہیں، حقیقت یہ ہے اس طرح کے اشعار کی کہ مجھے یاد آتا ہے کہ غالباً عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ایک مقام پر لکھا ہے:

”تشابہات جس طرح سے کلام الہی میں ہوا کرتے ہیں، احادیث رسول اللہ میں بھی ہوتے ہیں۔“

اور اعلیٰ حضرت نے افاضہ فرمایا کہ کلام اولیاء اللہ میں بھی تشابہات ہوتے ہیں۔ تو جیسے ہم آیات تشابہات کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے، اس لیے ہمیں اس میں غور و خوض کرنے سے بچنا چاہیے، اسی طرح ہم احادیث نبویہ کی تشابہات تک نہیں پہنچ سکتے، اسی طرح سے ہمیں اولیاء

## آل انڈیا آن لائن اسلامی انعامی مقابلے کے لیے رجسٹریشن جاری

ہندوستان کا پہلا واحد آن لائن اسلامی مقابلہ، پورے ہندوستان سے کوئی بھی لے سکتا ہے حصہ، عمر کی بھی کوئی قید نہیں، رجسٹریشن مفت دینی تعلیم کو فروغ دینے کے لئے مسلسل کام کر رہی تنظیم حسینی فاؤنڈیشن کی جانب سے آل انڈیا آن لائن اسلامی انعامی مقابلے کا انعقاد کیا جا رہا ہے، قومی سطح پر ہونے والے اس مقابلے میں پورے ہندوستان سے تمام عمر کے لڑکے اور لڑکیاں حصہ لے سکتے ہیں۔ حسینی فاؤنڈیشن کے سکریٹری مولانا حافظ وحید احمد خان رضوی نے بتایا کہ اس مقابلے کا اہم مقصد دینی تعلیم کو فروغ دینا ہے اور حصول تعلیم کیلئے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ تعلیم کے ذریعہ معاشرے میں بھیلی برائیوں کو دور کیا جاسکتا ہے۔ زمانہ تیزی سے بدل رہا ہے، ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ ہر کوئی ٹیکنالوجی سے جڑنے کا خواہش مند ہے، اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ مقابلہ مکمل طور پر آن لائن رکھا گیا ہے، رجسٹریشن سے لے کر امتحان اور نتائج سب کام آن لائن ہوں گے۔ مقابلے میں شامل ہونے کے لئے رجسٹریشن جاری ہیں جو 20 مارچ 2016 تک جاری رہیں گے اور 27 مارچ 2016 بروز اتوار کو بوقت دوپہر ۳ بجے سے ۴ بجے تک اس کا آن لائن امتحان ہوگا۔ لوگوں کی خواہش پر رجسٹریشن کرانے کا طویل وقت دیا گیا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں اور انھیں تیاری کرنے کے لئے بھی کافی وقت مل جائے۔

اس مقابلے میں حصہ لینے کے خواہش مند طلبہ و طالبات حسینی فاؤنڈیشن کی ویب سائٹ [www.tehseenifoundation.com](http://www.tehseenifoundation.com) پر جا کر رجسٹریشن کروا سکتے ہیں۔ رجسٹریشن کامیابی سے ہو جانے کے بعد ایک ای میل موصول ہوگا جس میں رجسٹریشن نمبر اور رجسٹریشن ہو جانے کے بارے میں معلومات دی جائے گی۔ مقابلے میں اول، دوم اور سوم مقام حاصل کرنے والوں کو گرانقدر دینی کتابیں بشکل انعام دی جائیں گی اور سرٹیفکیٹ فراہم کیا جائے گا، اس کے علاوہ پانچ خصوصی انعامات بھی دیے جائیں گے۔ یہ اپنی نوعیت کا ملک کا پہلا اور واحد آن لائن اسلامی مقابلہ ہے۔

جن حضرات کو ماہ نامہ کنزالایمان اعزازی بھیجا جاتا ہے، وہ خط لکھ کر، ای میل کر کے اطلاع دیں کہ ہمیں رسالہ موصول ہو رہا ہے، ورنہ رسالہ بند کر دیا جائے گا۔ ادارہ

## قارئین کرام



درموز ہیں لیکن سرسری پڑھنے پڑھانے والوں کی نگاہیں وہاں نہیں پہنچتی ہیں۔ اس لیے سب کچھ پڑھ کر بھی روحانیت سے کورے رہ جاتے ہیں، اس کے لیے سچے مرشد کی ضرورت پڑتی ہے لیکن مرشد کی صحبت و تربیت سے ہی کچھ کام بنتا ہے، ورنہ مروجہ پیری مریدی تو محض حصول نسبت کا نام ہے، اگرچہ یہ بھی بہت کارآمد ہے لیکن تربیت چیزے دیگر است، پھر بھی مدرسین توجہ دیں تو بہت سے مسائل تصوف اور رموز طریقت کا استخراج کر سکتے ہیں، اور اگر استاذ باعمل و بااخلاق ہے تو اس کی ذرا سی توجہ سے تلامذہ اخلاق و تصوف کا درس لے سکتے ہیں اور، روحانیت کی تعلیم بھی۔

☆☆☆

☆ مہتمم دارالعلوم قادریہ، چریاکوٹ، منو (یوپی)  
رکن الجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

Mob: 09838189592

علم پر طریقت کا روغن چڑھانا چاہیے اور طریقت تو بے شریعت بے حقیقت ہے ہی، اس میں علم شریعت کی روح پھونکنا زندگی کی علامت ہے۔ آج امت میں جو انتشار ہے، میں سمجھتا ہوں اس کی بہت بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ شریعت والے طریقت سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور طریقت کے نام لیوا شریعت سے نابلد۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہ جو علم شریعت و طریقت دونوں کے امام تھے فرماتے ہیں:

”شریعت تمام احکام جسم و جان و روح و قلب و جملہ علوم الہیہ و معارف نامتناہیہ کو جامع ہے جن میں سے ایک ایک ٹکڑے کا نام طریقت و معرفت ہے۔“ (مقال عرفا باعزاز شرع و علما)

یعنی بغیر شریعت آدمی طریقت میں قدم ہی نہیں رکھ سکتا۔ مدارس اسلامیہ میں طریقت کے مسائل بھی پڑھائے جاتے ہیں۔ قرآن پاک، حدیث شریف حتیٰ کہ فقہ میں بھی طریقت کے مسائل

## مولانا محمد امجد علی قادری برکاتی کا وصال

۴ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ / ۱۸ اکتوبر ۲۰۱۵ء ڈانڈیل کرناٹک کے معروف عالم دین حضرت مولانا محمد امجد علی قادری برکاتی ولد ثابت علی انصاری مرحوم کا دل کا دورہ پڑنے سے انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت کی عمر ۵۱ سال کی تھی۔ کرناٹک میں معروف و مقبول خطیب حضرت مولانا احسان علی قادری مرحوم کے آپ چھوٹے بھائی تھے جو ممبئی کی کھڑک جامع مسجد کے امام و خطیب تھے، حضرت سید العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کے حکم پر آپ نے امامت کی ذمہ داری قبول کی تھی۔ مولانا امجد علی قادری نے ابتدائی تعلیم مولانا ثار احمد قادری یار علوی (شاگرد خاص بدر العلماء حضرت مولانا بدر الدین رضوی) سے حاصل کی۔ مدرسہ برکاتیہ موید الاسلام مگہر بستی میں بھی تعلیم پائی جہاں مولانا ذکی احمد برکاتی اور صوفی سخاوت علی برکاتی سے کسب علم کیا۔ ۱۴۰۲ھ میں حفظ و قرأت کی تکمیل کے بعد جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں داخل ہوئے۔ آپ کے معروف اساتذہ کرام میں حافظ ملت علامہ عبدالعزیز اشرفی محدث مبارک پوری، پاسبان ملت علامہ مشتاق احمد نظامی خطیب مشرق، مجاہد دوران مولانا مظفر حسین اشرفی کچھوچھوی، حضرت صوفی محمد نظام الدین برکاتی مصباحی، مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمن قادری عباسی، حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی شیخ الحدیث، بحر العلوم حضرت مفتی عبدالمنان اعظمی، شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی، رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری، فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی، شیخ القرآن مولانا عبدالرحیم کانپوری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ مشائخ میں سید العلماء حضرت سید آل مصطفیٰ قادری برکاتی مارہروی سے زیادہ قریب رہے اور آپ ہی کے مرید و خلیفہ تھے۔ 1982ء سے آپ نے دینی تعلیم و خطابت کی خدمات کا سلسلہ شروع کیا، منیر آباد بیلگام، ہلی، امبیکا پور، ڈانڈیل وغیرہ میں تدریسی خدمت انجام دی۔ آپ ایک نرم مزاج انسان اور خوش اخلاق عالم دین تھے۔ پس ماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ۴ فرزند، ایک دختر ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت کی خدمات کو قبول فرمائے، ان کی بخشش فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

noorlaini92@gmail.com

8123181107

محمد عبدالقادر برکاتی۔ ڈانڈیل کرناٹک

تیسری قسط

## نکاح سے بھلائیاں وجود میں آتی ہیں

خطاب: مفتی محمد ضیاء الدین نقشبندی..... جمع و ترقیب: محمد یونس برکاتی ☆

ارے لڑکی ہی پیدا ہوئی، بیٹی ہی پیدا ہوئی، ارے تم نے جس وقت اس دنیا میں قدم رکھا تھا، تم پر ناراض ہو کر گڑھے میں داب دیتے تو کیا تم ناراض ہوتیں؟ تم پر بھی تو اللہ کا احسان ہے، اس احسان کو تم کیا سمجھ رہی ہو؟ تمہیں تو کم سے کم یہ نہیں بولنا چاہیے تھا، اگر تمہارا نالائق بیٹا کہتا کہ بیٹی ہی پیدا ہوئی، تو کہتی کہ بیٹا تمہاری ماں بھی کسی کی بیٹی تھی۔ عزیزان محترم! یہ ساری چیزیں جس کا خیال کرنا ہماری ذمہ داری ہے اس کے لیے آسمان سے کوئی نئی مخلوق آنے والی نہیں ہے۔

نئے اصول آتے نہیں چمن میں گل کھلانے کو

یہی ذرے ابھرتے ہیں یہی مٹی سماتی ہے

ہم کو بننا ہے نشان راہ منزل دوستو!

ہم اگر بھٹکے تو کتنے کارواں کھو جائیں گے

ہمیں اپنی ذمہ داری کو سمجھنا چاہیے، کوئی اور ہمیں جگانے نہیں آئے گا، کوئی اور ہماری آنکھیں کھلوانے نہیں آئے گا، کوئی ہم سوتوں کو جگانے نہیں آئے گا، خود ہم ہی کو جاگنا ہوگا اور اللہ کے بیان کردہ فیصلوں پر راضی رہنا ہوگا کہ مولا تیرے ہر فیصلے پر ہم راضی ہیں اور جس کے چہرہ پر تم عیب نکالتی ہو، ارے اس کے چہرہ میں کس نے عیب پیدا کیا؟ ارے تم نے رب العالمین کے قرآن کو پڑھا بھی ہے؟ تیرے اللہ نے فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ۔ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوِّكَ فَعَدَلَكَ۔ فَيُؤْتِي صُورَةً مَّا شَاءَ رَجَبَكَ۔ (اے غرور کرنے والے انسان!) اے دھوکے کے شکار انسان! تیرے رب کریم نے کسی کو دھوکے میں رکھا ہے؟ جس نے تجھ کو پیدا کیا، تیرے اعضا کو کامل طور پر بنایا، تجھے معتدل قامت عطا کیا، اعتدال قامت والا بنایا، توازن تیرے اعضا میں پیدا کیا، ہر چیز تناسب کی تیرے اعضا میں ودیعت فرمادی، فی ای صورتہ ماشاء رجبك۔ جس صورت میں اس نے چاہا اُس نے تجھ کو جوڑ دیا۔ تو صورت میں عیب نکالنے والو اُس بچی کا وہ چہرہ جو تم کو بھاتا نہیں،

میں اپنی ماؤں سے بھی کہنا چاہوں گا، تم آج عورت ہو، لیکن تم نے بھی تو کتنی عورتوں کو نظر انداز کیا ہے، کتنی بیٹیوں کو رجیکٹ (Reject) کی ہو، باوجود اس کے سسر نے کہا، خسر نے کہا، بہو منظور ہے، لڑکے نے کہا امی جان! میں اس لڑکی کو رفیق حیات بنانا چاہتا ہوں، ماں نے کہا کہ بیٹا چار لوگوں میں میری عزت چلی جائے گی، اوروں کی بہو خوبصورت ہوگی، تیری بہو بدصورت ہوگی تو میری ناک کٹ جائے گی۔ بہنیں کہنے لگیں بھیا آپ کی دلہن اچھی ہونا چاہیے تاکہ ہم بھی ناز کر سکیں کہ ہماری بھابھی جنت کی حور لگ رہی ہے، پری لگ رہی ہے، تمہاری وجہ سے اس کا دل پھر بھٹک گیا، اس نے کہا ٹھیک ہے میں اس کو رجیکٹ کر دیتا ہوں۔

عزیزو! میری بہنو! تمہاری وجہ سے کتنے گھر برباد ہو رہے ہیں، اگر تم کو بھی ایسا ہی کیا جاتا تو کیا آج تم ماں بنتیں؟ آج تم نانی بنتیں؟ آج تم دادی بنتیں؟ سوچو! تم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو پھر اس کے بعد اگر اولاد نہیں ہو رہی ہے تب بھی اس کو طعن دیا جا رہا ہے کہ اس لڑکی کو اب تک بچہ نہیں ہوا۔ ارے ظالم اُس کا تصور کیا ہے؟ قرآن کو پڑھ، قرآن نے عورت کو کیا کہا: نَسَاكُم حَرْث لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ کہ تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، وہ کھیتیاں ہیں، ان کھیتوں سے تم کو کیا شکایت ہے؟ محنت کرنے والے تم، ہل چلانے والے تم، بیج بونے والے تم، تمہاری غلطی کی وجہ سے اس پر تم ملامت کر رہے ہو، شرم کرو، حیا کرو۔ اللہ نے تم کو ذمہ دار بنایا ہے، تمہاری کوئی کمزوری ہوگی، تم اس کا کیوں خیال نہیں کرتے۔ بیوی اب تک حاملہ کیوں نہ ہوئی، اولاد کیوں نہیں ہوئی، دو سال ہو گئے، تین سال ہو گئے، چار سال ہو گئے، کبھی کبھی پریشان ہو جاتی ہے، ذہنی توازن کا شکار ہو جاتی ہے۔ طعنے دینے والیوں میں خاندان کی عورتیں بھی ہیں۔

پھر اس کے بعد اس کو نصیب سے اللہ نے اولاد دے دی، اگر بچی پیدا ہو گئی، تو ناراض ہونے والی دادی ہی نظر آتی ہے، کہتی ہے



رکھتا ہے، بیشک وہ عظیم قدر ہے۔

اب اچھا نکاح کرلو، اس کے بعد اولاد بااخلاق بنے گی، آپ کی تربیت کی وجہ سے جب وہ بااخلاق ہوگی اور اس دینی ماحول میں اپنی شادی کرنا چاہے گی۔ (آپ نے تو اپنی شادی کر لی جناب!) اب آپ ان کی شادی میں چاہتے ہیں کہ گانے ہونا چاہیے، گانے والیوں کو لانا چاہیے، ڈی۔ جے۔ ہونا چاہیے، باجے ہونا چاہیے، گاجے ہونا چاہیے۔ اب بچہ کہے گا بابا! ہم اپنی آخرت کو بر باد نہیں کر سکتے، یہ جائز نہیں، یہ حرام ہے، کیوں؟ اب جب وہ دلہن آئی تھی جو تمہاری بہو تھی جب وہ گھر کے اندر آئے گی تو وہ اسلامی گھر بنائے گی، قرآن کا ماحول بنائے گی، جب تم کوئی شادی کرنا چاہو گے تو تمہارے ذہن کو بنائے گی، کہے گی نہیں مئی جان۔ مادر مہربان کو سمجھائے گی کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کے خلاف کر کے خوشیاں کیسے حاصل کر سکتے ہیں، ہمارے حبیب پاک نے منع فرمایا، کیسے منع کیا، سنو قرآن میں رب کا ارشاد ہے: وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ لَهْوِ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا۔ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو آلات لہو و لعب کو خریدتے ہیں، گانے بجانے کے ساز و سامان کو خریدتے ہیں (خریدنے کا مطلب فقط صرف خریدنے پر ہی حکم نہیں بلکہ خریدیں یا اجرت پر لائیں) کیوں حاصل کرتے ہیں لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم تاکہ جہالت میں رہ کر اللہ کے راستے سے لوگوں کو ہٹا دیں، بہکا دیں، گمراہ کر دیں، ویتخذھا ہزوًا۔ اس کو مذاق اور دل لگی کا ذریعہ بنا دیں۔ اب ذرا شادی کے موقع پر گانے بجانے والوں سے پوچھو، غلط تماشے کرنے والوں سے پوچھو کہ یہ کام تم کیوں کر رہے ہو؟ تم تو جلسے بھی کرتے ہو، مزاروں پر بھی جایا کرتے ہو، محفلیں بھی منعقد کرتے ہو، علماء سے بھی تمہارا تعلق ہے، کہتے ہیں کہ مولانا! یہ تو شادی کا موقع ہے شادی کے موقع پر ہم کیا کریں، بچے کر رہے ہیں، بچوں کی خوشیوں میں ہمیں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے اور خوشیوں کے موقعوں پر ایسی پابندی بھی نہیں کرنی چاہیے، اسلام نے تو خوشی کو کسی طرح منانے سے روکا نہیں۔ اب آیت پڑھتے ہیں: وَبِذَلِكَ فَلِیَفْرَحُوا کہ خوشی مناؤ اللہ کا حکم ہے۔ تعلیم یافتہ طبقہ یہ ذہن دیتا ہے کہ کیسے بھی خوشیاں مناؤ کوئی قید نہیں، کہیں بھی ہو، کیسے بھی ہو خوشی کے موقع پر اسلام روکتا بھی نہیں، کیسے بھی خوشیاں مناؤ مگر مطلق

اس بچی نے اپنا چہرہ خود نہیں بنایا ہے بلکہ اس کے رب نے بنایا ہے۔ تم خالق کے خلق میں عیب نکال کر رب کو راضی کر سکتے ہو؟ فی ای صوریۃ ماشاء رکبک۔ جس صورت میں رب نے چاہا تو اس نے پیدا فرمایا۔ اس کو کالی بنایا تو کس نے؟ جب اس رب نے چاہا تو بنایا، اس کو اگر بد شکل بنایا تو چاہا رب نے اسی شکل میں بنانا تو اسی شکل میں بنایا۔ فرمایا میں نے چاہا تو بنایا، تو جس کو میں نے چاہا تو اسی پر اعتراض کرتا ہے، ارے نادان! کس غلطی کا شکار ہو رہا ہے، دیکھ تیری آنکھیں بند ہوں گی تب پتہ چلے گا۔ سارے جمال و روشنی کے تیرے جتنے بھی درجات ہیں سب یہیں کے یہیں رہ جائیں گے۔ اخلاق کی خوبصورتی پیدا کر، سوال جو حسن و جمال کا ہے اسی اخلاقی جمال کی طرف توجہ کی جائے، اخلاق کے حسن کی طرف توجہ کی جائے۔

عزیزان محترم! اللہ کے حبیب نے ہمیں یہی ہدایات عطا فرمائی ہیں کہ معیار جس کو بنانا ہے بنا لو، دین داری کو معیار بناؤ، اخلاق کو معیار بناؤ، جب تم اخلاق کو معیار بناؤ گے، دین داری کو معیار بناؤ گے تو کیا ہوگا؟ جب وہ بڑے ہوں گے، شادیاں کریں گے جو اخلاق والے ہوں گے تو وہ بد اخلاق اور بد تمیزی سے شادیاں نہیں کریں گے، تقریبوں میں ناچیں گے نہیں، گانے نہیں گائیں گے، ڈھول تماشے نہیں کریں گے، آتش بازی نہیں کریں گے، شراب اور مئے نوشی کی مجلسیں نہیں سجائیں گے، رقص و سرور کی محفلیں منعقد نہیں کریں گے، کیونکہ وہ اخلاق والے ہوں گے۔ یعنی رشتے کے معاملہ میں کیا کرنا چاہیے، تو فرمایا کہ پہلے انتخاب صحیح کرو، اچھا لڑکا دیکھو، اچھی لڑکی دیکھو، جب وہ اخلاق والے ہوں گے، جو اولاد پیدا ہوگی تو وہ اس پر شکوہ تقدیر نہیں کریں گے بلکہ رب کی تقسیم پر راضی رہیں گے، لڑکا پیدا ہو تو بھی راضی، لڑکی پیدا ہو تو بھی راضی اور پیدا نہ ہو تو بھی راضی، کیونکہ رب نے فرمایا:

لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَن يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَاءُ الذُّكُورَ۔ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَن يَشَاءُ عَاقِبَتَهُمَا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ۔ (ترجمہ) اللہ ہی کے لیے زمین و آسمان کی بادشاہت ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹے اور بیٹیاں دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بانجھ

ہے، رحمتوں کی برسات ہو رہی ہے، ہر کوئی خوشیوں میں پھولے نہیں رہا ہے، ایسی تعبیر واستعارات جائز ہیں، اسلام روکتا نہیں اس سے۔ اسلام کس چیز سے روکتا ہے، کون سی چیزوں سے منع کرتا ہے، تو آؤ میں بتاتا ہوں، ناچنے سے روکتا ہے، ڈانس سے روکتا ہے اور آج کل کے گندے مضامین اور موسیقی کے آلات سے روکتا ہے۔ اس لیے کہ اس کو حبیب پاک نے ناجائز قرار دیا، یہی وہ چیزیں ہیں کہ قرآن مجید میں جس کو شرکوں کا طریقہ بتایا ہے۔

میں نے جو آیت کریمہ پڑھی ہے وہ جانتے ہوا ۲۱ ویں پارے میں سورہ لقمان کی آیت ہے، اس میں اللہ نے بیان کیا، کس کا بیان کیا؟ مکہ مکرمہ میں سرکار قرآن پڑھا کرتے تو یہ گانے بجانے والے کون تھے اور آج یہ کام کرنے والے اپنا نسب کس سے ملانا چاہتے ہیں، سوچیں۔ ان کا یہ سلسلہ کس سے ملتا ہے؟ صحابہ سے نہیں ملتا، آل مصطفیٰ سے نہیں ملتا، اولیا اور شہداء سے نہیں ملتا بلکہ یہ دشمنان دین سے ملتا ہے، کیوں وہ لوگ ایسا کرتے تھے جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو نوجوان قرآن کی تلاوت کی وجہ سے متاثر ہوتے، جہاں تک آواز پہنچتی دل سے کفر کی تاریکی دور ہوتی اور ایمان کا اُجلال دل میں گھر کرتا، انقلاب آجایا کرتا تھا، تو نظر بن حارث، منافقوں اور کفار کا ایک سرغنہ تھا وہ ایران کو گیا، روم کو گیا، وہاں سے بادشاہوں کے قصے کہانیاں اور ناویں لے آیا، وہاں کی مغنیات کو لے آیا، گلوکاروں کو لایا، ناچنے والیوں کو لایا خرید کر اور اس کے بعد لوگوں سے کہتا تھا اے لوگو! محمد عربی ﷺ تم کو آگ و عذاب کے واقعہ سناتے ہیں، ڈراؤ نے قصے سناتے ہیں، خوف کی باتیں سناتے ہیں، آؤ میں تم کو خوشی کی خبر سناتا ہوں، دل بہلانے والی باتیں سناتا ہوں، لوگوں کو بلاتا تھا، خدا کا کلام سننے سے روکتا تھا اور قصہ و کہانی سناتا تھا۔ اس کے بعد وہ گانے والیوں سے کہتا، گاؤ اور ناچو، رقص و سرور کا اہتمام ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ کا کلام سننے سے روکنے کی کوشش کی جاتی تھی، جب اس سے کہا جاتا، آ قرآن سن، تو انحراف کرتا تھا اور پیٹھ پھیر کر چلا جاتا تھا۔ گویا کہ قرآن سن کر ایسا ہوتا تھا کہ گویا قرآن سنا ہی نہیں۔ اللہ نے اس کا تذکرہ فرمایا:

ومن الناس من يشتري لهو الحديث  
مسلمانوں سنو! برائی کرنے والے کے متعلق اللہ کے قہر والے

العنان تو نہیں بنایا نا کہ جیسے چاہو منالو، خوشی منانے کے اسلام میں طریقے ہیں۔ اللہ کے حبیب نے بھی شادیاں کروائیں صحابہ کی، خوشیوں کا اہتمام وہاں بھی ہوا۔ اسلام خشک دین نہیں، خوشی کا دین ہے۔ اسلام فطرت کا دین ہے۔ تم کو خوشی کے موقع پر خوشی منانے کی بھی اجازت دیتا ہے اور غمی کے موقع پر آنسو بہانے کی بھی اجازت دیتا ہے، ایسا نہیں کہ روکنا نہیں چاہیے، جیسے کہ بعض کم تعلیم یافتہ لوگ کہتے ہیں کسی کا انتقال ہو گیا، صبر کرو اور غمی کے آنسو نہ بہاؤ، ایسا نہیں ہے، ابھی تم نے اسلام کو سمجھا نہیں۔ امام الانبیاء کے شہزادے حضرت ابراہیم وفات پا گئے، سرکار کی آنکھوں سے آنسو بہہ گئے، صحابہ نے عرض کیا: حضور آپ رو رہے ہیں، تو آقا نے ارشاد فرمایا: آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں، دل غمزہ ہے مگر زبان سے وہی نکلتا ہے جو رب کو پسند ہے۔ اسلام نے غم کے موقع پر رونے سے نہیں روکا ہے، فطرت کا غم ہے تو فطرت کا تقاضا ہے، غم کے موقع پر اگر آنسو بہہ جاتے ہیں تو یہ تقویٰ کے خلاف بھی نہیں، ولایت کے خلاف بھی نہیں، یہ بزرگی کے خلاف بھی نہیں اور خوشی کے موقع پر چہرہ کھل اٹھے اور مسرت کے نعمات کہے جائیں، تہنیتی اشعار کہے جائیں، اسلام اس کی بھی اجازت دیتا ہے۔

سنو! بی بی عائشہ کے پاس ایک عورت آئی، اس کا انھوں نے نکاح کروادیا۔ نبی کریم ﷺ نے یہاں بھی پوچھا اے عائشہ! کیا تم نے ان کے ساتھ خوشی کا اہتمام کرنے والے انتظامات بھی کیے ہیں؟ حبیب پاک نے فرمایا شادی کی خوشی کے موقع پر کوئی خوشی کے نغمہ پڑھنے والے بھی ہوتے تو اچھا تھا، کچھ بچوں کو بھیج دیا جاتا جو خوشیوں کے نغمہ گاتیں، تا کہ خوشی کا سائبندھ جاتا، تو خوشیوں کے موقع پر ترانے پڑھوانا منع نہیں، خوشی کے موقع پر تہنیتی اشعار نکاح میں پیش کیے جائیں منع نہیں، منع کیا ہے؟ رقص و سرور منع ہے، گانے بجانے منع ہے، کیونکہ غیر شرعی رسوم کو فروغ ملتا ہے، خوشی کے موقع پر تہنیتی اشعار پڑھے جائیں، نظمیں پڑھی جائیں، اسلام اس کو روکتا نہیں، مگر اس میں غیر شرعی باتیں نہ ہوں۔ کسی عورت کے حسن و جمال کو نمایاں نہ کیا جائے، اس میں عورتوں کے محاسن کی طرف اشارہ نہ کیا جائے، ایسا پاک و صاف کلام جس میں مبارکبادی کے اشعار ہوں، دل کے جذبات کی ترجمانی کی جائے اور منظر کھینچا جائے کہ خوشیوں کا سامن گیا

سے۔ اسلام میں پڑوسیوں کے حقوق بھی ہیں، اسلام نے ہر چیز سے متعارف کرایا۔ مسلمانوں! یاد رکھو، نہ جانے کتنے ایسے انسان ہیں جو کرب و اضطراب میں کروٹیں بدل رہے ہیں، ان کی نیندوں میں تم نے خلل ڈالا، ان کی روحوں کو تم نے متاثر کیا اور تم کو یاد نہیں کہ اسلام نے پڑوسیوں کے ساتھ برتاؤ کا کیا طریقہ بتایا ہے۔

بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا مومنوں کی ماں، ہماری جان و مال، ہمارے ماں باپ ان پر قربان، اپنی مقدس زبان ترجمان سے فرماتی ہیں کہ آقا نماز تہجد کے لیے اٹھتے تھے، ویسے تو آپ بھی نماز تہجد پڑھتی تھیں، مگر ماہواری کے زمانہ میں ظاہری بات ہے فرض بھی پڑھنا نہیں تو تہجد بھی نہیں ہوگی، فرماتی ہیں کہ سرکارِ جب بستر سے اٹھتے تو اتنی آہستگی سے اٹھتے کہ مجھے احساس تک نہیں ہوتا۔ نعلین کریمین پہنتے تو اتنی آہستگی سے پہنتے کہ آواز بھی نہیں سنائی دیتی، کاشانہ اقدس کا دروازہ کھولتے تو ایسے کھولتے کہ آواز بھی نہیں ہوتی۔ یہ اس نبی کا عمل ہے جو نماز تہجد کے لیے اٹھ رہے ہیں، اللہ کی عبادت اور بندگی کے لیے اٹھ رہے ہیں، جن کا اٹھنا بھی عبادت ہے، جن کا دروازہ کھولنا بھی عبادت ہے، جن کی اطاعت عبادت ہے، اجر و ثواب ہی ثواب ہے۔ اے میرے عزیزو! میرے آقا نے ہم سب کو بتلایا ہے کہ میں تمہارا نبی ہوں اور میں آہستگی کو پسند کرتا ہوں، راحت کو پسند کرتا ہوں، کسی کی نیند میں خلل ڈالا جائے یہ مجھے پسند نہیں، تم اس نبی کے امتی ہو، تم اپنی خوشی کے موقع پر ان کا دل دکھا رہے ہو، کتنے لوگ تمہاری وجہ سے پریشان رہتے ہیں۔ اب بتاؤ یہ جائز کیسے ہوگا؟ ویسے بھی گانے بجانے کو اسلام نے منع فرمایا ہے، لیکن جائز طریقہ کی وہ آوازیں جس سے کہ شور مچے، لوگوں کی نیندوں میں خلل واقع ہو تو وہ ہرگز جائز نہیں، مسلمانو! اس سے بھی رکنا ضروری ہے۔ (جاری)

☆☆☆

☆ رکن الثقلین فاؤنڈیشن، قصبہ کمرالہ، ضلع بدایوں ا

حجاز مقدس کی تاریخی اور مذہبی معرفت کے لیے مطالعہ کریں  
**تاریخ نجد و حجاز**

مصنف: مفتی عبدالقیوم ہزاروی

جملوں کو سنو، فرمایا کچھ ایسے لوگ بھی ہیں: ومن الناس من يشتري لهو الحديث جو لہو و لعب اور کیف و سرور والے آلات کو خریدتے ہیں، گانے بجانے کے آلات کو لیتے ہیں، کیوں؟ ليضل عن سبيل الله بغير علم کہ وہ جہالت میں ہیں، چاہتے ہیں کہ جہالت کی وجہ سے اللہ کی راہ سے لوگوں کو روک دیا جائے، قرآن سننے نہ دیا جائے؟ اے لوگوں! اب میں پوچھنا چاہتا ہوں اللہ کے لیے بولو! کہ عقد نکاح جیسا کہ میں نے کہا کہ دنیا کا معاملہ، مگر اس کا کس سے تعلق ہے، عبادت سے جڑا ہوا ہے، جیسا کہ عبادت میں ثواب کی بشارت ہے ایسے ہی اس میں ہے بلکہ نکاح میں مشغول ہونا، نفل میں مشغول ہونے سے زیادہ بہتر و افضل ہے، اسی لیے عقد نکاح میں خطبہ مقرر کیا گیا، جب تم کاروبار کرنے جاتے ہو تو وہاں بھی ایجاب و قبول ہوتا ہے کہ نہیں؟ کہ میں نے فلاں چیز کو بیچا اور میں نے فلاں چیز کو خریدا، یہ معاملات ہوتے ہیں کہ نہیں؟ وہاں یہ سب کارروائیاں ہوتی ہیں کہ نہیں؟ کیا خرید و فروخت کے وقت کبھی خطبہ پڑھا جاتا ہے؟ تو نکاح میں خطبہ کیوں ہے؟ اس لیے کہ یہ عبادت ہے۔ جیسا کہ جمعہ میں خطبہ ہے، عیدین میں خطبہ ہے، اسی طرح نکاح کے موقع پر بھی خطبہ ہے، تو نکاح کو تم سمجھو۔ عبادت سے جوڑ دیا، اس لیے خطبہ کو برقرار رکھا اور خطبہ کیا ہے؟ اللہ کی حمد و ثنایاں کرنا، قرآن کی آیت پڑھ کر تمہیں خوفِ خدا سے ڈرایا جاتا ہے، آخرت کی ہولناکیوں سے تم کو آگاہ کیا جاتا ہے، کرایا جاتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ خوشی کے موقع پر کچھ بشارتیں سنائی جاتیں، مگر ہر آیت تقویٰ سے کیوں شروع ہوتی ہے؟ کہ ڈرو اللہ سے، خوف کھاؤ، پرہیزگاری کی زندگی گزارو، یادِ محشر کی دلائی جاتی ہے، خوشی میں موت کا تذکرہ ہونا چاہیے، نہیں، مگر ولا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ۔ موت آئے تو اس حال میں کہ مسلمان ہو، خطبہ میں یہ سب بتایا جاتا ہے۔ اب وہ نظر بن حارث کرتا کیا تھا؟ گانے بجانے میں لگا کر لوگوں کو قرآن سننے سے روکتا تھا۔

مسلمانو! شادی کے موقع پر یہ ناچ گانے کا اہتمام کر کے خطبہ کی اہمیت تمہارے اندر سے نکل رہی ہے، خطبہ بس برائے نام رہ گیا اور وہ بیان سے سنا بھی نہیں جاتا، اس میں ہدایات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ شادی میں دو دن پہلے سے گانے بجانے کا اہتمام کیا جاتا ہے اور ڈی. جے. لگا کر مانگ پر سب کچھ ہو رہا ہے، زوردار طریقہ

## سنی رہو، سنی بنو، سنی بناؤ!

ملفوظات کے تناظر میں مفتی اعظم راجستھان حضرت مفتی محمد اشفاق حسین نعیمی اجملی کی عملی زندگی کا پیغام

محمد عارف رضا فیض اشفاقى ☆

شریعت کے بے حد پابند تھے کہ آپ کا کوئی فعل خلاف سنت نہ تھا۔ اپنے مریدین تلامذہ متوسلین کو بھی اتباع شریعت کی تاکید فرماتے اور اگر کوئی کام خلاف شرع دیکھتے تو محبت و خلوص سے غلوٹ میں تنبیہ فرماتے۔ کوئی خطیب، شریعت مطہرہ کے خلاف بولتا تو اسے وہیں پیار سے سمجھاتے اور توبہ کراتے۔ جو لوگ آپ سے ملنے آتے آپ ان کو نصیحت ضرور فرماتے خاص طور پر نماز کی تاکید فرماتے۔ اگر کوئی پریشان حال یا بیمار آپ سے دعا کی درخواست کرتا تو پہلے آپ پوچھتے کیا نماز پڑھتے ہو؟ اگر سائل ”نہ“ کہتا تو آپ فوراً نماز پڑھنے کی تاکید فرماتے اور وعدہ لیتے ”کہ نماز ترک نہ کروں گا“ اس کے بعد ان کے لیے دعا فرماتے۔ آپ کی یہ خاص بات تھی۔ آپ سے جب بھی کوئی دعا کے لیے عرض کرتا اُسی وقت فوراً دعا کے لیے آپ کے ہاتھ اٹھ جاتے۔ آپ کی رفتار، گفتار، نشست و برخاست سب سنت نبوی علیہ التحیۃ والتہاء کے موافق تھیں۔ آپ کے چلنے میں جماؤ تھا، پیروں کی چاپ سنائی نہ دیتی تھی۔ پانچامہ ہمیشہ ٹخنوں سے اوپر ہوتا۔ نیچی گردن کر کے چلتے۔ گفتار میں بالکل خشونت نہ تھی۔ ہمیشہ با وضو رہتے۔ کبھی کھل کھلا کر نہیں ہنستے۔ ہر کام بسم اللہ شریف کے ساتھ شروع کرتے۔ اکثر وقت وعظ و نصیحت میں صرف ہوتا۔ گالی یا فحش کلام آپ کی زبان اقدس سے بچپن سے لے کر ضعیفی تک کبھی نہیں سنے گئے۔ تقریر نہایت شیریں اور ایسی مسلسل ہوتی کہ سامع کا جی سننے سے نہیں گھبراتا تھا۔ آپ کی مجالس میں آپ کے شیریں اور امول بول سن کر نہ جانے کتنے دل زیر و زبر ہوتے اور نہ جانے کتنی آنکھیں سادوں بھادو کی طرح برستیں اور جو کچھ لمحے پہلے گناہوں کے دلدل میں پھنسے ہوئے ہوتے، وہ اب دوسروں کو نکالنے کی فکر کرتے۔

آپ کے ملفوظات وارشادات امول ہیں ان سے علم و عرفان اور دانائی و حکمت کے لعل و گوہر ملتے ہیں اور اسرار و معارف کے پھول

مجمع الحسنات منبع البرکات واقف علوم خفی و جلی فرد وقت حضرت مفتی محمد اشفاق حسین نعیمی اجملی مفتی اعظم راجستھان علیہ الرحمۃ والرضوان کی ولادت باسعادت ۱۹۱۹ء میں موضع شیونالی تحصیل امر وہہ ضلع مراد آباد یوپی میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے ”مفتی محمد اشفاق حسین نعیمی بن محمد الطاف حسین بن کریم بخش بن خدا بخش“۔ مدرسہ اہل سنت اجمل العلوم سنبھل میں دس سال تعلیم حاصل کی، ۲۲ سال کی عمر شریف میں دینی علوم کی تکمیل ۱۹۴۳ء میں فرمائی۔ آپ نے شرف بیعت مفتی اعظم سنبھل حضرت علامہ محمد اجمل شاہ سنبھلی علیہ الرحمۃ والرضوان سے حاصل کیا۔ خرقہ خلافت بھی اجمل العلماء کے علاوہ محدث اعظم ہند، مفتی اعظم ہند، قطب مدینہ، سرکار کلاں نے بھی دولت خلافت سے سرفراز فرمایا۔ آپ نے صدر الافاضل، اجمل العلماء، مفتی محمد حسین نعیمی، علامہ سید مصطفیٰ علی، مفتی تقدس علی خاں بریلوی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپ نے دوسرے حج بیت اللہ کا شرف پایا۔ پہلا ۱۹۶۳ء میں، دوسرا ۱۹۸۳ء میں۔

اجمل العلوم سے فراغت کے بعد کچھ دن آپ نے موضع شیونالی مزار شریف پر درس دیا، کچھ عرصہ قصبہ ڈریہال میں درس دیا اس کے بعد اجمل العلماء کے حکم سے پالی تشریف لائے دو برس قیام فرمایا۔ اسی زمانہ میں زیارت جمال جہاں آرا رحمۃ اللہ علیہ سے مشرف ہوئے۔ شہر پالی سے دسمبر ۱۹۴۸ء میں جوہپور تشریف لائے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ بڑی محنت سے دین متین کی خدمت انجام دی اور آپ کی جہد مسلسل و سعی پیہم نے ریگستان کو علم و عرفان کا نخلستان بنا ڈالا۔

آپ کی سیرت سنت نبوی علیہ التحیۃ والتہاء کے سانچے میں ڈھلی تھی، آپ بے حد سادہ تھے اور سادگی ایسی کہ ہزاروں رعنائیاں اس پر ثمار مکمل نمونہ اسلاف تھے۔ اخلاق ایسا کہ جو ایک بار ملتا بار بار ملنے کی تمنا رکھتا۔ چھوٹوں پر شفیق اور بزرگوں کی بارگاہ میں مودب۔ آپ



(۱۷) مولانا آپ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے غلام ہیں ان کا اخلاق اور پاکیزہ کردار، اسلوب زندگی، طرز تبلیغ ذہن نشیں رکھا تو کبھی پیچھے نہیں رہو گے۔ (ایضاً)

(۱۸) اعلیٰ حضرت محسنِ سنیت ہیں ان کے اہل سنت و جماعت پر بڑے احسانات ہیں۔ (مفتی ولی محمد رضوی باسنی)

(۱۹) احناف حدیث پر سب سے زیادہ عمل کرتے ہیں، مرسل اور ضعیف حدیث بھی فضائل میں معتبر ہے۔ حدیث کے ہوتے ہوئے احناف کبھی قیاس پر عمل نہیں کرتے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ سے بہت پہلے پیدا ہوئے۔ اس وقت چند صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی بقیہ حیات تھے امام اعظم تابعین اور صلحاء سے ہی احادیث لیتے تھے جو، اصح تھیں۔ راویوں میں ضعف حضرت امام اعظم کے بعد آیا ہے۔ (ایضاً)

(۲۰) اشرفی رضوی سلسلہ کے مشائخ و اکابر ہمارے مخدوم اور ہمارے سرتاج ہیں۔ (علامہ سلیم اختر مصباحی)

(۲۱) یقیناً آپ سب علمائے کرام سنیت کے انمول موتی ہیں جس کی چمک دمک دور دور تک پھیلی ہوئی ہے اور ایک ایسے پھول ہیں جس کی خوشبو سے پورا علاقہ معطر ہو رہا ہے۔ (ایضاً)

(۲۲) میری آخری دم تک یہی خواہش اور کوشش رہے گی کہ راجستھان کے سنی مسلمانوں کو تسبیح کے دانوں کی طرح ایک کردوں اور تمام اہل سنت اتفاق و اتحاد کے ساتھ رہیں تاکہ مسلک اہل سنت کو فروغ ملے اور اسلام کی طاقت اہل دنیا پر ظاہر ہو جائے۔

(مولانا ثناء رضوی باسنی)

(۲۳) فضول خرچی کرنا شریعت اسلامیہ میں جائز نہیں ہے۔

(مفتی رجب علی رضوی باسنی)

(۲۴) دلائل الخیرات شریف پڑھا کرو، حضور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خصوصی فیضان ملے گا۔ (ایضاً)

(۲۵) جو کوئی فجر اور عصر کے بعد ا، ا، بار بسم اللہ الذی لَا یَضُرُّ مَعَ إِسْمِهِ شَيْءٌ فِی الْآرِضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیعُ الْعَلِیمُ۔ پابندی سے پڑھے گا۔ اس شخص پر بھی جادو ٹوٹا، سحر وغیرہ کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ (ایضاً)

(۲۶) ہماری نجات اسی میں ہے کہ رسول کریم ﷺ اور آپ کی

بھی کھلتے ہیں اور حق کے متلاشی کو ہدایت کا نور اور رہنمائی کی روشنی ملتی ہے۔ ذیل میں مفتی اعظم راجستھان کے ملفوظات درج کیے جاتے ہیں۔ ملفوظات کے راویوں کا نام بھی درج ہے:

(۱) کسی کے بھی مرید ہو مگر سب بزرگوں کو اپنے سرکا تاج سمجھو۔ (۲) میں جتنا پکارا رضوی ہوں اتنا ہی پکارا اشرفی ہوں۔ میں بیک وقت اشرفی و رضوی دونوں ہوں۔

(۳) مسلک اعلیٰ حضرت کو مضبوطی سے تھامے رہئے۔ (ایضاً) (۴) اعلیٰ حضرت کے دامن پاک کو مضبوطی سے تھامے رہیے یہ دامن پاک تمہیں جنت میں لے جائے گا۔ میں تحریر دینے کے لیے تیار ہوں کہ یہ دامن پاک تمہیں جنت میں لے جائے گا۔ (ایضاً)

(۵) مسلک اعلیٰ حضرت مسلک حق ہے یہی وہ مسلک حق ہے جس پر چلنے کے بعد جنت کی بہاریں ہمارا استقبال کرتی نظر آئیں گی۔ (۶) سنی رہو، سنی بنو، سنی بناؤ (۷) نام پیارا نہیں کام پیارا ہوتا ہے۔ (۸) میرے نزدیک سنیت کی پہچان اعلیٰ حضرت کی ذات ہے۔ (دوران خطاب الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور)

(۹) میرے سنی بھائیو! انتشار کا وقت ایک ہوؤ، ایک بنو، اور مل کر کام کرو۔ (۱۰) جو آدمی کسی کے مشہورے سے بے نیاز ہوگا، ہمیشہ ٹھوکر کھائے گا۔

(۱۱) لالچ بہت بری بلا ہے اس میں اچھے اچھے پھنس جاتے ہیں۔ دیکھو مغلیہ سلطنت اس میں پھنس کر ختم ہو گئی۔ (راقم الحروف) (۱۲) شر میں بھی خیر کا پہلو نکل آتا ہے۔ (مفتی محمد اسحاق اشفاق)

(۱۳) دودھ پیتے پیچہ کا نصیبہ بھی کام کرتا ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے ”گھر میں بڑے کام کرتے کیا پتہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے جو دودھ پی رہے ہیں۔ کام تمہارا نصیبہ ان کا“ تو ہم سوچتے ہیں کہ اتنے اسٹاف ہیں اتنے طلبہ ہیں ان میں کوئی نصیب والا ہے جو گاڑی آگے بڑھ رہی ہے۔ (ایضاً)

(۱۴) میرے بھائیو! نام سنیت کام کرو۔ (راقم الحروف) (۱۵) بھائی کام کے آدمی بہت مشکل سے ملتے ہیں جسے خوش قسمتی سے کام کا آدمی مل جائے تو وہ لوگ ان کی قدر کریں۔ کام کا آدمی ہزاروں پر اکیلا بھاری ہوتا ہے۔ (مولانا شمس الدین قادری مکرانہ) (۱۶) کام کے لوگوں کی قیمت نہیں لگائی جاسکتی۔ (ایضاً)

اور عمل کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔

(۳۸) خاص طور پر آج ہمارے مقررین جو خطاب کرتے ہیں وہ زکوٰۃ کی طرف توجہ کم دیتے ہیں یہ شہر جو دھوپورہ تھا کہ جب میں پہلی بار چندہ کرنے نکلا تھا تو زکوٰۃ کی مد سے کل بارہ سو روپے مل سکے تھے۔ ہم نے اس پر توجہ دی۔ خدا کا شکر ہے کہ اب ہر سال اس مد سے لاکھوں روپے ادارہ کو ملتے ہیں۔ (ایضاً)

(۳۹) کوشش کرنا ہمارا کام ہے۔ کامیابی رب ذوالجلال کے دست قدرت میں ہے۔ (ایضاً)

(۴۰) خلوص اور دیانت داری سے جو کام ہوتا ہے۔ اس میں خدا کی مدد ضرور شامل ہوتی ہے۔ (ایضاً)

(۴۱) میری زندگی کا مقصد یہ ہے کہ دین کی خدمت کروں اور خلوص کے ساتھ کام کروں یہی میرے نزدیک سب سے اہم ہے۔

(۴۲) مجھے جو ترقی ملی ہے وہ دینی تعلیم کے صدقے و طفیل ملی ہے۔ (ایضاً) (۴۳) خواجہ غریب نواز کا صدقہ ہے کہ آج ہم اس مقام پر ہیں۔ حضرت کا فیض جاری و ساری ہے۔ (ایضاً)

(۴۴) میرا مشورہ یہ ہے کہ جتنے بھی رفقاء ہیں سب کو ساتھ لے کر آگے بڑھا جائے۔ اتحاد میں برکت ہے۔ ہمیں آپس میں ایک بن کر کام کرنا چاہیے۔ آگے بڑھنا چاہیے۔ حسد نہیں کرنا چاہیے بلکہ رشک کرنا چاہیے۔ خلوص و دیانت داری کو پکڑے رہنا چاہیے۔ میرا

حساب کتاب بھی اس کا نتیجہ ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ یہ قوم کا پیسہ ہے کوئی نہیں دیکھ رہا ہے۔ خدا تو دیکھ رہا ہے؟ آپ جو بھی کام کریں خلوص و ولایت کے ساتھ کریں۔ (ایضاً)

(۴۵) رزق حلال میں جو برکت ہے وہ حرام میں بالکل نہیں۔ حلال کمائی کا لقمہ نور پیدا کرتا ہے۔ (ایضاً)

(۴۶) یہ پیسہ کانٹوں کا بچھونا ہے جدھر بھی آدی کروٹ لے گا وہ کانٹوں سے پریشان رہے گا۔ (ایضاً)

(۴۷) ہمارے اکابر ماضی قریب تک متحد ہو کر کام کر رہے تھے۔ دشمنان دین ہمارے اتحاد سے خائف تھے ہم ہر محاذ پر کامیاب تھے۔ ہمارا اتحاد بڑی طاقتوں کو ہمارے مطالبات تسلیم کرنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ اپنے بزرگوں کے طریقہ پر قائم رہتے ہوئے پھر اتحاد کا مظاہرہ کریں۔ (مفتی محمد اشرف رضا قادری مصباحی، مشاورتی

آل واصحاب سے سچی محبت کریں، ان کے نقش قدم پر چلیں اور بد عقیدوں سے دور رہیں۔) (ایضاً)

(۴۷) سنی صحیح العقیدہ امام کے پیچھے نماز پڑھو ورنہ ساری نمازیں برباد ہو جائیں گی جیسے ہم بازار جا کر ۵۴ روپے کا منکا خریدتے ہیں تو ٹھوک بجا کر لیتے ہیں کہ کہیں جھوٹا تو نہیں، ورنہ سارا پانی بہہ جائے گا۔ اسی طرح نماز سے پہلے امام کو بھی دیکھ لو کہ کہیں امام بد عقیدہ تو نہیں، ورنہ نمازیں برباد ہو جائیں گی۔ (ایضاً)

(۴۸) اساتذہ کی تنخواہیں خاطر خواہ اور زمانے کے مقتضیات کے مد نظر اور ضروریات کو پوری کرنے والی ہوں اور ان کی ادائیگی میں تاخیر نہ ہو۔ (قاری عبدالوحید قادری ناگور شریف)

(۴۹) ادارہ کے حساب کتاب میں شفافیت ہو، کسی بھی طرح کوئی گڑبڑ نہ ہو۔ (۳۰) علم، حلم و برابری کو کبھی بھی ہاتھ سے مت جانے دینا۔ (ایضاً)

(۳۱) سبز چادر جلسوں میں نہ بچھایا کریں کہ گنبد خضراء کا رنگ بھی سبز ہے، اس لیے ادب کے خلاف ہے۔ (دوران خطاب مرکز فروغ اسلام برکات اشفاق، میوات)

(۳۲) جو کچھ میت کے ایصال ثواب کے لیے میت کے ترکہ میں سے خرچ کیا جائے اس میں ورثہ کی اجازت ضروری ہے۔

(مولانا علی حسن اشفاق)

(۳۳) جن نمازوں میں فرضوں کے بعد سنن ہیں ان فرضوں کے بعد لمبی دعا نہ مانگا کریں۔ افضل اور بہتر یہی ہے کہ مختصر دعا مانگی جائے اور سنن و نوافل مکمل پڑھا کر وہ سنن فرضوں کو مکمل کرنے والی ہیں اور نوافل سنن کو مکمل کرنے والے ہیں۔ (ایضاً)

(۳۴) موسم کو خراب نہ کہو کیوں کہ موسم کو پیدا کرنے والا اللہ رب العزت ہے بلکہ یوں کہیں موسم بدل گیا۔ (راقم الحروف)

(۳۵) دین کی خدمت کرو خوش رہو گے، شاداں رہو گے۔

(ڈاکٹر افضل حسین مصباحی)

(۳۶) علما کو خلوص اور دیانت داری کے ساتھ کام کرنا چاہیے۔

(۳۷) ہمیں فردعی مسائل میں نہیں الجھنا چاہیے۔ فردعی مسائل

میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے سے اختلاف چلا آ رہا ہے۔ فردعی اختلاف میں الجھے بغیر عقیدے کو مضبوط کیا جائے

میٹنگ بریلی شریف)

(۴۸) ہمیشہ صدق قلب سے خلوص کے ساتھ دین کی خدمت کرنا، حرص و طمع مت رکھنا مخدوم بن جاؤ گے۔ ہر کہ خدمت کرداد مخدوم شد (قاری مظفر خان رضوی اشفاقی)

(۴۹) وقت کی پابندی بڑی چیز ہے۔ (ایضاً)

(۵۰) جو اکابر اہل سنت سے منسلک رہتا ہے وہ ہر جگہ کامیاب رہتا ہے۔ آج جو کچھ مجھے ملا ہے اور جو کچھ یہ بہاریں ہیں اکابر علمائے اہل سنت سے تعلقات کے صدقے میں ہیں۔

(مولانا محمد ظفر الدین برکاتی)

(۵۱) طالبان علوم نبوت کو کتب درسیہ مطالعہ کر کے پڑھنا چاہیے اور اساتذہ کرام کو مطالعہ کر کے پڑھانا چاہیے۔ (ایضاً)

اللہ رب العزت ہمیں مذکورہ فرمودات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین) حضرت مفتی اعظم راجستھان نے اپنی ساری زندگی خدمت دین متین میں گزاری۔ پورے ہند بطور خاص راجستھان پر ابر رحمت بن کر چھائے رہے اور برستے رہے۔ آپ کی بارگاہ میں جو آیا، دامن مراد بھر کر گیا۔ گویا فیض کا ایک چشمہ صافی تھا جو ابل رہا تھا۔ مرض وصال میں بھی اتباع شریعت کی یہ شان تھی کہ معمولات زندگی میں آخری دم تک کوئی فرق نہ آیا۔ نماز پنج گانہ کے بارے میں تو پوچھتا ہی کیا، اور ادو وظائف تک بدستور جاری رہے۔ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد پر بھی ہر دم نظر رہتی۔ احباب

کا خیال رکھتے، مہمانوں کی مدارات فرماتے، اہل خانہ کی دل جوئی کرتے، عزیزوں مریدوں کی تربیت کرتے، شریعت کا درس دیتے، طریقت کے اسرار سمجھاتے، عیادت کے لیے آنے والوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے اور خندہ پیشانی سے ملتے، علمائے کرام سے دینی معاملات میں تبادلہ خیال فرماتے، انھیں فروغ سنیہ کے واسطے مفید مشورہ عطا فرماتے، ان کے اچھے ہوئے معاملوں کو سلجھاتے اور صبر و شکر کی تلقین فرماتے حوصلہ افزائی فرماتے۔

کنزوری کا عالم ہے مگر فکر ہے تو مدارس اہل سنت کی اور خدمت دین کی۔ حق یہ ہے کہ جسم کنزور ہوتا گیا، روحانی قوت بڑھتی گئی، وقت گزرتا رہا اور وصال یار کا شوق بڑھتا گیا بالآخر وقت موعود آ پہنچا اور طویل علالت کے بعد فلک ولایت کا وہ بدر کامل جس کی چاندنی شرق و غرب میں عشق و عرفان کا اجالا پھیلا رہی تھی۔

مؤرخہ ۹ ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۳ء بروز شنبہ بوقت تقریباً ۳ بجے ایرخاکی میں روپوش ہو گیا۔

☆☆☆

☆ جنرل سکریٹری تحریک فروغ اسلام، ٹائیس، ضلع میدات،

نوح (ہریانہ) رابطہ نمبر: 9812386917

E-mail: arif.rajshahi12@gmail.com

+ سفید داغ (سرافس)

علاج سے داغ کا رنگ بدن میں لگے گا۔ داغ جڑ سے پوری طرح 100% مٹ جائے گا۔

## مردانہ پوشیدہ امراض

سرعت انزال، بدخواہی، کیڑوں کی کمی، عضو کا چھوٹا پن، پتلی منی، مردانہ کنزوری ختم کر کے عضو کو مضبوط بناتا ہے اور قوت باہ کو بڑھاتا ہے۔ بوا سیر (سوکی ہو یا بادی) صنبری، داد کھا دھجلی، جلدی پکتے بالوں کا علاج بھی ہوتا ہے۔

**Vaidya Raj Jee**  
**Dawakhana (K.Q)**

Katri Sarai Nalanda 805105  
09430604199, 08969135389

## آیور وید کا چمکتار

سفید داغ کا کامیاب علاج

ہمارے کامیاب علاج سے داغوں کا رنگ دس گھنٹے میں بدلنا شروع ہو جاتا ہے، اور جلدی ہی جسم کے قدرتی چمڑے کے رنگ میں ملادیتا ہے۔ علاج کے لیے مرض کی تفصیل لکھیں یا فون پر رابطہ قائم کریں۔ علاج سے فائدے کی سو فیصدی گارنٹی۔ سپہل کے لیے دوا کا ایک کورس مفت منگا سکتے ہیں۔

**SAFED DAG DAWAKHANA**

Po: Katrisaral (Gaya) 805105

Mob.: 09430283470-09931005831

## حافظ ملت محدث مبارک پوری کے تعلیمی نظریات

عطاء النبی حسینی مصباحی ☆

**علم بے عمل بے سود:** وہی علم بہتر، مفید اور ثمر آور ہے جس پر عمل کیا جائے ورنہ علم اس مدفون خزانے کی مانند ہے جسے محفوظ رکھا تو جائے لیکن خرچ نہ کیا جائے لیکن آج اہل علم کی اس جانب کس قدر توجہ ہے، وضاحت کی چنداں ضرورت نہیں۔ حافظ ملت علم و عمل دونوں کے قائل تھے جیسا کہ ”علم پر عامل ہونا شرط ہے“ سے عیاں ہے۔ اس سلسلے میں حافظ ملت کا ایک اور ارشاد ملاحظہ فرمائیں: ”خواہ کتنا ہی علم حاصل کر لیا جائے اس کا اثر اگر انسان کی زندگی پر نمایاں نہ ہو تو ایسا علم سودمند نہیں ہوتا۔ اس لیے جو کچھ پڑھا جائے اور جتنا بھی پڑھا جائے اس پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔“ (۲)

حافظ ملت علیہ الرحمہ کے اس نظریہ سے ان لوگوں کو سبق اور نصیحت لینی چاہیے جو علم کی بنیاد پر نہ جانے کیا کیا کہلاتے ہیں لیکن ان میں عمل کا فقدان ہوتا ہے۔ اسی لیے آج ہماری باتوں میں وہ تاثیر نہیں رہ گئی جو ہونی چاہیے۔ حافظ ملت اور ہمارے دیگر اسلاف کی باتیں صرف اس لیے مؤثر تھیں کہ ان کے قول و فعل میں تضاد نہ تھا، ہم آہنگی تھی اور علم و عمل میں تضاد نہ تھا، یکسانیت تھی۔

حافظ ملت علیہ الرحمہ اپنے متعلق فرماتے ہیں:

”لوگ صرف علم سیکھتے ہیں، میں نے حضرت صدر الشریعہ سے علم و عمل دونوں سیکھا ہے۔“ (۳)

**علم بے تربیت مضر:** تعلیم جتنی بھی حاصل کر لی جائے اگر تربیت نہیں تو انسان ٹھوکر بن کر رہ جاتا ہے، حافظ ملت علیہ الرحمہ کے نزدیک جہاں علم بے عمل غیر مفید ہے وہیں آپ کا یہ نظریہ بھی ہے کہ تعلیم بغیر تربیت ناقابل مفید اور مضر ہے، اس لیے حافظ ملت تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر بھی زور دیتے اور ارشاد فرماتے تھے:

”بلاشبہ ایسی تعلیم جس میں تربیت نہ ہو، آزادی و خود سری کی فضا ہو، بے سود ہی نہیں نتیجے کے اعتبار سے مضر ہے۔“ (۴)

کسی بھی قوم کی تعمیر و ترقی میں تعلیم کو بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے۔ آج دنیا میں وہی قوم سر بلند و سرخرو ہے جو تعلیمی میدان میں پیش پیش ہے خواہ وہ دینی تعلیم ہو یا عصری تعلیم۔ جلالتہ العلم حافظ ملت حضرت علامہ عبدالعزیز محدث مبارک پوری علیہ الرحمہ نے بھی علم کی اہمیت کے پیش نظر ”باغ فردوس“ کی بنا ڈالی اور تقریباً ۴۴ برس تک اس باغ کی آبیاری کرتے رہے۔ اس دوران آپ نے اس میں تعلیم و تعلم اور درس و تدریس کا ایسا خوش گوار ماحول پیدا کر دیا جو یقیناً قابل رشک اور لائق تقلید ہے اور آپ نے اپنے کردار و عمل سے ایسے تعلیمی نظریے پیش کیے جن سے مستفید و مستفیض ہو کر طلبہ نے جس شعبے میں بھی قدم رکھا، کامیابیوں نے ان کی قدم بوسی کی اور دنیا کے جس خطے اور علاقے میں گئے اسے علم و ہنر اور کردار و عمل کے نور سے روشن کر دیا۔ اس اہمیت کے سبب حافظ ملت علیہ الرحمہ کے تعلیمی نظریات کا خلاصہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔

**علم کی اہمیت:** علم کی اہمیت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ کسی جاہل کو بھی جاہل کہنے سے وہ چراغ پا ہو جاتا ہے۔ حافظ ملت علیہ الرحمہ علم کی اہمیت خوب جانتے تھے، جب آپ سے علم کی اہمیت و ضرورت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے علم سے متعلق اپنے نظریہ کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا:

”علم کی اہمیت کا مسئلہ ایسا متفق علیہ ہے کہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں، جاہل سے جاہل بھی علم کو بڑی اہم اور عظیم دولت سمجھتا ہے۔ دنیاوی علم بھی عزت و اقتدار کا ضامن ہے چہ جائے کہ علم دین کہ یہ وہ دولت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ ہے جو انسان کو اشرف المخلوقات اور ممتاز کائنات بناتی ہے مگر علم پر عامل ہونا شرط ہے۔“ (۱)

حافظ ملت علیہ الرحمہ کے اس نظریہ میں علم کی اہمیت و افادیت کو بیان فرمایا جس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آپ جس طرح دینی علوم کی اہمیت کے معترف تھے اسی طرح عصری علوم کی افادیت کے قائل تھے۔



حرج نہیں لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ درس گاہ میں کچھ طلبہ جوائے ہم سبق ساتھیوں سے اپنی صلاحیت و لیاقت کا لوہا منواتے اور اپنی قابلیت و استعداد سے مرعوب کرتے ہیں اور اس ضمن میں وہ غیر معقول و غیر سنجیدہ سوالات بھی کرتے ہیں جس کی وجہ سے دیگر طلبہ کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے، ایسے طلبہ کے لیے حافظ ملت کا تعلیمی نظریہ ملاحظہ فرمائیں اور سبق حاصل کریں آپ فرماتے ہیں:

”بار بار اعتراض کرنا اور موقع محل کی رعایت نہ کرنا کوئی فضیلت کی بات نہیں۔ اعتراض کرنے والے تو اس پر بھی اعتراض کر سکتے ہیں کہ ”ب“ کے نیچے نقطہ کیوں ہے اس کے اوپر کیوں نہیں اور یہ کہ ”الف“ سیدھا کھڑا کیوں ہے لمبائی میں داہنے بائیں کیوں نہیں لکھا جاتا۔ اعتراض ایسا کرنا چاہیے کہ اس سے معلومات میں اضافہ اور ذہن و دماغ میں وسعت پیدا ہو۔“ (۷)

**ہر طالب علم سے عبارت خوانی :** آج درس گاہوں کا یہ عالم ہے کہ چند طالب علم ہی ہمیشہ عبارت خوانی کی سعادت سے بہرہ مند ہوتے رہتے ہیں گویا انھوں نے پورے درجہ کے لیے عبارت خوانی کا بیڑا اپنے سر لے رکھا ہے جس کا نقصان اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ درجہ کے دوسرے طلبہ کی عبارت خوانی درست نہیں ہو پاتی اور پھر یہ اس پہلو سے کمزوری کا شکار ہو جاتے ہیں اور اساتذہ بھی چند روز طلبہ کی بے حسی دیکھ کر مجبوراً نظر انداز کرنے لگتے ہیں لیکن حافظ ملت کا اس سلسلے میں بالکل مختلف نظریہ تھا کیوں آپ ہر طالب علم کو عبارت خوانی کا موقع دیتے جیسا کہ مولانا محمد اسلم عزیزی مصباحی گورکھپوری تحریر فرماتے ہیں:

”مدرسہ فیض النبی کپتان گنج ضلع بستی کے استاذ مولانا محمد صدیق خلیل آبادی بیان کرتے ہیں کہ دوران طالب علمی حافظ ملت کی درس گاہ میں بخاری شریف کی عبارت میں نے پڑھی، دوسرے روز درس میں پھر میں نے عبارت خوانی کی تو حافظ ملت نے فرمایا: تم کل پڑھ چکے ہو، آج کوئی دوسرا پڑھے۔“ (۸)

**طلبہ سے عذر خواہی :** ایک چھوٹا ہمیشہ اپنے بڑوں سے عذر خواہی کرتا رہتا ہے لیکن ایک بڑا اپنے چھوٹوں سے عذر خواہی کرے وہ بھی بظاہر اس قسم کی کوئی بات نہ ہو جو عذر خواہی کا باعث ہو، یہ ایک بڑا اہم مرحلہ ہوتا ہے۔ استاذ و شاگرد کا بھی ایک

**مطالعہ کی اہمیت :** حافظ ملت اپنے شاگردوں کو ”ستارے سے آگے جہاں اور بھی ہے“ کا نظریہ پیش فرماتے تاکہ وہ علم و حکمت کے اوج ثریا پر پہنچ جائیں اور اس کے لیے ان کی تعلیم میں کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں فرماتے بلکہ انہیں کتابوں کے مطالعہ پر براہِ یقینہ کرتے اور اس کی پابندی پر خوب زور دیتے ساتھ ہی اس کی اہمیت و افادیت بھی بیان فرماتے تاکہ طلبہ مطالعہ کتب میں خوب خوب حصہ لیں۔ آپ اکثر فرمایا کرتے:

”مطالعہ ضرور کرو اگرچہ مصنف کی مراد کے برعکس مطالعہ میں سمجھو مگر دیکھو ضرور، کچھ ایام گزرتے گزرتے وہ دن بھی آئے گا کہ کچھ صحیح سمجھ لگو گے۔ یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے اس منزل پر پہنچ جائے گا کہ مطالعہ میں عبارت کی مراد از خود تم نکال سکو گے۔ اس منزل پر پہنچنے کے بعد اب درس گاہ میں صرف اس لیے جانا ہوگا کہ استاذ کی تقریر و ترجمہ اور بیان مطلب سے اپنے مطالعہ کی صحت کی توثیق ہو جائے، مطالعہ میں اگر کہیں غلطی ہوگئی ہے تو اس کی صحت ہو جائے۔“ (۵)

**بیدار ذہن کی علامت :** ایک استاذ کے لیے ضروری ہے کہ اگر دورانِ تدریس طالب علم کو کہیں تشنگی کا احساس ہو اور اس کا اظہار بصورتِ اعتراض کرے تو استاذ اس کی تشنگی دور کرے اور اس کے اعتراض کا صحیح جواب دے اور اس کی حوصلہ افزائی بھی کرے نہ کہ اسے ڈانٹے یا اس اعتراض کو کل پرسوں پر ٹالے اور ہمیشہ کے لیے اس کا جواب استاذ پر بطورِ قرض رہے۔ حافظ ملت کا یہی نظریہ تھا، اس لیے آپ نہ کسی طالب علم کے اعتراض سے صرف نظر فرماتے اور نہ اس پر غم و غصہ کا اظہار فرماتے بلکہ طالب علم کے شبہ کو رفع دفع فرماتے اور حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرماتے:

”سوالات بیدار ذہن کی علامت ہے۔“ (۶)

اسی وجہ سے کوئی بھی طالب علم حافظ ملت کی درس گاہ سے شک و شبہ میں گرفتار اور تشہد لب ہو کر نہ اٹھتا بلکہ مطمئن ہو کر لوٹتا اور آپ کا ہر شاگرد اس قدر جرأت مند، با حوصلہ اور پُر اعتماد ہوتا کہ وہ بڑے سے بڑے میدانِ علم میں تنہا کارکردگی پیش کرنے میں پس و پیش کا شکار نہیں ہوتا۔ آپ کے اس نظریہ کو صحیح طور پر اپنایا جائے تو آج بھی ہمارے مدارس سے خاصی تعداد میں شاہین صفت طلبہ پیدا ہو سکتے ہیں۔

**کوئی فضیلت نہیں :** اگر اعتراض درست ہو تو کوئی

دیتے ہیں مگر ان (حافظ ملت) کے ہاں کبھی کسی سوال کا جواب ادھار نہیں رہا۔“ (۱۰)

**طلبہ کی حاضری پر بھی غلطی:** کامیاب استاذ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے طلبہ پر گہری نظر رکھے کہ کون حاضر درس ہے اور کون شامل درس ہونے سے محروم؟ کیوں کہ اگر استاذ کی اپنے طلبہ پر اس جہت سے نظر نہیں تو عین امکان ہے کہ طالب علم درس کی برکتیں لوٹنے میں کوتاہی سے کام لے اور خود اپنے اسباق میں حاضر نہ ہو لیکن حاضری درج کرانے کی فکر میں فریب کاری کا حربہ اپناتے ہوئے درس میں حاضر ہونے والے کسی ہم درس کو ”لبیک“ کی صدا بلند کرنے پر مامور کر دے اور اس طرح غیر حاضر طالب علم نہ صرف استاذ کی تقریر سے فیضیاب ہونے سے رہ جائے بلکہ خود کو بھی اور صدائے ”لبیک“ بلند کرنے والے اپنے ہم درس کو بھی فریب کاری کے قعر مذلت میں ڈھکیل دے۔ اس طرح کے واقعات عمومی طور پر ان مدارس میں زیادہ پیش آتے ہیں جن میں طلبہ کی تعداد کثیر ہوتی ہے۔ حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ کا بھی یہی نظریہ تھا اور نظریہ برائے نظریہ نہ تھا بلکہ آپ خود بھی اس پر عامل تھے۔

حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ حافظ ملت کے اس پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

”طلبہ خصوصاً پڑھنے والے طلبہ کی حاضری پر بھی نظر رکھتے۔ ایک بار میں جمعرات کے بجائے جمعہ کی صبح گھر جا رہا تھا، جونہی گیٹ کے قریب ہوا، حافظ ملت سے ملاقات ہو گئی۔ نہ معلوم (حضرت کا) اس دن کس ضرورت سے مدرسہ تشریف لانا ہوا؟ فرمایا: آج جا رہے ہو؟ تو پھر کل؟ میں نے عرض کیا: رات میں مشقی بزم میں شرکت کے پیش نظر کل نہ جاسکا۔۔۔ پہلی گھنٹی حضرت ہی کے یہاں تھی عبارت خوانی کے دوران (میں) پہنچ گیا، سبق کے بعد حضرت نے سر اٹھا کر دیکھا تو مجھے موجود پایا اور بہت خوش ہوئے۔“ (۱۱)

**علامت میں بھی تدریس:** درس و تدریس اور تعلیم و تعلم میں تسلسل اور دوام کو برقرار رکھنا نہایت ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ لوگوں میں مشہور ہے کہ ایک سبق میں غیر حاضری کئی روز کی برکت سے محروم کر دیتی ہے لیکن آج عمومی طور پر اساتذہ کرام کا حال یہ ہے کہ ہلکی سی تکلیف یا درد کے سبب طلبہ کو درس سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔

عرصہ تک تعلق رہتا ہے ممکن ہے کہ اس مدت میں دانستہ یا نادانستہ استاذ سے طلبہ کی دل آزاری ہوئی ہو، اس وقت استاذ کے لیے ایک اہم مرحلہ ہوتا ہے کہ وہ طلبہ سے عذر خواہی کرے یا نہ کرے حالاں کہ اس میں استاذ کی شکیں شان نہیں اور نہ بے عزتی ہے بلکہ یہ شاگرد کی نگاہ میں مزید عزت و وقعت اور محبت و الفت کا سبب ہے اور ساتھ ہی ساتھ تواضع و انکساری کا پہلو بھی غالب۔ حافظ ملت علیہ الرحمہ کا یہی نظریہ تھا، اس لیے کہ آپ کو معلوم تھا کہ استاذ کی عزت اور محبت طلبہ کی نگاہ میں جس قدر ہوگی اسی قدر طلبہ استاذ کی جانب متوجہ ہوں گے۔ اس لیے حافظ ملت علیہ الرحمہ دستار بندی کے بعد اپنے شاگردوں کو دردمندانہ طریقہ پر نصیحتیں فرماتے اور انجانے میں اگر کوئی تکلیف پہنچی ہو یا کسی کی دل شکنی ہوئی ہو تو اس کی عذر خواہی اس طرح فرماتے:

”اس طویل دور طالب علمی میں میرا آپ لوگوں سے اور آپ لوگوں کا مجھ سے (کیمیا گر اور مس خام، جوہری اور سنگ ناتراش، آئینہ اور شیشہ نا صاف جیسا) تعلق تھا۔ اگر میری کسی بات پر کسی کی دل آزاری یا تکلیف ہوئی ہو تو مجھے معاف کریں۔“ (۹)

**طلبہ کا سوال ادھار نہیں دھا:** دوران تدریس استاذ کو کبھی کبھی طلبہ کی طرف سے اعتراض اور کسی عبارت پر شک و شبہ کا سامنا ہوتا ہے۔ یہ ایسا موقع ہوتا ہے کہ استاذ اگر اپنے تلامذہ کو اس کے اعتراض کا جواب نہ دے یا بغیر تحقیق کوئی غیر معقول جواب دے تو طالب علم کے ذہن کا استاذ کے تعلق سے بدگمانی کی بیماری میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہوتا ہے یا کم از کم معترض طالب علم کے ذہن میں غلط جواب کے جاگزیں ہونے کا قوی امکان ہوتا ہے۔ اس لیے ایک استاذ کو چاہیے کہ اپنے طلبہ کو تحقیق کردہ جواب دے یا عدم علم کے سبب آئندہ پر موقوف کر دے لیکن یہ بھی یاد رہے کہ جواب کی تلاش و جستجو کر کے آئندہ اس طالب علم کے بارِ قرض کو اپنے کاندھے سے اتار بھی دے نہ کہ اسے ہمیشہ کے لیے قرض ہی رہنے دے ورنہ یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے طلبہ کے تلاش و جستجو اور اعتراض کا جذبہ سرد پڑ جائے۔ حافظ ملت علیہ الرحمہ کا نظریہ بھی یہی تھا کہ اگر کوئی طالب علم اعتراض یا سوال کرے تو اس کے اعتراض کا جواب دیا جائے نہ کہ ادھار رکھا جائے۔

صدر العلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ فرماتے ہیں:

”اساتذہ کبھی کبھی طلبہ کے سوال کو کل معلوم کرنا کہہ کر ٹال

اس لیے طلبہ کے جوش و جذبہ کو براہِ یچینہ کرنے اور شوقِ حصولِ علم کو بڑھانے کے لیے وقتاً فوقتاً ایک استاذ کو اپنے تلامذہ کو یک جا کر کے ان کی صحیح رہنمائی کرنی چاہیے اور سرد ہونے والے جذبے کو گرم اور خوابیدہ شوق کو بیدار کرنا چاہیے۔ حافظِ ملت کا یہی عمل تھا کہ آپ طلبہ کے اندر عملی اسپرٹ تیز کرنے کے لیے ہر دو تین ماہ کے بعد ایک آدھ گھنٹہ کے لیے انہیں جمع کر کے خطاب فرماتے۔ اس خطاب میں آپ عموماً جو کچھ بیان فرماتے اس کا خلاصہ حضرت مولانا بدر القادری مصباحی یوں بیان کرتے ہیں:

”اشرفیہ میں قابلِ اساتذہ کا ایک متحرک و فعال کارواں جمع ہے جس کی یہ یہ خصوصیات اور خوبیاں ہیں۔ ان سے اکتسابِ فیض اور تحصیلِ کمال تمہارا فریضہ ہے۔ تم نے طلبِ علم کی راہ میں قدم رکھا ہے تو اسی میں منہمک رہنا چاہیے اور اپنا وقت نہیں برباد کرنا چاہیے۔ ایک تاجر اپنی تجارت کے فروغ اور دولت کے حصول کے لیے دن رات ایک کر دیتا ہے، کبھی سر پر بوجھ بھی لا کر چلتا ہے اور کبھی سخت سست بھی سنتا ہے، کبھی ذلت بھی اٹھاتا ہے مگر اپنے مقصد اور اپنے کام سے دست بردار نہیں ہوتا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ طالبِ علم اپنے کام سے غافل رہے اور اپنا وقت برباد کرے، دینی طلبہ پر مجھے افسوس ہے کہ یہ تحفظِ وقت کا خیال نہیں رکھتے۔“ (۱۲)

**مدرسین کی تنخواہوں میں اضافہ ضروری:** تعلیم و تعلم اور درس و تدریس کے لیے استاذ ایک لازمی جز ہے اور کوئی بھی استاذ جب تک خوش الحال، فارغ البال نہ ہو اس وقت تک وہ کما حقہ اپنے فیض سے طلبہ کو مستفید نہیں کر سکتا کیوں کہ اس صورتِ حال میں اسے معاشی خوش حالی کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہے گی جس کی تدریسی صلاحیت کی فیض رسانی میں مانع ہونے کا قوی امکان ہے۔ یوں بھی یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ آج ہم ایک عمارت ساز کو یومیہ تقریباً چار پانچ سو روپے دیتے ہیں اور اس طرح ہم اسے ماہانہ بارہ پندرہ ہزار ماہانہ دیتے ہیں لیکن ایک استاذ جو شخصیت سازی کرتا ہے اس شخصیت ساز کو ماہانہ پانچ سات ہزار دینا ہمارے لیے گراں گزرتا ہے اور اگر کسی استاذ نے کبھی اپنی مجبوریوں یا زمانہ کی گرانی کے سبب اپنی محتانہ اور اپنے سب سے قیمتی چیز وقت کے بدل (تنخواہ) میں اضافہ کی درخواست کر دی تو ہم اس کے خلوص و اللہیت کی

اس تعلق سے حضرت حافظِ ملت علیہ الرحمہ کے نقوشِ حیات سے جو نظریہ ملتا ہے وہ یقیناً اس زمانے کے اساتذہ کرام کے لیے درسِ عبرت ہے کیوں کہ عالمِ صحت و توحہ، بیماری کی حالت میں بھی آپ تدریس کا فریضہ ضرور انجام دیتے اور کسی بھی حال میں طلبہ کی تعلیم کا نقصان گوارہ نہیں کرتے۔

حضرت مولانا محمد اسلم مصباحی عزیزی رقم طراز ہیں:

”حضرت قاری عبدالحکیم صاحب قبلہ حضرت مولانا عبدالحق گجرووی کی روایت بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حافظِ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کو در و گردہ کی شکایت ہو گئی۔ مگر ان ایام میں بھی کبھی درس گاہ سے رخصت نہیں لی بلکہ ان ایام میں بھی برابر مدرسہ تشریف لاتے رہے اور باقاعدہ اہم کتابیں پڑھاتے۔ راقم کے علم میں در و گردہ کے ایام میں درس گاہی کیفیت یوں ہو گئی کہ کبھی درس گاہ میں در و تیز ہو جاتا تو تکلیف گردہ کے اوپر رکھ کر دبالتے مگر پڑھانا موقوف نہ فرماتے۔“ (۱۲)

مولانا محمد اسلم مصباحی عزیزی صاحب قبلہ خود اپنے دورِ طالب علمی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”راقم الحروف کے دورِ طالب علمی میں اشرفیہ کے مشاہیر ابنائے قدیم حضرت حافظِ ملت کی بارگاہ میں عالی میں شرفِ ملاقات سے باریاب ہونے کے لیے آتے رہتے۔ ایک مرتبہ ایک موقر شخصیت حاضر بارگاہ ہوئی اور حافظِ ملت کی نقاہت اور مصروفیت کثیرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے عرض کیا: حضور اب پڑھانا بند کر دیا جائے، صرف بخاری شریف کا درس تیر کا جاری رکھا جائے، اس عرض کے جواب میں حضور حافظِ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے ارشاد فرمایا:

”آپ کہتے ہیں کہ پڑھانا بند کر دوں اور میری تمنا یہ ہے کہ کتاب سامنے ہو اور درس دے رہا ہوں اور اسی حالت میں روحِ نقسِ عنصری سے پرواز کر جائے۔“ حضرت کی یہ تمنا اس طرح سے پوری ہوئی کہ حضرت نے جس دن وصال فرمایا، اس دن بھی بخاری شریف کا باقاعدہ درس دیا تھا۔“ (۱۳)

**طلبہ میں عملی اسپرٹ پیدا کرنا:** اکثر ایسا ہوتا ہے کہ طلبہ ایامِ تعلیم کی ابتدا نہایت پر جوش انداز میں کرتے ہیں لیکن جیسے جیسے دن گزرتے ہیں ویسے ویسے یہ جوش سرد پڑتا جاتا ہے

الرحمہ) نے (بارگاہ حافظ ملت میں تنخواہ میں زیادتی کی درخواست پیش کرتے ہوئے) عرض کیا: اضافے کی یہ درخواست دیتے ہوئے ایک عجیب کیفیت محسوس ہو رہی ہے (دل میں اس سے تنکد کا احساس ہو رہا ہے) اس پر حضرت نے فرمایا: اس میں خفت محسوس کرنے کی کیا وجہ ہے، حالات بدل چکے ہیں، اخراجات سب کے بڑھ چکے ہیں اور ہر مدرسہ میں اضافہ تنخواہ کی لوگ درخواست دے رہے ہیں، آپ لوگوں نے بھی دی، اس میں کیا بات ہے؟ ہر آدمی کو کچھ نہ کچھ زمانے کا خیال رکھنا پڑتا ہے، زمانے کو نظر انداز کر کے کوئی بھی نہیں رہ سکتا۔“ (۱۷) مصدر سابق، ص: ۱۳۳

حافظ ملت کے یہ چند تعلیمی نظریات ”مشتے نمونہ از خردارے“ کے طور پر یہاں پیش کیے گئے ہیں۔ مزید معلومات کے لیے آپ کی حیات پر مشتمل کتابوں کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ آپ کے ان تعلیمی نظریات کے آئینے میں یہ کہنا بجا ہے کہ حافظ ملت علیہ الرحمہ جس طرح ایک ماہر فقیہ، محدث، مفسر اور مصلح تھے اسی طرح ایک ماہر تعلیم اور ایک کامیاب مدرس بھی تھے۔ ضرورت ہے کہ آج آپ کے تعلیمی نظریات کو حرز جاں بنایا جائے اور انہیں کی روشنی میں مدارس کا تعلیمی نظام استوار کیا جائے۔

#### حوالہ جات

- (۱) ماہنامہ اشرفیہ کا حافظ ملت نمبر، ص: ۸۰ (۲) حافظ ملت افکار اور کارنامے، ص: ۸۳ (۳) ماہنامہ اشرفیہ، جون، ص: ۴۳ (۴) ماہنامہ اشرفیہ، جون، ص: ۵۳ (۵) معارف حافظ ملت، ص: ۱۵ (۶) حیات حافظ ملت، ص: ۱۲۳ (۷) مصدر سابق، ص: ۳۲۳ (۸) معارف حافظ ملت، ص: ۴۶ (۹) حیات حافظ ملت، ص: ۶۱۳ (۱۰) مصدر سابق، ص: ۱۲۳ (۱۱) انوار حافظ ملت، ص: ۸۳-۹۳ بحوالہ حیات حافظ ملت، ص: ۳۲۳ (۱۲) معارف حافظ ملت، ص: ۲۰۱ بحوالہ حیات حافظ ملت، ص: ۲۳ (۱۳) معارف حافظ ملت، ص: ۲۰۱ بحوالہ حیات حافظ ملت، ص: ۲۳ (۱۴) انوار حافظ ملت، ص: ۱۳-۲۳ بحوالہ حیات حافظ ملت، ص: ۹۲۳ (۱۵) حیات حافظ ملت، ص: ۱۳۳ (۱۶) مصدر سابق، ص: ۱۳۳

☆☆☆

☆ استاذ فیضان حاجی پیر، مانڈوی، کچھ گجرات 09173328863

hussainimisbahi@gmail.com

شکوہ شکایت کرنے لگتے ہیں حالاں کہ ہمیں غور و فکر کرنا چاہیے کہ ہم ایک استاذ کو جو ماہانہ دیتے ہیں اگر ہمیں دیا جائے تو کیا اسی پر ہمارا گزر بسر ہو جائے گا؟ اگر نہیں تو پھر ہمیں دوسروں کے تعلق سے بھی ایسی ہی سوچ رکھنی چاہیے۔ کیا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان نہیں ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں دین کا کام روپے کے ذریعہ ہوگا۔ اسی لیے کسی کا یہ کہنا کسی حد تک صحیح معلوم ہوتا ہے کہ جیب میں نہ ہو فلوں تو دل میں کیسے رہے گا خلوص۔ اس لیے ہمارے معاشرے کو استاذ کی قدر سمجھنی چاہیے اور زمانہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسے اطمینان و سکون پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ کسی استاذ کو اپنی پریشانیوں اور مجبوریوں کو ختم کرنے کے لیے تدریس کے ساتھ کوئی اور پیشہ اختیار نہ کرنا پڑے اور وہ اپنی معاشی فکر سے آزاد ہو کر طلبہ کو مستفید و مستنیر کر سکے۔

حافظ ملت علیہ الرحمہ کا بھی یہی نظریہ تھا جی تو:

”ایک بار آپ کی مجلس میں لوگوں نے اپنے کاروبار کی پریشانی اور گرانی کی زیادتی کا ذکر کیا۔ بتانے والوں میں زیادہ تر مجلس عاملہ کے ارکان ہی تھے۔ جس کو آپ بڑی متانت و سنجیدگی اور دردمندی سے سماعت کرتے رہے، پھر آخر میں آپ نے فرمایا: جب گرانی کا یہ حال ہے تو مدرسین کی تنخواہوں میں اضافہ ضروری ہے۔“ (۱۵)

اتنا ہی نہیں کہ آپ نے صرف مجلس عاملہ کے ارکان کے سامنے مدرسین کی تنخواہ میں اضافے کی تجویز پیش کی بلکہ آپ نے اپنی اس تجویز کو تنفیذ کا جامہ بھی پہنایا۔ اور

”دوسرے دن میٹنگ طلب کی اور بغیر کسی درخواست اور تحریر کے تمام مدرسین کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیا۔ کسی رکن میں اختلاف کی مجال نہ تھی کیوں کہ ایک دن پہلے خود ہی لوگ سب کچھ سنا چکے تھے۔“ (۱۶)

تنخواہوں میں زیادتی کے بارے میں محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مصباحی کا یہ واقعہ بھی نذر قارئین ہے جس سے تنخواہوں میں اضافے کے متعلق حافظ ملت علیہ الرحمہ کے نظریہ کی مزید وضاحت ہوتی ہے ساتھ ہی بدلتے حالات پر حافظ ملت کی نظر کس قدر رہتی تھی، اس کی بھی رہنمائی ملتی ہے۔

مصلح قوم و ملت حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی فرماتے ہیں: ”مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ (شہزادہ صدر الشریعہ علیہ

## بیرون ممالک میں ہندی علمائے اہل سنت کی خدمات

☆ محمد ابو ہریرہ رضوی

اسکولوں میں سائنس، تاریخ، حساب، جغرافیہ جیسے اہم مضامین کو شامل نصاب کرنے کی تحریک چلائی، کعبہ شریف میں طالب علموں کو جلالین، مشکوٰۃ اور فصوص الحکم کا درس دیا۔

حج سے واپسی پر انھوں نے پونہ میں جامعہ ملیہ کی بنیاد رکھی اور ابتدا سے ۱۹۲۳ء تک پرنسپل رہے۔ آپ کی علمی صلاحیتوں کے پیش نظر قائد اعظم محمد علی جناح نے پاکستانی تعلیمی اداروں کے لیے تشکیل دی گئی کمیٹی کا رکن نامزد کیا۔ ۱۹۲۳ء میں وزیر اعظم سیلون ”ریونڈ ٹنگ ہری“ کو کلمہ پڑھا کر داخل اسلام کیا۔ ۱۹۲۸ء میں مارشیل کے گورنر ”مردات“ نے آپ کی گفتگو سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔ ۱۹۳۱ء میں سنگا پور کے مشہور پیر سٹر ”سچند رتا تھ دت“ کو بحث و مباحثے کے درمیان ایسا سبق پڑھایا کہ فوراً مسلمان ہو گئے۔ ۱۹۳۵ء میں مشہور ڈرامہ نگار ”جارج برناڈ شاہ“ جو کہ ہمیشہ اسلام کے خلاف ذہر افشانیوں میں لگا رہتا تھا، اس سے ساؤتھ افریقہ میں مناظرہ کر کے ایسا خاموش کیا کہ پھر کبھی اسلام کے خلاف بولنے کی جرأت نہ ہوئی اور جاتے جاتے کہہ گیا کہ ”آپ کی گفتگو اس قدر دلچسپ اور معلوماتی ہوتی ہے کہ میں سالوں تک آپ کے ساتھ رہنا پسند کروں گا۔“

اپنی مادری زبان اردو کے علاوہ دیگر پندرہ زبانوں پر اس قدر عبور حاصل تھا کہ بڑی روانی کے ساتھ ان زبانوں میں تقریر و تحریر کے ذریعے تبلیغ اسلام میں لگے رہے بلکہ ذہین اس قدر تھے کہ جہاں تبلیغی پڑاؤ ڈالتے، دو چار دن میں وہاں کی زبان سیکھ کر انھیں کی زبان میں تبلیغ کرنے لگتے۔ بیرون ممالک بے شمار ملکوں کا دورہ کیا مگر ان میں پچاس ملکوں میں آپ کی زندگی کے اکثر لمحات گزرے ہیں جن کو یہاں شمار کرنا طوالت سے خالی نہیں۔ آپ کے ہاتھ پر تائب ہو کر اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد ۳۵ ہزار یا باخلاف ۵۷ ہزار تک پہنچتی ہے جن میں سے اکثر وہ حضرات ہیں جو تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ اعلیٰ عہدوں کے مالک تھے۔ مارشیل میں قادیانیت جڑ پکڑ چکی تھی جس کی بیخ کنی کے

(۱) مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم صدیقی: مبلغ اسلام کی ولادت صوبہ یوپی کے مشہور شہر ”میرٹھ“ میں ۱۳۱۰ء میں ہوئی۔ چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن پاک ختم کر کے اپنے والد ماجد علامہ عبدالکیم قادری سے فارسی اور عربی کی ابتدائی کتابوں کا درس لیا، پھر میرٹھ کے مشہور ادارہ ”مدرسہ عربیہ قومیہ“ میں داخلہ لیا۔ سولہ سال کی عمر میں دستار فضیلت سے نوازے گئے۔ علوم اسلامیہ سے فراغت کے بعد عصری علوم کی طرف متوجہ ہوئے۔ اناؤہ ”ہائی اسکول“ سے میٹرک پاس کر کے ”ڈویژنل کالج میرٹھ“ سے ۱۹۱۷ء میں بی۔ اے کا امتحان امتیازی پوزیشن سے پاس کیا۔ کالج کی تعطیلات کے ایام میں فقیہ بے مثال امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر زانوئے تلمذتہ کرتے رہے اور پھر انھیں کے ہاتھوں پر بیعت کا شرف حاصل کر کے ہمیشہ کے لیے امام احمد رضا قادری کے تجدیدی مشن کے عالمی نقیب ہو گئے اور تبلیغی میدان میں وہ خدمات انجام دیں جو تحقیق و ریسرچ کا موضوع ہیں اور رہتی دنیا تک کے لیے قابل تقلید ہیں۔

آپ ایک محنت و جفاکش انسان تھے اور نہایت زیرک و ذہین بھی تھے معمولی سی عمر میں ایسے ایسے کارنامے انجام دیے کہ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔ نو سال کی عمر میں میرٹھ کی جامع مسجد میں ڈیڑھ گھنٹے تقریر کی جس کو لوگوں نے بے حد پسند کیا، میرٹھ میں کالج کی تعلیم کے دوران ہی آپ کی علم دوستی کی شہرت سن کر اہل برمانہ ۱۹۱۵ء میں مسلم ایجوکیشن کانفرنس کی صدارت سونپ دی۔ ۱۹۱۷ء سے ۱۹۱۹ء تک ممبئی میں ایک کامیاب تاجر کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری نبھاتے رہے۔

۱۹۱۹ء میں حج کے لیے تشریف لے گئے۔ مدینہ الرسول پہنچ کر وہاں کے بیماروں کا مفت علاج کیا کرتے جس کی وجہ سے ”طیب ہندی“ کے نام سے وہاں کے لوگ یاد کرنے لگے۔ حج کے موقع سے شریف مکہ شاہ حسین نے ڈائریکٹر آف ایجوکیشن کے منصب کی پیش کش کی لیکن اپنے وسیع تر مشن کی خاطر آپ نے انکار کر دیا۔ حجاز کے



(۲) اسلامک مشنری کالج کا قیام: ورلڈ اسلامک مشن کو سطح زمین پر اتارنے کے لیے زمین کی تلاش شروع ہوئی، اتفاق سے ایک چرچ جو بک رہا تھا لیکن قیمتی ہونے کی وجہ سے شرکاء حضرات خریدنے کے سلسلے میں شش و پنج میں تھے لیکن علامہ فضل خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے چرچ کو خریدنے کے لیے تیار ہو گئے۔ رقم کی فراہمی کا یہ معاملہ آسان نہ تھا۔ ایک تو وہ اپنے ملک سے دور تھے اس لیے آپ نے اطراف کے علما کو تیار کیا اور قائد اہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی کے ساتھ مل کر انگلینڈ کے شہروں کا دورہ کیا جس میں عوام کو اسلام کے استحکام اور دینی ادارے کے قیام کے لیے ابھارا، انھیں احساس دلایا کہ یہ کتنا اہم کام ہے۔ اگرچہ اس کے لیے انھیں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، مگر بالآخر آپ کی ہمت و ارادے کی جیت ہوئی اور اس چرچ کو خرید کر اسلامک مشنری کالج کے نام سے ایک دینی ادارے کی بنیاد رکھی اور اس سے متصل ایک مسجد کا بھی سنگ بنیاد رکھا۔

مولانا فروغ القادری جو ورلڈ اسلامک مشن کے اہم رکن ہیں اور کئی سالوں سے انگلینڈ ہی میں مقیم ہیں، آپ لکھتے ہیں کہ آج برطانیہ کے سینے پر سنیوں کی تقریباً آٹھ سو مسجدیں کھڑی ہیں۔ آپ شاید یقین نہ کریں، ان کی بقا میں موصوف (علامہ) کا خون جگر شامل ہے۔

(۳) جامعہ مدینۃ الاسلام: قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری نے جب ہالینڈ کا دورہ کیا تو انھوں نے عادت کے مطابق وہاں کے حالات اور مسلمانوں کی خبر لی۔ انھیں یہ سن کر بڑا افسوس ہوا کہ سوری نام (امریکہ) سے منتقل ہونے والے مسلمانوں کی تہذیب و تمدن اور دینی معمولات میں تیزی سے تبدیلی آتی جا رہی ہے۔ یہ سننے کے بعد علاقے کے ذمی اثر لوگوں کو جمع کیا اور جامعہ مدینۃ الاسلام کی بنا رکھی۔ ابتدا میں یہ ادارہ کرائے کے ایک مکان میں چلتا رہا جس میں حفظ و قرأت کی تعلیم ہوتی رہی اور جب کچھ بچوں نے حفظ قرآن مکمل کر لیا تو دستار حفظ کے لیے ایک پروگرام رکھا گیا۔ چونکہ آپ اس کے بانی اور چیئر مین بھی تھے اس لیے آپ کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا۔ پروگرام اتنا کامیاب رہا کہ ہالینڈ میں اس کا چرچا زوروں پر تھا، کئی ہفتوں تک تو میڈیا والوں نے اس کی خوب تشہیر بھی کی۔ اس کامیابی کے بعد جامعہ کے ارکان اتنے خوش ہوئے کہ انھوں نے حفظ و قرأت کے ساتھ عالم و فاضل کی پڑھائی بھی شروع کرادی۔ اس میں ان کا

لیے پہنچ کر کئی مناظرے کیے، بالآخر قادیانیوں کو حق کے مقابلے میں شکست سے دوچار ہونا پڑا، پورا قادیانی علاقہ مسلمان ہو گیا۔ ایک چھوٹا سا گروہ قادیانیت پر قائم رہا لیکن جب دوسری بار وہاں کا دورہ کیا تو انھیں بھی اپنا گرویدہ بنا کر مسلمان کر لیا۔

بیرون ممالک میں کئی تنظیمیں بھی قائم کیں جن کے تحت آج بھی قومی، ملی، فلاحی، ملکی ہر طرح کی خدمات انجام پا رہی ہیں۔ ان میں قابل ذکر حزب اللہ (موریشش) تنظیم بین المذاہب الاسلامیہ (مصر) انٹرنیشنل اسلامک سروس سینٹر (ڈربن) وغیرہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی نے آپ کے علمی رسوخ اور تبلیغی کارناموں کے پیش نظر فرمایا کہ

عبد عظیم کے علم کو سن کر جہل کی بہل بھگاتے یہ ہیں (ماخذ، امام احمد رضا کے مبلغین)

(۲) علامہ ارشد القادری: علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ ہر فرد بشر کو اپنی زندگی میں اوج ثریا تک پہنچانے کے متنبی تھے۔ اس کے لیے آپ نے ملک و بیرون ملک کا دورہ کر کے ہر فرد بشر کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی دعوت دی اور اعلیٰ پیمانے پر تحریک و تنظیم کی بنا رکھی۔ پوری دنیا میں قائم کردہ مدارس و تنظیم ان کی زندگی کے عظیم کارنامے ہیں جنھیں رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جاسکتا بالخصوص برطانیہ میں ورلڈ اسلامک مشن، ہالینڈ میں جامعہ مدینۃ الاسلام، بریڈ فورڈ میں اسلامک کالج، جنوبی امریکہ میں انصاری دارالیتامی اور انصاری اسکول، سوری نام (امریکہ) میں دارالعلوم علیمیہ اور کراچی میں دعوت اسلامی کی داغ بیل ڈالی۔ حضرت قائد اہل سنت کے یہ ایسے عظیم کارنامے ہیں جنھیں دیکھ کر اپنے تو اپنے بیگانے بھی حیران و ششدر رہ گئے۔ مذکورہ تحریکوں کا ایک مختصر جائزہ ملاحظہ ہو۔

(۱) ورلڈ اسلامک مشن لندن: ۱۹۷۲ء میں جب علامہ اپنے دوسرے سفر حج پر تھے تو انھوں نے مکہ معظمہ میں مختلف ملکوں سے آئے علمائے اہل سنت اور مذہبی پیشواؤں خصوصاً قائد اہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صاحب زادہ مبلغ اسلام کے ساتھ مل کر ایک میٹنگ رکھی اور باہمی مشورے سے عالمی سطح پر دعوت و تبلیغ کا کام کرنے کے لیے ایک تنظیم ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی اور ۱۹۷۳ء میں برطانیہ کے شہر بریڈ فورڈ میں اس کا دفتر قائم ہوا۔

دی۔ اسی سفر میں آپ نے اپنی عادت کے مطابق اعلیٰ تعلیم کے لیے دارالعلوم علیہ کی بنا بھی رکھی۔

(۵) **دعوت اسلامی کی بنیاد:** علامہ ارشد القادری کے ذہن میں ایک ایسی تحریک تھی جو جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت کا دعوت و تبلیغ کے ذریعے جواب دے سکے اور دعوت و تبلیغ کے لیے خاص طور پر ایسے افراد ہوں جو اس کام کے لیے پورے طور پر وقف ہوں۔ اس تحریک کے لیے آپ نے موزوں جگہ پاکستان کو پایا۔ ۱۹۸۲ء میں پاکستان پہنچے اور وہاں کے ممتاز و معروف علما کے ساتھ مل کر اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کا خاکہ پیش کیا۔ علمائے پاکستان نے اس تحریک کی حمایت کی اور اس طرح دعوت اسلامی کی بنا پڑ گئی۔

علامہ صاحب ہی نے مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کو اس کا امیر منتخب کیا اور فیضان سنت کا خاکہ بھی علامہ ہی نے تیار کیا۔ دعوت اسلامی کو ذہن سے لے کر زمین پر اتارنے تک قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ پیش پیش رہے۔ دعوت اسلامی کی بنیاد علامہ نورانی کے گھر پر ہی ڈالی گئی۔

(۶) **بیرون ممالک کانفرنسوں میں بحیثیت مندوب شرکت:** آپ ملک و بیرون ملک میں اپنی تقریروں کے ذریعے بھی دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ ان بین الاقوامی کانفرنسوں کی فہرست ملاحظہ فرمائیں جن میں علامہ نے شرکت کی ہے:

(۱) کلچرل کانفرنس، ایران۔ (۲) اسلامی عالمی کانفرنس، لیبیا۔ (۳) حجاز کانفرنس، انگلینڈ۔ (۴) امام احمد رضا کانفرنس، پاکستان۔ (۵) مولانا عبدالحلیم کانفرنس، ہالینڈ (۶) عالمی اسلامی کانفرنس، عراق (۷) عالمی میلاد کانفرنس، پاکستان۔

(یہ مضمون رئیس القلم نمبر (جام نور)، یعنی مشاہدات، دعوت اسلامی اور علامہ ارشد القادری سے ماخوذ ہے۔)

(۳) **فتاویٰ الشریعہ مفتی محمد اختر رضا بریلوی** از ہری مدظلہ العالی: جانشین مفتی اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خاں از ہری بریلوی کی شخصیت جہاں دورِ حاضر میں منفرد اور فقیہ المثال ہے وہیں بے پناہ اوصاف و خصوصیات کی حامل بھی ہے۔ آپ سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کے لیے ملک و بیرون ملک کا برابر سفر کرتے ہیں۔ آپ نے پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، بحرین، قطر،

ایک مقصد یہ بھی تھا کہ جن لوگوں کی مادری زبان ڈچ، انگلش، جرمن اور فرچ ہے انھیں اسلامی علوم سے آراستہ کر کے یورپ میں علما کی ایک ایسی ٹیم تیار کی جائے جو یورپین عوام تک انھیں کی مادری زبان میں اسلام کا پیغام پہنچا سکے۔

جامعہ مدینہ الاسلام کی بنیاد کے لیے جب زمین کی خریداری کے لیے علامہ نکلے تو فضل مولیٰ سے ایک تین منزلہ عیسائی کالج کی شاندار عمارت مل گئی جو تعلیمی منصوبے پر پورے طور سے اتر رہی تھی۔ فضل خداوندی دیکھیں کہ اتنی کم قیمت میں وہ شاندار عمارت مل رہی تھی جتنے میں صرف اس کی زمین خریدی جاسکتی تھی۔ لوگ اس پر حیران تھے، پھر بھی رقم اکٹھا کرنے کے لئے دو مہینے کی مہلت یعنی بڑی جب وقت مقررہ پر رقم اکٹھا ہونے کی صورت نظر نہ آئی تو علامہ شاہ احمد نورانی علامہ ارشد سے کہنے لگے کہ احباب جامعہ کے حوالے سے بہت فکر مند ہیں کہ آپ واپس ہندوستان تشریف لے جائیں گے اور بقایا رقم کی فراہمی ان کے سر پر جائے گی اور یہ صورت حال ان کے لیے استطاعت سے باہر ہو جائے گی، اس لیے جامعہ کی عمارت خریدنے سے پہلے ایک بار غور کر لیں۔ یہ سن کر علامہ صاحب نے جواب دیا کہ میں ان کو چھوڑ کر کہاں جا رہا ہوں کہ بقایا رقم کی فراہمی ان کے سر پر جائے گی؟ جب تک جامعہ کی بقایا رقم کی ادائیگی نہیں ہو جاتی میں یہیں رہوں گا۔ چند دنوں کے بعد ایک مجلس منعقد ہوئی جس میں چندے کی اپیل کی گئی، پروگرام کے اختتام پر علامہ کی ایسی رقت انگیز دعا ہوئی جس میں وہ بھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔ اسی محفل میں ایک امریکن نوجوان اپنے دوست کے ساتھ موجود تھا، اس پر علامہ صاحب کی دعا کا ایسا اثر ہوا کہ اس نے مطلوبہ رقم اپنے والد سے دلو کر علامہ صاحب کی بے چینی دور کی۔

(۴) **سرینام میں علامہ کی یادگاریں:** ہالینڈ جانے سے قبل علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ سرینام پہنچے اور قیام کے دوران یہاں کے مسلمانوں کی سیاسی حصہ داری کے متعلق معلومات حاصل کی۔ جب انھیں پتہ چلا کہ یہاں کے مسلمان مختلف پارٹیوں میں بٹے ہوئے ہیں تو آپ نے ریڈیو کے ذریعے اپنی آواز مسلمانوں تک پہنچائی۔ اس تقریر کا اتنا اثر ہوا کہ دوسرے ہی دن سارے سیاسی و مذہبی مسلم عائدین کی ایک اہم میٹنگ آپ کی قیام گاہ میں ہوئی اور آپ نے ”سرینام پولیٹیکل کونسل“ کے نام سے ایک سیاسی تنظیم کی بنیاد ڈال

سنی رضوی جامع مسجد امریکہ، اعلیٰ حضرت مشن بنگلہ دیش۔ وغیرہ (انوار تاج الشریعہ، ص: ۵۰)

اب اخیر میں تاج الشریعہ کا ایک عظیم کارنامہ جو ہم ہندی سنیوں کے لیے یقیناً فخر کی بات ہے۔ ۲۹ مئی ۲۰۰۹ء کو حضرت ”جامع ازہر شریف“ تشریف لے گئے تھے۔ وہاں آپ نے خالص عربی زبان میں تقریر کی جس کا اکثر حصہ اعلیٰ حضرت پر لگائے گئے الزامات کی تردید پر مشتمل تھا۔ آپ نے وضاحت فرمائی کہ ”مسلم اعلیٰ حضرت کوئی نیا مسلک نہیں بلکہ یہ وہی مسلک ہے جو صحابہ کرام، تابعین عظام اور سواد اعظم اہل سنت و جماعت کا مسلک ہے۔ ہمارے مخالفین ہمیں بریلوی کہتے ہیں اور بدنام کرتے ہیں۔“ اس دورہ میں ریکس الجامعہ ڈاکٹر احمد طیب نے آپ کی خدمت میں الدرع الفخری (فخر ازہر) ایوارڈ پیش کیا۔ یہ ایوارڈ ان علما کو دیا جاتا ہے جو اپنے ملک میں دین و ملت کے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہ ہم ہندوستانیوں کے لیے فخر کی بات ہے کہ یہ اعزاز میڈل حضرت تاج الشریعہ کو دیا گیا۔

(جام نور دہلی، اگست ۲۰۰۹ء، ص: ۹)

(۴) شیخ الاسلام حضرت علامہ سید شاہ محمد مدنی میاں جیلانی اشرفی: حضرت علامہ سید شاہ محمد مدنی اشرفی جیلانی کچھوچھو کی ذات بابرکات سے کون واقف نہیں، آپ ایک مایہ ناز خطیب، بالغ النظر محقق، متبحر عالم دین اور نہ جانے کن کن اوصاف سے خدا نے آپ کو نوازا ہے۔ آج آپ کی شخصیت خلیج بنگال سے لے کر وادی کشمیر اور جنوبی ہند سے لے کر شمالی ہند تک ہی محدود نہیں بلکہ آپ اپنی بے لوث اور بیش قیمت ملی خدمات اور وراثتی علمی جاہ و جلال کی بنا پر برصغیر ہند و پاک کی سرحدوں سے نکل کر مغربی ممالک میں زبان زد عوام و خواص ہیں۔

آپ نے پہلی مرتبہ اپنے عقیدت مندوں کی خواہش پر ۱۹۷۴ء میں برطانیہ کا سفر طے کیا، جس میں تقریباً ۲۵ شہروں کا دورہ کیا (۱) برسٹن (۲) ڈیویزبری (۳) بریڈ فورڈ (۴) ساؤتھ ہیمپٹن (۵) ایلکس (۶) بوٹن (۷) بلیک برن (۸) اسکیل مرسلڈ (۹) کوٹن ٹری (۱۰) میٹر برو (۱۱) وٹ فورڈ (۱۲) ہائی وکلب (۱۳) سلاوا (۱۴) جیکی فکس (۱۵) نیلن (۱۶) اولڈ ہم (۱۷) لشر (۱۸) برمنگھم (۱۹) ڈربی (۲۰) لائی کراس (۲۱) برٹلی (۲۲) لندن (۲۳) مانچسٹر (۲۴) شیفلڈ (۲۵) لکاسٹر۔

کویت، امریکہ، جرمنی، سعودی عرب، شام و فلسطین وغیرہ کا سفر کر کے سواد اعظم اہل سنت کا پیغام عام کیا۔ بیرون ہند اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی کے اسلامی مشن کی ترویج و اشاعت کے لیے جدوجہد فرما رہے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کا سفر ہالینڈ کا ہوا۔ جلسہ میں بہت سے ڈاکٹرس اور پروفیسرس ٹائی لگا کر شریک تھے۔ آپ نے ٹائی کی حقیقت اور ٹائی کے تعلق سے عیسائیوں کے عقیدے پر بھرپور تقریر فرمائی اور ٹائی کے جتنے اقسام ہیں ان کی بھی وضاحت فرمائی۔ اس سلسلے میں آپ کی کتاب ”ٹائی کا مسئلہ“ وجود میں آئی۔ (تجلیات تاج الشریعہ، ص: ۴۳۷)

عالم اسلام کے بنیادی اور عالمی مسائل کو پیچیدگیوں کے پیش نظر ورلڈ اسلامک مشن لندن کے زیر اہتمام ہونے والی جاز کانفرنس میں جانشین مفتی اعظم اور علامہ ارشد القادری شرکت کے لیے ۱۹۸۵ء میں لندن تشریف لے گئے تھے۔ اس میں حضرت تاج الشریعہ نے خطاب بھی فرمایا۔ جاز کانفرنس کی صدارت آپ ہی نے فرمائی تھی۔ اس کانفرنس کی اہمیت اس لیے ہے کہ یہ بین الاقوامی کانفرنس تھی جس میں پوری دنیا کے قائدین نے شرکت کی اور درپیش مسائل پر کھل کر بحث ہوئی اور حل کے لیے لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ (ایضاً، ص: ۱۱۶)

ہندو بیرون ہند جہاں بھی آپ تشریف لے جاتے، شریعت مطہرہ کے بالمقابل کسی بھی چیز کو ترجیح نہیں دیتے ہیں۔ وہی میں گولڈ مارکٹ کے قریب سنیوں کی مرکزی مسجد ہے جس میں مانک پر نماز ہوتی تھی کہ مانک کے بغیر آواز پہنچنا مشکل تھا مگر حضرت تاج الشریعہ نے لوگوں کی چون و چرا کی پروا کیے بغیر نماز جمعہ کی امامت بغیر مانک کے فرمائی۔ درحقیقت عوام انھیں علما کو مطعون کرتی ہے جو اپنے شرعی فتویٰ پر عامل نہیں ہیں۔ اگر کوئی پابند شرع ہو تو قوم ضرور اس سے محبت بھی کرے گی اور احترام بھی۔

حضرت تاج الشریعہ کے علم کی تصدیق صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ بیرون ہند کے شیوخ نے بھی کی۔ ان میں بعض نے آپ سے سند حدیث حاصل کی اور داخل سلسلہ بھی ہوئے۔ ۲۰۰۸ء میں آپ دمشق تشریف لے گئے تھے۔ وہاں علم کلام کے مشہور عالم ”عبد الہادی الشنار“ حضرت کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور علما کی طلب پر حضرت نے کئی علمائے شام کو سند الحدیث سے بھی سرفراز فرمایا۔

ان خدمات کے علاوہ حضرت بیرون ہند کئی اداروں کی سرپرستی بھی فرما رہے ہیں۔ مرکزی دارالافتاء ہالینڈ، مدرسہ فیض رضا سری لنکا،

دقلوب پر گہرا اثر پڑا کہ لاکھوں ذہنوں کو آپ کے خطاب دل نواز نے روحانی دینی انقلاب سے دوچار کیا۔ کیلوگوں میں آپ کے خطاب کی اتنی طلب تھی کہ وہاں کے اہل ذوق حضرات نے تو ان تمام خطابات کو ٹیپ ریکارڈ کر لیا اور آگے چل کر اسے کتابی شکل دیدی جو آج ”خطبات برطانیہ“ کے نام سے موسوم ہے۔ اس اولین دورے کے بعد شمالی امریکہ میں نیو یارک، نیو جرزی، شکاگو، ہیوسٹن، کناڈا کے مشہور شہر ٹورنٹو، ہالینڈ، بلجیم کی راجدھانی برسلز اور فرانس کے دارالحکومت پیرس میں تقریباً ۲۳ برس تک اپنے دوروں کا سلسلہ قائم رکھا۔

اب گزشتہ چند سالوں سے حضرت مدنی میاں خطابت کے بجائے تصنیف و تفسیر میں اپنے آپ کو مصروف کر رکھا ہے۔ (جاری)

☆☆☆

☆ طالب علم درجہ سادسہ، شعبہ درس نظامی جامعہ اشرفیہ مبارک پور

7752822830

آپ نے اس تبلیغی دورے میں تبلیغ کا ہیڈ کوارٹر لنکا سٹر بنایا جہاں سے آپ مغرب میں آباد مسلم و فوسلم کے ایمان و عقائد کے تحفظ کی خاطر نہایت بالغ نظری سے تبلیغی دورے، عوامی جلسے اور مجلس پند و نصائح کا انعقاد کرتے۔ آپ کو اپنے اس دورے میں مغربی سیکولر نظام تعلیم اور نسبتاً زیادہ چمکدار معاشرہ کے باشندگان کے ذہنوں میں اٹھنے والے بہت سے اہم و غیر اہم سوالات کے جوابات کی ضرورت کا جب احساس ہوا تو آپ نے حالات کی نزاکت کے مطابق ایک سوال و جواب کی محفل کا انعقاد کیا جس کے ذریعے آپ نے ہزاروں مشکوک ذہنوں کا تزکیہ فرمایا۔ عوامی جلسوں کے انعقاد میں بھی حالات کی نزاکت کا بڑا خیال رکھتے، عموماً آپ خطاب کا پروگرام جمعہ کو نماز جمعہ سے قبل اور سینچر و اتوار کو مساجد یا پروگرام کے لیے ہال کرایہ پر لے کر جلسہ منعقد کرتے۔ اس طرح آپ نے مسلسل بارہ سال تک برطانیہ میں اپنا تبلیغی دورہ جاری رکھا، جس مدت میں کم و بیش ۳۰ خطابات دیے جس کا سامعین کے ذہن

## موجِ خوں چشمِ نم تک آہنی

پچھلے کچھ وقت سے راپور میں مقابلہ صالحین و مزارات اولیا کو منہدم کرنے کے سانحے مسلسل سامنے آرہے ہیں، پہلے جو ہریونی ورثی روڈ کے کنارے بے نظیر باغ میں واقع مزار دادامیاں کورات میں جے سی بی کی مدد سے کھود پھینکا گیا، اُس کے بعد موضع پسیا پورا میں جو ہریونی روڈ کے کنارے واقع قبرستان کی دو قبور مومنین ختم کر ڈالی گئیں، جب کہ ابھی پچھلے دنوں شہر راپور کے محلہ کلکتہ میں واقع صدیوں پرانا مزار حضرت سنی میاں رحمۃ اللہ علیہ کا حجرہ جس میں مزار واقع تھا، زمیں بوس کر ڈالا گیا۔ اب 8 جنوری 2016 کا تازہ سانحہ یہ ہے کہ دیرات حضرت سنی میاں کی ضریح یعنی قبر بھی زمیں سے کھرچ ڈالی گئی اور فوراً ہی اُس پر تازہ روڈ ڈال دیا گیا جب کہ تیسرے ہی دن خاص سمار شدہ قبر کی جگہ اہل شہر کے پیشاب پاخانہ کو بہالے جانے والے گندے نالے کی ساری سڑی کالی گندگی ڈال دی گئی، جسے بہ چشمِ خود دیکھنے کے بعد ناچیز کی روح کانپ اٹھی۔ راپور ضلع میں سلسلہ وار اس طرح کے افسوس ناک واقعات انجام دیے جا رہے ہیں۔ مجھے ان افسوس ناک و غیر شرعی و غیر اخلاقی کارروائیوں پر بے حد دکھ ہے، مجھے ہی کیا، شہر کا ہر سادہ دل مسلمان دکھی ہے بلکہ بہ قسم عرض کر سکتا ہوں کہ میں نے جتنے دیگر برادرانِ وطن کو اس سلسلے میں بات کرتے پایا، دکھی ہی دیکھا۔ یہ تو صاف ہے کہ یہ سب سیاسی اشاروں پر ہو رہا ہے، مگر مجھے شکوہ ان علما سے جو خود کو علمائے اہل سنت کہتے یا کہلواتے ہیں، کہ کس طرح وہ اس پورے سلسلے کے دوران بے توفیق اور بے دست و پا بنے ہوئے ہیں، وہ گروہ جس کا شہر کے محراب و منبر پر قبضہ ہے منہ میں پتھر دبائے جامد و ساکت بیٹھا ہے اور وہ گروہ جو سنیت کا ڈھنڈورچی ہے، طبع اور کرمناقت کی راہ چل رہا ہے۔ عام مسلمان مجبور ہے کیوں کہ موجودہ حالات میں کوئی بھی بڑا مذہبی عالم کنگب محض بنا ہوا ہے جب کہ بلا قیادت منتشر بھیڑ سوائے پولس سے لٹھیاں کھانے کے کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکتی، پبلک حیران اور سکتے میں ہے، بے سہارا اور بے قیادت، علما سے بدظن و بیزار۔ حالیہ سال پیش آرہے انہدامی واقعات اور مخصوص علما کی مجرمانہ خاموشی یا پینتہ بازی کی بھی اپنی تفصیل ہے، جو عبرت ناک ہے۔ اللہ مجھ گناہ گار کو معاف فرمائے۔ آمین۔

محمد ناصر مصباحی، مجلس فکر اسلامی، حضرت پور، توپ خانہ، راپور (یو پی)

## دہشت گردی کس مذہب یا قوم کا اثاثہ ہے؟

دہشت گردی فکری بیماری ہے، علاج بھی فکری ہونا چاہیے۔ روحانیت سے بغاوت دہشت گردی ہے تو اسی سے خاتمہ ہو سکتا ہے

☆ عبدالمعید ازہری

فطرت انسانی کے بعد مذہبی اصول کا اگر جائزہ لیں تو مذہب بھی وہی بات کہتا ہے جو فطرت نے واضح کیا ہے۔ مذہب فطرت کے مخالف نہیں ہوتا۔ مذہب تو فطرت کا محافظ ہوتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کی اصل مذہبی کتابیں توریت و انجیل ہیں۔ اصل کتابوں میں کہیں بھی دہشت گردی اور انتہا پسندی کا ذکر نہیں ملتا۔ کسی نے اپنی طرف سے گڑھ کر اسے مذہبی فرمان بنا دیا ہو تو الگ بات ہے۔ اسی طرح ہندو مذہب یا سناٹن دھرم میں بھی کسی جاندار کو مارنا بہت بڑا گناہ تصور کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ ایک چھوٹے کیڑے کو بھی مارنا گناہ ہے۔ تو ایسے مذہب کے ماننے والے کسی انسان کا قتل کیسے کر سکتے ہیں؟ اگر کوئی قتل کرتا ہے تو وہ دراصل کسی انسان کا قتل کرنے سے پہلے اپنے مذہب کا قتل کرتا ہے۔ اپنے قومی وقار اور مذہبی روایت سے بغاوت کرتا ہے۔ اسی طرح مذہب اسلام بھی کسی بھی طرح کی قتل و غارت گری کی اجازت نہیں دیتا بلکہ وہ تو صاف لفظوں میں اعلان کرتا ہے کہ اگر کسی نے بے وجہ کسی کا قتل کیا تو گویا اُس نے پوری انسانیت کا قتل کیا۔ ایک جگہ ذکر کیا گیا ہے کہ فساد فی الارض گناہ عظیم ہے۔ ایک اور جگہ اسلام کا فرمان ہے کہ پوری کائنات خدا کی مخلوق ہے، کسی مخلوق کو بھی بیجا تکلیف پہنچانا گویا خدا کو تکلیف پہنچانا ہے۔

کسی کو مار دینا، کہیں خود کش حملے کرنا، کہیں بم دھماکے کرنا ہی دہشت گردی نہیں۔ دہشت گردی کو کسی بھی قوم، ملک یا مذہب کے ساتھ خاص کرنا بھی دہشت گردی ہے۔ مجرم کی بجائے اس کے اہل و عیال کو سزا دینا بھی دہشت گردی ہے۔ جس طرح ظلم کے خلاف خاموش رہنا ظلم ہے ایسے ہی دہشت گردی کے خلاف خاموش رہنا بھی دہشت گردی ہے۔ جب ہر دہشت گرد پہلے اپنی قوم اور مذہب کا باغی ہے تو سب سے پہلے اس قوم اور مذہب کے مذہبی رہنما اور قومی سربراہوں پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے باغی کو سزا دیں۔ اس

دہشت گردی کا نہ کوئی ملک ہوتا ہے نہ مذہب اور نہ کوئی خاص قوم دہشت گرد ہوتی ہے۔ دہشت گردی صرف دہشت گردی ہوتی ہے اور دہشت گرد صرف دہشت گرد۔ دہشت گردی کسی بھی ملک، مذہب اور قوم کیلئے بدنماداغ ہوتی ہے۔ یہ غیروں کے ساتھ اپنوں کو بھی نقصان پہنچاتی ہے۔ دہشت گردی کی اپنی ایک خاص فکر ہوتی ہے۔ یہ فکر کسی بھی مذہب کے ماننے والے میں پیدا ہو سکتی ہے۔ اس فکر کا مقام کوئی بھی ملک ہو سکتا ہے۔ وہ دہشت گرد کسی بھی قوم کا ہو سکتا ہے۔ ہر ملک کے اپنے قانون ہیں۔ مذہب کے اپنے اصول اور قوم کی اپنی روایتیں ہیں۔ اگرچہ ہر دہشت گرد کسی ملک، مذہب اور قوم کا فرد ہوتا ہے لیکن یہ ساری نسبتیں اور تعلقات دہشت گردی سے پہلے ہوتی ہیں۔ دہشت گردی پہلے خود کی قومی روایت، ملکی قانون اور مذہبی اصول کو توڑتی ہے۔ اپنے ہی ملک، مذہب اور ملت سے بغاوت کرتی ہے۔ تب وہ عوام و خواص کیلئے دہشت گرد ہو جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ہر دہشت گرد سب سے پہلے اپنے قوم، مذہب اور ملک کا دشمن ہوتا ہے، اس لیے ہر مذہب اس کی سخت مذمت کرتا ہے۔ کسی بھی مذہب میں دہشت گردی کیلئے کوئی جگہ نہیں۔ یہودی ہو یا نصرانی، مجوسی ہو یا دہریہ، ہندو ہو یا مسلمان کسی کا بھی مذہب انتہا پسندی کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ ہر مذہب اپنے مذہبی عبادت و ریاضت سے قبل انسان ہونے کی تلقین کرتا ہے۔ یہ ایک فطری قاعدہ کلیہ ہے کہ کسی بھی مذہب کو اختیار کرنے سے قبل انسان ہونا ضروری ہے۔ کسی غیر جاندار کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ جاندار میں کسی حیوان یا چرند و پرند کا بھی کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ مذہب صرف انسان کا ہوتا ہے۔ انسان اسے کہتے ہیں جس میں انسیت ہو۔ ایک دوسرے سے لگاؤ اور محبت ہو۔ اب دہشت گردی تو انسانیت کے ہی خانے میں نہیں آتی تو مذہب اور ملک و ملت کے خانے میں کیسے آئے گی؟





## وہابیت اور ہند تو ا - دو ہم آہنگ تحریکیں

ڈاکٹر محمد افضال برکاتی ☆

چاہیے تو اپنا ووٹ ہمیں دیں۔ پھر دیکھا گیا کہ سرمایہ کاروں نے انہیں سرمایہ دیا اور ہندوستان کے مختلف شعبہ ہائے زندگی کے خاص افراد نے انہیں قوت بخشی کیوں کہ الیکشن جیت کر آنے کے بعد ان کو وزارت کی کرسی کا انعام دینے کا وعدہ کیا جا چکا تھا۔ پارٹی سے سابقہ وابستگی اور سیاسی تجربہ نہ ہونے پر بھی قلم دان وزارت ان کے ہاتھوں میں سوہنپ دیا گیا اور ہندوستان کی سیاسی تاریخ میں ان کا یہ حربہ تجارتی انتظامات کی عمدہ دلیل بن کر ابھرا۔ اس طرح ہند تو ا کے پرچار و پراسار کے لیے ہند تو ا عوام اور ہندو سرکار کا لشکر ہندوستان کے قلب یعنی دہلی پر قابض ہوا پھر پورے ہندوستان پر ہندو حکومت اور ہندو آئین کے اپنے دیرینہ خواب کو حقیقت میں بدلنے کے لیے ہمالیائی کوششوں میں مصروف ہو گیا۔ آج بھی ہند تو ا کا نعرہ وہی ہے کہ اگر (ہندوؤں) کی ترقی اور خوش حالی چاہیے تو ہمارے ساتھ آ جائیں۔

**دوسری ہم آہنگی:** دونوں تحریکیں حکمت عملی، جاذبیت، نام نہاد حقیقت پسندی اور خوبصورت چہرہ رکھتی ہیں۔ ان میں ابتدائی مراحل میں جس چیز کو صیغہ راز میں رکھا جاتا ہے وہ ہے آمیزش۔ یعنی سچ کے ساتھ جھوٹ کی ہو، ہو آمیزش پھر اس سے جو، زہر تیار کیا جاتا ہے وہ نفس کو کسائے بغیر نہیں رہتا۔

وہابی تحریک کی حکمت عملی کو سمجھنے سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اہلیس میں اچانک برپا ہونے والے بدلاؤ کی کہانی، کسی دیوتا کی تعظیم سے نہیں، حضرت آدم کے پتلے سے بھی نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے آنا فانا معظم بنائے گئے حضرت آدم سے شروع ہوتی ہے۔ نفس نے اہلیس پر بھی غلبہ پالیا تھا۔ ابوالبشر حضرت آدم کی قرآنی تاریخ ہمیں اس حقیقت سے روشناس کراتی ہے کہ رب تعالیٰ کے نزدیک توحید کے بعد جو ضروری ہے وہ اس کی برگزیدہ مخلوق کی تعظیم ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ توحید، اسلام کا مرکزی نقطہ (Nucleus) ہے۔ یہی قدیم اور اصل ہے اور یہ سوا و اعظم اہل سنت و جماعت کے

تحریک کا بیج دماغ میں بویا جاتا ہے، پھر تحریک قلم کی نوک سے جنم لیتی ہے، دل پر اثر انگیز ہوتی ہے، اعضاء تنفس میں پروان چڑھتی اور زبان سے جاری ہوتی ہے، اعضاء حرکت میں سرایت کرتی اور پھر شاہراہ پر دوڑنے لگتی ہے۔ اس پروان چڑھنے میں کبھی قلیل وقت لگتا ہے تو کبھی مدتوں لگ جاتے ہیں۔

تحریک وہابیت اور تحریک ہند تو ا کے ساتھ پہلی ہم آہنگی یہی ہے کہ دونوں تحریکوں نے اٹھارہویں صدی عیسوی میں قلم کی نوک سے جنم لیا۔ وہابی تحریک سعودی پیٹرو ڈالر کی قوت پا کر جلد پروان چڑھ گئی، جب کہ ہند تو ا تحریک کو اقتدار کے حصول کے لیے دو سو سال کا طویل انتظار کرنا پڑا۔ ہندو ازم اور تصوف جو قدیم ہندو دھرم اور اسلام کی روح مانے جاتے رہے ہیں، آج وہابی اور ہند تو ا تحریکوں کے شور شرابے میں گم ہو چکے ہیں۔

**دوسری ہم آہنگی:** نئی تحریک کی نشوونما کے لیے تقریر و تحریر کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور ساتھ ہی تحریک کی نظر سماج کے صاحب حیثیت فرد کی جیب اور صاحب علم و فن کی شہرت پر رتی ہے جنہیں اپنے مشن کی دعوت دی جاتی ہے اور ان کے ذریعہ اپنی قوت بڑھائی جاتی ہے۔ غریب اور پس ماندہ افراد کو تحریک کے اصل اغراض و مقاصد سے دور ہی رکھا جاتا ہے اور کبھی ان کا بیجا استعمال کر کے ان کا جسمانی و معاشی استحصال بھی کیا جاتا ہے۔ دیوبندی مشن کو ان ہی خطوط پر آگے بڑھایا گیا۔ مسلم معاشرہ کا کرمی طبقہ ان کے دل نشین اور موثر طریقہ تبلیغ سے متاثر ہو کر دیوبندیت کے ساتھ آ گیا۔ آج بھی دیوبندی مکتب فکر کے فروغ کے لیے ان کا پہلا سیاسی گر، وہی ہے کہ اگر دینی دنیاوی ترقی اور کاروباری خوش حالی چاہیے تو آجائیں ہمارے ساتھ۔

کچھ ایسا ہی لوک سبھا الیکشن سے پہلے دیکھنے کو ملا۔ ہند تو ا کا دلکش نعرہ بھی کچھ ویسا ہی تھا کہ اگر ملک (ہندوؤں) کی ترقی اور تعمیر

ریز، سنار، بس پھوڑ اور کپڑاویا پارے کا اناج نہیں کھانا چاہیے۔ دوسری جگہ ہے: شودر کی ہتیا (قتل) کتا، بلی نیولہ، نیل کٹھ، میڈھک، موہ، آلو اور کوا کے سامان (برابر) ہے یعنی شودر کے قتل کا کوئی تاوان نہیں۔ (منواسمرتی ۸۱-۴) شودر اگر دتج ورن (برہمن۔ چھتری اور ویشیہ) کو گالی دے تو راجہ اس کی زبان کاٹ لے۔ (منواسمرتی ۲۷۰-۲) شودر اگر اعلیٰ طبقے (برہمن ٹھاکر۔ ویشیہ) کو رائے دے تو راجہ اس کے منہ میں گرم تیل ڈالوادے۔ (منواسمرتی ۲۷۲-۲)

ہندو دھرم کی مشہور کتاب مہا بھارت میں ہے: کتوں، چنڈالوں (یعنی شودر) اور کوؤں کو پرتھوی (زمین) پڑاؤن (یعنی دال، چاول، مکہ، جوار، باجرہ، دال) ہی سدا ہمیشہ کھانا چاہیے (مہا بھارت ون پرو۔ ادھیائے (باب نمبر ۲) شودر اپنی ہی ذات میں شادی کرے۔ اونچے ورن کی عورت کو نہ چھوئے۔ اوپر کے تینوں ورن اپنی جنسی خواہش کی تکمیل کے لیے شودر کی عورت سے جنسی ملاپ کر سکتے ہیں۔ (منواسمرتی ۱۲-۳)

ہندوؤں کا سنا تن دھرمی ہندو، دلتوں کو ہندو ماننا نہیں بلکہ بتاتا ہے۔ یہ انھیں ہندو اس لیے کہتا ہے تاکہ وہ مسلمانوں سے لڑیں، عیسائیوں سے لڑیں اور چالاک یہ ہے کہ ہندو کہہ کر انھیں چھوت اچھوت بنائے رکھ کر اپنا غلام بنا سکے۔ یعنی سچ کے ساتھ جھوٹ کی ہو بہو ملاوٹ اور اس سے تیار ہونے والا ہندوؤں کا زہر جو بار بار نفس کو اکساتا رہتا ہے۔ اس لیے ہندوؤں کا یہ مشہور جملہ ”ہندو ازم کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک طرز پر زندگی بسر کرنے کا نام ہی ہندو ازم ہے“ محض ایک فریب ہے جو دلتوں میں اپنی قوت بڑھانے، مہان و شال ہندو راشٹر میں انھیں جذب کرنے اور غیر ہندوؤں پر نفسیاتی دباؤ ڈال کر ان میں خوف پیدا کرنے کے لیے ہے۔

**چوتھی ہم آہنگی:** وہابی دیوبندی تحریک نے ابلیسی توحید کی پختہ حفاظت و عمدہ تبلیغ کے لیے شعوری طور پر نتائج کا لحاظ رکھتے ہوئے (Deliberately) بارہ اسلامی اعتقاداتی امور میں حضرت پیغمبر اسلام ﷺ کو اللہ کا فرضی حریف بنا کر پیش کیا ہوا ہے اور ان کے ذریعہ آپ کی شخصیت و حیثیت کو جزوی طور پر متنازعہ فیہ (Controversial) بنا کر اہل اسلام کے درمیان دیدہ دانستہ ان کی اصل پوزیشن کو (اپنی دانست میں) کمزور کرنے کی کوشش کی ہے

ساتھ دیگر تمام فرقوں کا جزو لاینفک ہے مگر توحید کی بے کٹی (Uncalled) حفاظت کے نام پر ابھرنے والی یہ وہابی دیوبندی تحریک اپنے اندر جو چیز چھپا کر لائی تھی وہ ابلیسی توحید کا زہر تھا۔ یعنی عبادت بھی صرف ایک اللہ کے لیے اور تعظیم بھی صرف ایک اللہ کے لیے۔ تعظیم کے شرعی مطالبہ پر باقی سب کے ساتھ بے ادبی اور دیدہ دانستہ احتراز۔ صاف مطلب یہ کہ غیر خدا کی تعظیم سے انکار اور اکابر کو اصاغر میں بدل ڈالنے کی نفس کی شرارت اور شرارت پر پردہ ڈالنے کے لیے نام نہاد حقیقت پسندی اور جا ذہبیت کی نمائش۔

ابلیسی توحید کا زہر پیلہ پودا جب زمین پر لگایا گیا تھا، تب ہی اشارہ مل گیا تھا کہ ضرور اس کے پھل اور بیج سر زمین اسلام پر لپکنے والی بدلاؤ کی تیز آندھیوں کے تھیٹر وں پر سوار ہو کر فضاؤں کو مکدر اور مسموم بنادیں گے۔ بھاری بھر کم پیڑ و زکوٰۃ، پیڑ و عطیات اور کثیر الحجہ کوششوں کے انبار سے وہابی دیوبندی تحریکوں کی انرجی سچ کے ساتھ جھوٹ کی مقارنت کرنے پر خرچ کی گئی۔

ہندوؤں کی حکمت عملی کی مثال سمجھنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ ہندو، وہ ہیں جو آریہ قوم کے وارث ہیں، جب کہ دلت اور پس ماندہ ذاتیں جو قدیم ہندوستان کے اصل باشندے ہیں وہ ہندو نہیں اور یہ کل (ہندو) آبادی کا ۶۵ فی صد ہیں۔ اگر اس بات کا اعلان کر دیا جائے کہ ۶۵ فی صد ہندو نہیں، تو اصلی ہندو صرف ۳۵ فی صد ہی رہ جاتے ہیں اور یہ ۳۵ فی صد اتنی چھوٹی تعداد ہے کہ ڈیموکریٹک سسٹم میں حکومت سازی نہیں کر سکتے۔ کچھ ہی وقت میں ان کا اپنا وجود خطرے میں پڑ جائے گا۔ یہ خطرہ ہندوؤں کو اندر ہی اندر پریشان کر رہا ہے۔ اس لیے وہ نعرہ لگاتے ہیں کہ گرو (فخر) سے کہو ”ہم ہندو ہیں“ تاکہ وہ دلتوں اور پس ماندہ طبقات کو جو ہندو نہ ہو کر بھارت کے اصل باشندے ہیں ہندو بنا کر، ان کی ہندوستان میں اکثریت بنا کر ہندو راجیہ قائم کر سکیں۔ اس کا واضح مطلب یہ نکلتا ہے کہ ہندو، دلت اور پس ماندوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں جو کہ ہندو نہیں اور وہ جو ہندو نہ ہو کر اصل بھارت واسی ہیں، انھیں ہندو مشہر کرنا چاہتے ہیں۔ شودر ورن میں ہندوستان کی ساری پس ماندہ ذاتیں آتی ہیں۔ ان غلی ذاتوں کے بارے میں ہندو دھرم کی فکر کیا ہے ملاحظہ کیجئے:

مشہور کتاب منواسمرتی ۲۱۵-۴ پر لکھا ہے: لوہار کیوٹ، رنگ

حق اس کے رسول اللہ ﷺ کا ہے۔“ (اصلاح فکر و اعتقاد، ص ۱۱۲۔ اردو۔ رضوی کتاب گھر، دہلی)

حضرت پیغمبر اسلام کے ساتھ وہابی تحریک کا اولیائے کا ملین سے تعصب اس لیے ہے کہ یہ گروہ حضور پر اُن بارہ عقائد کو مانتا اور پہچانتا ہے اور اپنے پیچھے اہل سنت عقیدت مندوں کا بڑا جھوم رکھتا ہے جو تحریک وہابیہ کو ناپسند کرتے چلے آئے ہیں اور ان کی سیاسی سرگرمیوں میں رخنہ بنے ہوئے ہیں اور صوفی سنی ہندوستان کو وہابی ہندوستان بننے سے روکنے میں اپنے بس بھر کوشش کرتے رہتے ہیں۔

سرزمین ہندوستان پر اہل اسلام کے قیام اور ان کے ساتھ مساوی سلوک کی ضمانت دینے کو یقینی بنانے کے لیے ملک کی ایک سیاسی پارٹی نے ۱۹۷۶ء میں ملکی دستور میں ترمیم کروائی جس سے ناراض ہندو طاقتوں نے اب برسر اقتدار آتے ہی اس پارٹی کو کمزور کرنے کی ہمہ جہت کوششیں شروع کر دی ہیں۔

ان کی ایک کوشش یہ ہے کہ نہ صرف تاریخ کو دوبارہ لکھا جائے بلکہ ملک کے صف اوّل کے اداروں کے سربراہان کو بھی بدلا جائے اور ان کی جگہ آرائیں ایس کے لوگ لائے جائیں۔ ہمارے ملک کی جدید تاریخ میں ماضی کے ایک وزیر اعظم کا جو مقام ہے اس سے انھیں ڈر ہے، مثلاً نہرو میوزیم کو ہی لے لیجئے۔ یہ صرف وہ عمارت نہیں جو صرف نہرو کی ذات تک ہی محدود ہو بلکہ یہاں پوری جدوجہد آزادی کے تعلق سے ریکارڈ موجود ہے۔ یہاں ویرساور کر کا بھی ریکارڈ دستیاب ہے جنہوں نے ہندوستان کی آزادی کی مخالفت کی تھی اور پورٹ بلیئر جیل سے اپنی عرض داشت میں انگریز سرکار کو لکھا کہ مجھے رہا کر دیا جائے اس کے بدلے میں وہ سرکار کی ہر وہ خدمت کریں گے جو اُن سے طلب کی جائے گی۔ ہندو تو ا کی لغت میں موجودہ ہندوستان کو نہرو کا ہندوستان کہا جاتا ہے جس کو اب وہ ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ صرف نہرو کے خوابوں کا ہندوستان نہیں بلکہ اس ہندوستان کا خواب ہے جو ہندوؤں اور اہل اسلام کی عظیم قربانیوں کے ثمرہ میں مہاتما گاندھی کی رہنمائی کے سایہ تلے حاصل ہوا تھا۔

**پانچویں ہم آہنگی:** ہندو طاقتوں کا شکوہ یہ ہے کہ تقسیم ہند کے بعد مسلمان پاکستان ہجرت کر گئے اور اسے اسلامی ملک ہونے کا اعلان کر دیا گیا، تو ہندو اکثریت کے لیے ہندوستان کو ہندو اسٹیٹ کیوں

تاکہ اس سے وہ سیاسی فائدہ حاصل کر سکیں۔

اسی طرح ہمارے ملک کی ہندو طاقتوں نے سیاسی فائدہ حاصل کرنے کے لیے ویش پریم (ہندو پریم) اور ویش دھرم (ہندو مذہب) کی حفاظت کے لیے اسلام اور ہندوستانی مسلمانوں کو اپنے سوچ بچار کے منصوبے کے تحت اپنا سیاسی و مذہبی حریف گردانا ہے اور اہل اسلام کے ساتھ ملک کے لیے سیکولر دستور بنانے والی ایک سیاسی پارٹی کی پوزیشن کو عوام میں کمزور بنانے میں اپنی توانائی صرف کرنی شروع کر دی ہے۔

اب ہم آپ کے مطالعہ میں ایک ایسی عبارت پیش کرنے جا رہے ہیں جس میں حضرت پیغمبر اسلام کی اصل شرعی حیثیت کو مقام الوہیت (اللہ کے فرضی حریف) سے تعبیر کرنے کی وہابی تحریک کی نشاندہی کی گئی ہے اور ان کی مرکزی فکر کی مذمت کی گئی ہے۔ یہ عبارت دور جدید کی مشہور عربی کتاب مفاہیم یجب ان تصحیح، سے نقل کی گئی ہے، جس کی تائید میں علمائے جامعہ ازہر مصر کے ساتھ بارہ اسلامی ملکوں کے کبار علمائے کرام بھی کھل کر سامنے آئے ہیں۔ اس کتاب کے مصنف دنیائے اسلام کے مشہور عالم دین، حرم شریف میں درس دینے والے سید محمد علوی مالکی کی حسی ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

ہر مقام کے مخصوص حقوق ہیں۔ کچھ امور یہاں ذکر کیے جائیں گے۔ بالخصوص ذات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے وہ خصائص جو آپ کو دوسرے انسانوں سے ممتاز کر کے آپ کی شخصیت و حیثیت کو ارفع و اعلیٰ بنا دیتے ہیں۔ بعض لوگوں کی کم عقلی، کوتاہ فکری اور تنگ نظری و غلط فہمی کی وجہ سے یہ امور ان کے لئے مشتبہ و ناقابل فہم بن گئے ہیں جس کی وجہ سے وہ امتیاز و اختصاص رسول اللہ ﷺ کے قائلین پر اس بدگمانی کے ساتھ حکم کفر عائد کرنے اور انہیں دائرہ اسلام سے خارج کرنے میں عجلت پسندی سے کام لیتے ہیں کہ انھوں نے مقام خالق و مقام مخلوق کو خلط ملط کر دیا ہے اور نبی کریم کے مقام و مرتبہ کو مقام الوہیت تک پہنچا دیا ہے، جس سے ہم اللہ کی بارگاہ میں اظہار برائت کرتے ہیں۔

اللہ کے فضل و کرم سے ہم اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ اللہ کے حقوق کیا ہیں اور اس کے رسول ﷺ کے حقوق کیا ہیں۔ اسی طرح ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ کون سا حق صرف اللہ کا ہے اور کون سا

انہوں نے یہ مذہب اپنے نبی سے حاصل کیا تھا۔ جو شخص اس کے خلاف چلے گا وہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک بدعتی قرار پائے گا۔“  
ادھر ہندو تو اکی مصلحت جوئی یہ کہ بابائے قوم پر حملہ سے گریز کرتے ہوئے ان سے وابستہ ایک سیاسی پارٹی پر اپنا غصہ اتارنا، ادھر وہابی تحریک کی مصلحت جوئی یہ کہ صحابہ کرام پر حملے سے گریز کرتے ہوئے ان کے جانشین علماء و صوفیائے اہل سنت کو اپنے نشانہ پر لینا دونوں تحریکوں کی سیاست کی مشترکہ شناخت ہے کہ وہ خوب جانتے ہیں کہ اپنی جڑ سے منقطع ہو جانا ہلاکت ہے۔

اب جب کہ وہابی تحریک کے خلاف بین القوامی سیاسی اور عسکری منظر نامہ تیزی سے بدل رہا ہے اور ملک و قوموں کو ”صوفی اسلام“ یاد آنے لگا ہے، ادھر ہندوستان بھی ہندوؤ کا علم بردار بن کر دنیا کو اپنی جانب متوجہ کر رہا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہابی تحریک کا دوسوا سالہ سیاسی و تبلیغی تجربہ ان کے کام آنے والا ہے یا تحریک کا خاتمہ حضرت ایلئس کو نئے دوستوں کی تلاش میں مبتلا کرنے والا ہے۔

☆☆☆

☆ ارجن نگر، پکا باغ، اٹا وہ (یوپی) 9411480899

نہیں بنایا گیا؟ اسے جمہوری اور سیکولر اسٹیٹ کیوں بنایا گیا؟ اسی لیے وہ آج بھی ہندوستان کے جمہوری و سیکولر دستور سے بیزار ہیں اور دل کی گہرائیوں سے اسے قطعی قبول نہیں کرتے اور اس کا ذمہ، وہ ایک سیاسی پارٹی اور اس پارٹی کے پہلے وزیراعظم کو ٹھہراتے ہیں، جب کہ وہ خوب جانتے ہیں کہ اس کے اصل ذمہ دار بابائے قوم گاندھی جی ہیں۔

اسی طرح وہابی تحریک کا یہ الزام کہ فرقہ خارجیہ و فرقہ معزکہ کو مسلمانوں کے بڑے دھارے یعنی اہل سنت و جماعت نے اپنے سے کیوں الگ تھلک کر دیا؟ اور آج ان دونوں قدیم فرقوں سے بنے وہابی اور دیوبندی فرقہ کو بھی الگ ہی رکھا جاتا ہے۔ اس کی ذمہ داری وہ قدیم و جدید علماء و صوفیہ پر ڈالتے ہیں اور مسلک اہل سنت کو دل کی گہرائیوں سے قطعی قبول نہیں کرتے، جب کہ وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ اس کے قطعی ذمہ دار نہیں بلکہ اس کے ذمہ دار صحابہ کرام ہیں۔ تحریک وہابیہ کے بانی و مفکر اپنی تصنیف ”منہاج السنہ“ میں لکھتے ہیں:

”اہل سنت و جماعت قدیم و معروف مذہب ہے۔ یہ مسلک (مذہب) امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل سے بھی پہلے کا ہے اور یہ مذہب صحابہ کرام کا مذہب ہے۔

دین اسلام کا نقیب، ملت اسلامیہ کا نمائندہ، سواد اعظم اہل سنت و جماعت کا ترجمان

## ماہنامہ المشاہدہ (عربی)

عوام و خواص جماعت اہل سنت کے لیے انتہائی خوشی کا مقام ہے کہ جماعت اہل سنت کا نقیب اور ملت اسلامیہ کا نمائندہ عربی زبان کا واحد اور منفرد ماہنامہ ”المشاہدہ“ ماہ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق نومبر ۲۰۱۴ء سے منظر عام پر آ کر مولانا انوار احمد بغدادی (پرنسپل دارالعلوم علیہ نسواں، جمد اشاہی، ضلع بستی، یوپی) کی ادارت میں تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ اس عظیم جماعتی، مسلکی اور منصبی فریضہ کو استحکام و دوام بخشنے کے لیے ”المشاہدہ“ کی ٹیم شب و روز کوشاں ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ مالی اور اقتصادی تعاون دے کر ادارہ کے فروغ میں حصہ لیں۔ ممبر شپ، تجاویز، شکایات یا کسی بھی طرح کی رائے دینے کے لئے درج ذیل فون نمبر، ای میل یا واٹس ایپ پر رابطہ کریں۔ شکریہ

الداغی: محمد نسیم ثنائی رابطہ کار: ماہنامہ المشاہدہ (عربی) لکھنؤ، (یوپی)

موبائل نمبر: 07706072376/09519727416 ای میل: almushahid2014@gmail.com

WatsApp: 9519727416

بموقع عرس عزیزی ۳۰ ویں سالانہ عزیزی کتاب میلہ مبارک پور میں رضوی کتاب گھر کے بک اسٹال پر تشریف لائیں اور ماہ نامہ کے سالانہ ممبر بنیں اور بنائیں۔ خصوصی رعایت دی جائے گی۔ (ادارہ)

مبارک پور میں ماہ نامہ  
کنز الایمان کے ممبر بنیں

## ریاست کیرلا کے حضرت نور العلماء کی صوفیانہ شان

اشفاق احمد مصباحی ☆

سے بھی اچھا پایا۔ رات کے ٹکٹ اخیر میں ہمیشہ تہجد کے لیے اٹھنا۔ نماز اور ادو وظائف میں مشغول رہنا، دعائیں روتے جلتے صبح کر دینا آپ کا معمول تھا۔ سعدیہ کے سیکڑوں بچے گواہ ہیں کہ بوقت تہجد رونے کی آواز کمرہ سے باہر بھی سنائی پڑتی۔

حضرت نور العلماء عقائد و معمولات میں اہل سنت و جماعت پر نہایت ہی شدت کے ساتھ قائم تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو حاضر و ناظر، بھٹائے الہی عالم غیب، انبیاء و رسولان کرام اور اولیاء اللہ سے استعانت و استمداد، رسول اللہ ﷺ کو خاتم الرسل ماننا ان کا عقیدہ تھا، بدعقیدوں و بدعتی لوگوں سے ان کو سخت نفرت تھی۔ علی میاں ندوی کو راس المبتدعین کہا کرتے تھے کشف الشبه عن الجماعة التبلیغیہ لکھ کر آپ نے وہابیوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں کا مکروہ چہرہ لوگوں کے سامنے طشت از بام کر دیا، کہا جاتا ہے کہ کیرلا کے مسلمانوں کو اسی کتاب کے ذریعہ سب سے پہلے وہابیوں و دیوبندیوں کے عقائد باطلہ کا علم ہوا، پھر وہ ان سے دور ہونے لگے اور نفرت کرنے لگے جب کہ اس کتاب کی تصنیف سے پہلے کیرلا کے سنی علما دیوبند جا کر علم حدیث کی تکمیل کیا کرتے اور وہاں کے بدعتی علما سے سند حدیث لیا کرتے تھے، جس کی بنیاد پر سنی علما کی سند حدیث میں وہابی و دیوبندی علما کی نسبت بھی متصل ہو جایا کرتی تھی، اسی وجہ سے حضرت نور العلماء نے علم حدیث کی اجازت کیرلا کے علما سے نہ لی بلکہ شمال ہند کے مشہور و معروف علمائے اہل سنت و جماعت تاج الشریعہ حضرت مفتی اختر رضا خاں ازہری بریلوی بریلی شریف، شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی نور اللہ مرقہ سابق صدر شعبہ افتا جامعہ اشرفیہ مبارک پور، محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری مصباحی سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پور وہابی جامعہ امجدیہ رضویہ سے حاصل کی۔ ہر سال درس ختم بخاری کے موقع پر اپنی اسی مستحکم سند کے ساتھ طلبہ کو احادیث روایت کرنے کی اجازت دیتے تھے۔

کئی مرتبہ آپ کو حج و عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی، ہر بار آپ

جامعہ سعدیہ عربیہ کے ایک مخلص نے مجھ سے کہا کہ تم نے تو نور العلماء حضرت مولانا شیخ عبدالقادر القادری نور اللہ مرقہ کے سایہ کرم میں ۱۵ سال گزارے ہیں۔ بتاؤ کہ تم نے نور العلماء کو کیسا پایا؟ یہ سن کر میں تعجب کرنے لگا کہ کہاں میں ایک ادنیٰ انسان اور کہاں نور العلماء کی بابرکت و عظیم شخصیت! میرے قلم و زبان میں اتنی وسعت کہاں کہ حضرت نور العلماء کے تقویٰ و طہارت، پاک دامن و عفت مآبی، عبادت و ریاضت، حزم و احتیاط، جلالت علم و فن، اطاعت شریعت، اتباع سنت اور عشق رسالت کو الفاظ کے قلب میں ڈھال سکے۔ وہ کوئی معمولی انسان تو تھے نہیں کہ رسمی طور سے کچھ کہہ دیا جائے اور بس۔

ان کی پرکشش شخصیت تو ایسی تھی کہ اپنے تو اپنے مخالفین بھی ان کے خلاف ایک جملہ بھی استعمال نہ کر سکے۔ استاذ گرامی مناظر اہل سنت حضرت مفتی مطیع الرحمن بہاری نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ”حضرت نور العلماء کی شان صوفیانہ ہے۔“ مفتی صاحب نے ایک ہی جملہ میں حضرت نور العلماء کی ذات کی ایسی عکاسی کی ہے کہ اب جتنا جو کچھ بھی لکھا جائے گا، اسی ایک جملہ کی تشریح و تعبیر ہوگی۔

حضرت علامہ اے۔ کے عبدالرحمن پرنسپل جامعہ سعدیہ عربیہ نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ ”حضرت نور العلماء کی ایک عظیم خوبی یہ ہے کہ انہوں نے آج تک کسی کی غیبت نہیں کی۔“ سبحان اللہ! اس دور میں جبکہ ہر طرف ظلم و زیادتی، شرف و فساد اور اتہام و الزام کا بازار گرم ہے نور العلماء کے دامن کا غیبت کی قباحت سے پاک رہنا بلاشبہ ایک کرامت سے کم نہیں۔ میں نے جامعہ سعدیہ کے اسٹاف میٹنگ میں بار بار دیکھا کہ اگر کسی ایسے استاذ کے تعلق سے شکایت پیش کی جاتی جو حاضر نہ ہوتے تو نور العلماء فوراً یہ کہہ کر روک دیتے کہ وہ موجود نہیں، جب موجود ہوں تب شکایت کریں۔ میں نے تقریباً ۱۵ سال تک حضرت نور العلماء کے لیل و نہار اور تدریس و تربیت کو بہت غور سے دیکھا ہے، میں نے اس عرصہ میں حضرت کے ظاہر و باطن میں کوئی تضاد نہیں پایا بلکہ ان کی خلوت، جلوت سے عمدہ اور ان کا باطن ظاہر

گئی، یہاں تک کہ قریب بیٹھنے والوں کو بھی اس کی آواز صاف صاف سنائی نہیں پڑتی تھی۔ ہزاروں علاج و معالجہ کے بعد بھی اس کو کوئی فائدہ نظر نہ آیا، اس کی یہ حالت تقریباً دس سالوں تک رہی۔ حضرت نور العلماء کے مزار پاک پر بیٹھ کر اس نے کئی دنوں میں ایک ختم قرآن پاک پڑھا، ختم قرآن کرنے کے دوسرے ہی دن بفضل خدا، بصدقہ نور العلماء اس کی آواز بالکل پہلے جیسی ہو گئی۔ الحمد للہ! نور العلماء کی یہ ایک کھلی ہوئی کرامت ہے۔

حضرت نور العلماء لوگوں کے ساتھ حد درجہ شفقت فرمایا کرتے۔ آپ کی شفقت سے جامعہ سعدیہ کے طلبہ و اساتذہ سبھی مالا مال رہتے تھے۔ اس کے باوجود بھی آپ کی ایسی ہیبت تھی کہ کسی کو لب کشائی کرنے کی جرأت مشکل سے ہی ہوا کرتی تھی۔ سچ ہے من خاف اللہ خافہ کل شئی۔ خود میں اپنی بات بتاتا ہوں کہ جس سال میں جامعہ سعدیہ پہنچا، اسی سال بعد رمضان میرے والد محترم مرحوم جناب محمد سلطان احمد رضوی کا انتقال ہو گیا، شفقت پدری سے محروم ہونے کا بے حد ملال ہوا، مگر حضرت نور العلماء نے ایسی شفقت فرمائی کہ یہ ملال بہت جلد ہی دور ہو گیا۔ حضرت کی وفات کے بعد آج بھی میں ان کے فیض و برکت سے محروم نہیں ہوں اور مجھے امید ہے کہ اللہ مع من أحبه کے مطابق کل بروز قیامت ان جیسے عاشقان مصطفیٰ کے ساتھ میرا بھی حشر ہوگا۔ ان شاء اللہ

☆☆☆

☆ صدر شعبہ اردو شریعت کالج جامعہ سعدیہ عربیہ کاسرگودھا کیرلا

مدینہ الرسول میں انتہائی عشق و احترام کے ساتھ حاضر ہوتے اور در رسول پر اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے، جس سال آپ زیارت حرمین طہین سے محروم رہ جاتے تو دل کی فریاد شکل عربی نظم لکھ کر کسی حاجی عالم دین کے حوالے کر دیتے اور کہتے کہ سرکار کی بارگاہ میں بعد سلام میری یہ فریاد عرض کر دینا، یہ تمام اشعار شکوہ الی الکئیب الی دار الحبيب کے نام سے کتابی شکل میں جمع کر دیے گئے ہیں۔

حضرت نور العلماء کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اس قدر والہانہ عشق تھا کہ آپ نے اپنے انتقال کے بہت پہلے ہی ایک سید صاحب کو اور گھر کے کئی افراد کو وصیت کر دی تھی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو رسول اللہ ﷺ کا شعر (موئے) مبارک جو مجھے ایک یمنی بزرگ سے حاصل ہوا، میرے دفن کے وقت ہزار ادب و احترام کے ساتھ میرے سینے پر اور رسول اعظم علیہ السلام کے روضہ انور کے غلاف کا ٹکڑا میری پیشانی پر اور خواجہ ہند حضرت خواجہ غریب نواز کے روضہ اطہر کے غلاف کا ٹکڑا میری آنکھوں پر رکھ دینا۔ آپ کی وصیت کے مطابق ان آثار مبارکہ کے ساتھ آپ کو جامعہ سعدیہ کے احاطے میں سپرد خاک کیا گیا۔

آپ کی ذات سے جیسے آپ کی ظاہری حیات میں لوگوں کو فیض ملتا رہتا تھا، انتقال کے بعد بھی آپ کا فیض جاری ہے۔ ایک طالب علم جہار کھنڈ کا رہنے والا جامعہ سعدیہ میں عربی ڈپلومہ کا کورس کر رہا تھا، بچپن میں اس کی آواز بڑی پرکشش تھی، بڑے بڑے اسٹیجوں پر نعت پڑھا کرتا تھا، مگر اس کی آواز کچھ دنوں کے بعد بالکل ہلکی ہو

## سیلاب زدہ علاقہ چینی میں مفت میڈیکل ہسپتال چیک اپ کمپ

امام احمد رضا مومنٹ بنگلور جو کئی سالوں سے دینی ملی و فلاحی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہا ہے اور جب کبھی جہاں کہیں بھی ناگہانی آفتیں آتی ہیں تو وہاں کے لوگوں کی امداد کرتے ہوئے نظر آتا ہے۔ چینی تمل ناڈو سیلاب سے متاثر ہے۔ امام احمد رضا مومنٹ بنگلور اور ڈاکٹر انڈیا چاری ٹیبل ٹرسٹ بنگلور کے زیر اہتمام چینی میں سیلاب زدہ متاثر علاقوں میں بالخصوص غریب و نادار لوگوں کے لئے مفت میڈیکل کمپ کا انعقاد کیا گیا جو سیلاب کی وجہ سے وہاں کے باشندوں میں کئی طرح کی بیماریاں لاحق ہو گئی تھیں، جس میں خاص کر بچے اور خواتین زیادہ تر متاثر ہوئے، بلا تفریق مذہب و ملت کے ان مریضوں کی عیادت اور مفت ہسپتال چیک اپ کے ساتھ ضرورت مندوں کو مفت دوائیاں بھی مہیا کی گئیں اور یہ کمپ کئی دنوں تک جاری رہا۔ وہاں کے مقامی بہت سی مسلم تنظیموں نے باضابطہ ہمارا ساتھ دیا۔ اس کمپ کے کامیاب انعقاد میں ڈاکٹر محمد حسین اینڈ ڈاکٹر س گروپ بنگلور و تمل ناڈو کا اہم کردار رہا۔ سید صادق ارشاد بانی و صدر امام احمد رضا مومنٹ بنگلور نے مقامی تنظیم اور ڈاکٹر س کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام معاونین جنہوں نے اس کمپ کے انعقاد کرنے میں ہمارا تعاون فرمایا، ان تمام کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے۔ آمین



## افغانستان میں خواتین کی تعلیمی، سماجی اور سیاسی صورت حال

شیر محمد ابراہیمی ☆

افغانی خواتین کے حقوق سے متعلق مسائل کو بخوبی سمجھنے کے لیے افغانستان کی تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالنا ضروری ہے۔

افغانستان تقریباً ۵۲ ملین آبادی والا ملک ہے جو لگاتار ۳۳ سالوں کی قحط و خشک سالی، ۳۲ سالہ جنگ و جدال اور پانچ سالوں تک طالبان کے ماتحت رہ کر دنیا کا غریب ترین ملک بن چکا ہے۔ افغانستان دنیا کا دوسرا سب سے اعلیٰ زرنگی اخلاقیات کی شرح والا ملک ہے۔ یہاں تک کہ طالبان کے اقتدار میں آنے سے قبل تک افغانستان میں زرنگی اور بچے کی اخلاقیات کی شرح اعلیٰ تھی اور خواتین کی شرح خواندگی بہت کم تھی لیکن خواتین نے معاشی، سماجی اور سیاسی اعتبار سے اپنی سماجی زندگی میں حصہ لیا اور ۱۹۶۴ کی قانون سازی میں باضابطہ تعاون کیا۔ ۱۹۷۰ میں پارلیمنٹ میں تین خواتین مقننہ تھیں۔ ۱۹۹۰ کے اوائل تک خواتین ٹیچر، سرکاری ملازم اور ڈاکٹر کے عہدے پر فائز تھیں۔ اسی طرح انہوں نے بحیثیت پروفیسر، وکیل، صحافی، رائٹر اور شاعرات کے خدمات انجام دیں۔

امیر حبیب اللہ سے لے کر تاحال سوائے غازی امان اللہ، ظاہر شاہ اور حامد کرزی کے استثنائی دور حکومت کے افغانی تاریخ کے اکثر و بیشتر ادوار میں خواتین تلخ زندگی سے دوچار رہی ہیں۔ خاندان اور سماج میں انہیں ہمیشہ نظر انداز کیا گیا، ان کے حقوق سلب کیے گئے اور انہیں مختلف قسم کے اعتراضات اور مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ ساتویں صدی کے نصف اول میں اسلام پوری دنیا کے افق پر چھا رہا تھا، اس وقت افغانستان مغربی اور مشرقی مذاہب اور علاقائی حکمرانوں کے ماتحت تھا۔ مغربی خطہ سیتان، ہرات اور اس سے متاثر گردہ نواح پر مشتمل تھا، جہاں سیاسی، علمی اور مذہبی سطح پر ساسانیوں کا اثر درسوخ تھا جو، زرتشتیت پاری مذہب کے مطیع تھے اور ان کی زبان پہلوی تھی لیکن مرکزی خطے میں لوگ بدھ اور برہمن تھے۔ ان کے مذہبی لوگوں کے درمیان مختلف قسم کے عقائد اور رسم و رواج پائے جاتے تھے۔

جب اسلام آیا تو اس نے خواتین کو ایک پہچان دی اور سماج میں

افغانستان ایک اسلامی ملک ہونے کے باوجود بعض وجوہات کے سبب ہمیشہ اسلامی روایات و اقدار کے عملی نفاذ میں افراط و تفریط کا شکار رہا ہے۔ بایں وجہ وہاں کے بعض شہری کبھی بغاوت پہ تو کبھی تشدد پہ آمادہ رہے، جس کے شکار کبھی حکومت کے عہدہ تو کبھی بے چارے بے قصور عام شہری شعوری یا لاشعوری طور پر ہوتے رہے ہیں۔ افسوس کہ یہ سلسلہ آج بھی کسی نہ کسی شکل میں جاری ہے۔ اگرچہ ملک کے ایسے حالات بنانے میں اکثر بیرونی طاقتوں کا زیادہ ہاتھ رہا ہے لیکن انہوں نے بھی کوئی کسر چھوڑی نہیں جس سے ماضی میں بہت زیادہ نقصان ہو چکا ہے اور شاید ہی کوئی ایسا فرد ہو جو، ان نامساعد حالات سے متاثر نہ ہوا ہو اور شاید دنیا کی نظر میں افغانی خواتین کے تعلیمی، سماجی اور سیاسی مسائل ان تمام مسائل میں سب سے اہم ہیں۔

اسلام میں عورت کی تمام تر اہمیت اور قرآنی آیات و احادیث کریمہ میں صراحت کے باوجود حقوق نسواں اور آزادی نسواں کا مسئلہ خیر القرون کے بعد ہر عہد میں عالم اسلام میں بالعموم اور افغانستان جیسے ملک میں بالخصوص ایک نزاعی مسئلہ رہا ہے۔

تعلیم کی اہمیت پر جتنا مذہب اسلام نے زور دیا ہے دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔ قرآن پاک کی جب سب سے پہلی آیت نازل ہوئی تو اس کا پہلا لفظ اقراء تھا۔ اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام میں تعلیم کی کتنی اہمیت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام فرائض و واجبات اور حرام و حلال کی تعلیم سے پہلے پڑھنے اور لکھنے کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ ماں کی گود سے قبر تک علم حاصل کرو۔ قرآنی آیت اور حدیث کریمہ میں مطلقاً تعلیم حاصل کرنے کو کہا گیا ہے اور مرد و زن کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی گئی ہے پھر ہم لوگ اللہ کے بندے اور نبی کے امتی ہو کر کسی طرح کا فرق اور امتیاز برتنے کی غلطی کیوں کرتے ہیں جب کہ ہم عورتوں کو تعلیم حاصل کرنے سے روکنے والے کون ہوتے ہیں؟

ماحول پیدا کر دیا، خواتین اگر عوامی مقامات پر دکھ جاتیں تو انہیں طالبانیوں کے ذریعہ ان کے حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے ہراساں اور زد و کوب کیا جاتا۔ خواتین کو عوامی جگہوں سے الگ رکھنے کا مطلب یہ تھا کہ وہ کسی بھی طرح سے ملک کے سیاسی امور، رسی یا غیر رسی حکومت میں حصہ نہیں لے سکتیں۔

افغانی خواتین مسلسل 25 سالوں تک مختلف قسم کے ناقابل بیان ظلم و جبر، گھریلو تشدد، نا انصافی اور عدم مساوات کا شکار رہی ہیں اور افسوس کہ ایسا صرف طالبانی عہد میں نہیں ہوا۔ لیکن خوش قسمتی سے طالبانی حکومت کے تصادم کے بعد سے خواتین کی تعلیمی، سماجی اور سیاسی حالت کی ترقی کے لئے دلچسپی کا جو تناسب نکلا ہے وہ کبھی سنا نہیں گیا جسے افغانستان کی تاریخ کا بے مثال عہد کہا جاسکتا ہے۔

وزارت برائے امور خواتین کا قیام، کمیشن برائے انسداد تشدد کا قیام، کابینہ قومی و صوبائی اسمبلی، سفارت خانے، جبری شادی کے مہم پر نوکول میں خواتین کی موجودگی و نمائندگی اور قومی ایکشن پلان برائے افغانی خواتین، افغانی حکمت عملی برائے قومی ترقی، کم عمری اور جبری شادی کے پروٹوکول (24 نومبر 2005)، خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمے کے لیے کمیشن (9 جولائی 2003)، خواتین کے خلاف ہر طرح کے امتیازات کے کنونشن کا الحاق و توثیق (5 مارچ 2003) اور اسی طرح اور بھی بہت سارے مثبت اقدام ہیں جس کی ایک لمبی فہرست ہے۔

افغانستان کا حقوق نسواں کے تحفظ اور خواتین کے خلاف ہونے والے تشدد کے خاتمے کے لئے کنونشنز اور بین الاقوامی معاہدوں کے لیے ہاتھ بڑھانے جیسے واقعات جمہوریت کی دہائی میں حقوق نسواں کے تحفظ کے یقینی ہونے کے واضح اور بین ثبوت کے طور پر قبول کیے جا رہے ہیں لیکن ان میں کی اکثر حصول یا محض کاغذوں پر ہی لکھی ہیں اور انہیں خواتین کے مقاصد کو مکمل کرتے ہوئے نہیں پایا گیا یا، انہیں موقع ہی نہیں دیا گیا۔ اب بھی خواتین مختلف طرح کے مسائل سے دو چار ہیں۔ آج بھی عورتیں میٹھی عدالتوں کے ذریعہ ظالمانہ طور پر پرکھی اور جج کی جاتی ہیں۔ انہیں عوامی جگہوں پر طمانچہ رسید کر دیے جاتے ہیں۔ بلا وجہ ان کا سر قلم اور قتل عام کر دیا جاتا ہے اور ایسے ہی اور بھی سینکڑوں واقعات ہیں جو کہ نامعلوم اور گمنام ہیں۔

سوال یہ ہے کہ جب افغانستان مختلف طرح کے بین الاقوامی

ان کے اقدار اور انسانی وقار کا احیا کیا۔ عام حبیب اللہ کے عہد سے ہی بت پرستی اور تعصب کے خاتمے، بنیادی حقوق کی بحالی، نسوانی تشخص کے ارتقاء، انسانی حقوق و وقار کے احترام، غربت اور بے روزگاری کے سد باب جیسے سنجیدہ اور نزاعی مسائل انقلابی تحریکوں کے لئے سب سے زیادہ موضوع بحث رہے ہیں۔ اگر ہم افغانستان کی تاریخ کے صفحات پلٹیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ سلطنت کے سربراہ اور وہ حضرات ان مسائل کو اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق سماجی اور سیاسی اسٹیجوں تک لے کر گئے ہیں جیسے غازی امان اللہ خان اور ظاہر شاہ کے عہد حکومت میں دیکھنے کو ملتا ہے لیکن پھر بھی زیادہ تر ادوار میں خواتین کے حقوق کی پامالی کی گئی اور تنگ نظر لوگوں کے ذریعہ انہیں گھر کی چہار دیواری میں مقید اور محدود کر کے رکھ دیا گیا، جس کی بے شمار مثالیں حبیب اللہ کلکانی، نادر شاہ، مجاہدین اور طالبانی عہد حکومت میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

جب طالبان طاقتور ہوئے تو عورتوں اور لڑکیوں کے ساتھ باضابطہ امتیازی سلوک برتا گیا، انہیں تعلیمی، سماجی اور سیاسی ہر اعتبار سے حاشیہ پر پہنچا دیا گیا گویا کہ انسانی حقوق کی مکمل خلاف ورزی کی گئی جس کی وجہ سے ملک کے تمام علاقے بالخصوص طالبانی گرفت والے خطے میں خواتین کی معاشی، سماجی اور تعلیمی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ تعلیمی اداروں، حفظانِ صحت کے مراکز اور ملازمت کے شعبوں تک ان کی رسائی ممنوع قرار دی گئی۔ طالبانی عہد اقتدار میں صرف 3 فیصد لڑکیوں نے محض پرائمری سطح کی تعلیم حاصل کی۔ خواتین کی ملازمت پر جب پابندی عائد کی گئی تو اس سے لڑکوں کی تعلیم بھی بہت زیادہ متاثر ہوئی، چوں کہ اس وقت تک خواتین اساتذہ اکثریت میں تھیں۔ صحت اور حفظانِ صحت کی ابتری نے افغانی خواتین کے لیے حمل اور بچے کی پیدائش کو جان لیوا، ایک خطرناک مسئلہ بنا دیا تھا۔

طالبانیوں کی پالیسی نے آزادی نسواں کی تحریکات کو بھی محدود کر رکھا تھا۔ خواتین صرف اپنے کسی رشتے دار کے ساتھ سفر کر سکتی تھیں جس سے بیواؤں اور بے سہارا خواتین کو جن کے گھروں میں کوئی مرد نہیں تھا مختلف قسم کے مسائل سے دو چار ہونا پڑا۔ مئی 2001 میں خواتین کے کار چلانے کے خلاف طالبان کے ذریعہ ایک فتویٰ جاری ہوا جس سے ان کی بہت ساری سرگرمیوں اور حرکات و سکنات پر قدغن لگ گیا۔ خواتین کی گھروں میں گوشہ نشینی اور تحدید نے ایک تنہائی اور بے چارگی کا

آزاد کرانے کے لیے کسی بھی طرح کی تنظیم اور اداروں کے قیام میں انہیں عوامی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

افغانستان میں آزادی نسواں کی تحریک کے نہ ہونے اور سماجی جوہر کے ساتھ بڑے پیمانے پر جنگ آزادی کی قلت کی وجہ سے یہاں کبھی بھی عورتوں کے لئے سہرے اور انہیں رہے ہیں۔ اسی طرح پوری افغانی تاریخ میں خرابیوں کا پتہ لگانے اور مسائل کے حل کے لیے کبھی بھی باضابطہ بنیادہ عملی کوشش ہوئی ہی نہیں۔

جب تک افغانستان میں خواتین کی باضابطہ تحریک نہیں چلائی جاتی اس وقت تک خواتین سماج میں اپنے سماجی اور ثقافتی حقوق اور کردار سے متعلق بنیادی تبدیلیوں کے لئے بھی گزارش نہیں کرتیں، کوئی بھی دوسری طاقت اس مسئلے سے نجات نہیں دلا سکتی جیسے پچھلے سوسالوں سے یہ مسئلہ جیوں کا تھو ہے۔ اب یہی وہ وقت ہے جب خواتین کو چاہیے کہ افغانستان میں اک طاقتور نسوانی تحریک کا قیام کریں اور مسائل کے حل کے لئے متحد ہو کر کندھے سے کندھا ملا کر سلگتے مسائل کے سامنے اس وقت تک پہاڑ کی طرح کھڑی رہیں جب تک کوئی حل نہ نکل آئے۔ تبھی انہیں ان کا وہ جائز حق مل سکتا ہے جسے انہیں کوئی اور نہیں بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے عطا کیا ہے جس کی تاریخ کے مختلف ادوار میں بے رحمی سے خلاف ورزی کی جاتی رہی ہے۔

عورتوں کو اسلام کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ کس طرح ان کا احترام کیا گیا ہے اور ان کے آزاد قانونی وجود اور ہستی کا احترام کیا گیا ہے۔ اسلام نے انہیں مردوں کے ساتھ سیاسی اور معاشی مساوات عطا کیا ہے، اگر وراثت میں انہیں خاص حصہ دیا گیا ہے تو وہ اس لئے کہ ان کے لئے دوسری شکلوں میں اور کئی حقوق دیے گئے ہیں۔

2011 میں عورتوں کو معاشی طور پر زیادہ رعایت دی گئی، پروان میں قائم ہونے والے ICTs Women sponsored - UN Centre کا اہم مقصد یہ ہے کہ خواتین کو انگریزی زبان اور کمپیوٹر کی تربیت کے ذریعہ انہیں معاشی شرکت کے قابل بنایا جائے۔ یہ سنٹر گریجویٹس کو نجی اسکول، غیر سرکاری تنظیموں، بلدیہ اور صوبائی سطح پر خواتین سے متعلق شعبے میں ملازمت کے تعین میں تعاون کرتے ہیں۔ افغانستان میں اکثر و بیشتر بہت سی لڑکیوں اور خواتین کے لیے تعلیم کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ حکومت کے ذریعہ دیے گئے اعداد و شمار کے

معاہدے کر چکا ہے، خواتین کی باضابطہ وزارت موجود ہے، پارلیمنٹ میں بھی خواتین کی نمائندگی ہے۔ خواتین کو منتخب ہونے اور انتخاب کرنے کا حق حاصل ہے پھر بھی ان کا رویہ عہدو سٹی والا کیوں ہے؟ اس کی دو خاص اور مکندہ وضاحت ہو سکتی ہیں:

اولاً یہ کہ یہ کامیابیاں اور حصولیابیاں نہ تو عورتوں کے جنگ و جدال اور جدوجہد کے نتیجے میں ملی ہیں اور نہ ہی سماج اور افغان حکومت کی مرضی اور خواہش کے مطابق بلکہ یہ چیزیں بین الاقوامی کمیونٹی کے دباؤ اور خواہش کے احترام میں کی گئی ہیں جس کی اصلاح میں عام عورتوں کا کوئی کردار نہیں تھا، اگر کوئی کردار تھا بھی تو وہ سماج کے اشراف اور اعلیٰ طبقے کی چند مشہور خواتین تھیں، مثلاً ملکہ ثریا، اسماء طرزی، رقیہ ابوبکر، کوبرا نورزئی، زینب سراج، شفیق سراج، فاروق اعتمادی، نفیسہ شائع مبارز، معصومہ ورداک اور بے نظیر ہونک جو اپنے دم پر کمزور سرگرمیوں اور خستہ حالی و ناتجربہ کاری کے سبب عام خواتین کی تحریک چلانے کے لائق نہیں تھیں۔

ثانیاً خواتین کے حقوق کا دفاع اور تحفظ کرنے والی پالیسیوں کو افغانستان میں درآمد کیا گیا ہے جس کا افغانستان کے سماجی و ثقافتی تانے بانے اور ڈھانچے سے کوئی تعلق نہیں۔ بد قسمتی سے یہ مسئلہ اور پالیسی افغانستان کے باہر سے درآمد کی گئی ہے اور یہی یہاں کی خانہ جنگی کی اصل وجہ ہے۔

اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ اشراف اور دانشور طبقے کے لوگوں کو آگے بڑھ کر افغانستان کی سماجی اور ثقافتی بد حالیوں کے خلاف ایک منطقی جنگ چھیڑنے میں تعاون کرنا چاہیے۔ اسی طرح خواتین کو اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے فطری اور منطقی طور پر کچھ وقت دینا چاہئے تب جا کر حقوق نسواں کی حصولیابی کا مسئلہ کچھ حد تک حل ہو سکتا ہے جسے آج بھی افغانی سماج قبول کرنے کو تیار نہیں۔

افغانستان کا یہ نیا نظریہ اور ثقافت اجنبی ثقافت سے ہم آہنگ نہیں ہو سکتی، وہ ادارے اور لوگ جو حقوق نسواں کے دفاع کے لیے کام کرتے ہیں وہ کسی بھی با مقصد سماجی سرگرمی کے باہر کے ہیں، جنہیں کسی طرح کا بھی کوئی سماجی تعاون حاصل نہیں۔ یہ لوگ حقوق نسواں کے تحفظ اور سماجی شرکت کے لئے قلیل مدتی پروگرام بناتے ہیں، اس طرح یہ حقوق نسواں کے خلاف لوگوں کے ذہن اور مزاج کو پرکھتے ہیں۔ خواتین کو

سکے۔ جس طرح افغان قومی پولیس میں بے شمار خاتون آفیسرز ہیں اور ایف فورس میں ایک خاتون پائلٹ بھی موجود ہے۔ اسی طرح ایسی کوشش ہونی چاہیے کہ ملک کے ہر ممکنہ شعبے میں خواتین کی نمائندگی ہو سکے جہاں وہ اپنے بنیادی نسوانی حقوق کے تحفظ کے ساتھ ساتھ اسلامی حدود میں رہتے ہوئے اپنے خاندان، سماج، ملک اور قوم و ملت کی ترقی خوش حالی کے لئے بحسن و خوبی آزادانہ کردار ادا کر سکے۔

### حوالہ جات

- Stanizi, Shah Zaman Wariz, Moqam zan dar aryana wa Afghanistan imrooz, Kotab Shah Mohammad publications, Kabul, 1384, p.19.
- Dr. Moeen, Farhang Farsi, Fifth volume, Ameer Kabeer publications, Tehran, 1963, declaration part, p.30.
- Luis, Mor, Mazaheb Aalam ka encyclopedia, translated by Jawad, Yasir, Al- Balagh publications, New Delhi, 2010, p.161.
- Yazdi, Dr. Mahmood Afshar, Afghan Nama, First volume, Tehran, 1380, p. 57.
- Ghubar, Mir Ghulam Mohammad, Afghanistan Dar Maseer Tareekh, Volume 1, K. Ghubar publications, Kabul, 2001, p.9.
- Misbah Zade, Saeed Mohammad Baqer, Tareekh Siasee Moktasar Afghanistan, Pojohish - hai - aaftaab publications, Tehran, 1388, p.27.
- Educational Ministry, Maaref Afghanistan Dar 50 Sal Akheer, Kabul University, Kabul, 47, p. 1.
- Tanin, Zahir, Afghanistan Dar Qarn-e Bistom, Tehran Publication, Tehran, 1384, p. 62.
- Admak, Lodik, Rawabit khariji Afghanistan dar nima qarn awal qarn bistom, translated by Sahebzada, Fazil, Shah Mohammad publications, Tehran, 1992, p.259.



☆ ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ ملیہ اسلامیہ۔ نئی دہلی  
ڈپٹی کنسلر، افغانستان سفارت خانہ، نئی دہلی

Mob.: +91-9999073744

Email: shirmohammadibrahimi@gmail.com

مطابق افغانستان کی صرف 26 فیصد آبادی تعلیم یافتہ ہے اور عورتوں کی شرح خواندگی محض 12 فیصد ہے۔ ایسے باغیوں کے حملے جو عورتوں کی تعلیم کی مخالفت کرتے ہیں لڑکیوں کے اسکولوں کی باقاعدگی بندش کے اسباب بنتے ہیں۔ 50 فیصد اسکولوں میں نہ تو عمارتیں ہیں اور نہ ہی دیگر ضروری لوازمات، درسی کتابوں کی سخت کمی ہے۔ تدریس کے امدادی مواد اور ساز و سامان نہ کے برابر ہیں اور تجربہ گاہیں جدید ضروری آلات سے خالی ہیں۔ بے شمار اسکولوں کی باقاعدہ بندش اور بعض کی نقل مکانی کے سبب تعلیم کے معیار براہ راست متاثر ہوتے ہیں۔

ستمبر 2011 سے قبل تک Resident Nations United /

coordinator Humanitarian نے اقوام متحدہ کی انجینئر کے ساتھ زمینی سطح پر اور اقوام متحدہ کے سینٹر اسٹاف نے Special UN Mission to Afghanistan (UNAMA) کے ساتھ مل کر خواتین اور لڑکیوں کے خلاف امتیازی سلوک سے متعلق تمام مسائل کو موضوع بحث بنائے رکھا۔ ان لوگوں نے امتیازی سلوک مثلاً ملازمت پر پابندی جیسے احکام کی واپسی کے لیے گفت و شنید کی بے شمار کوششیں کی جس نے بہر حال خواتین کو بہت حد تک متاثر کیا ہے۔ Afghanistan The 2001 consolidated inter-agency appeal نے اس بات پر زور دیا ہے کہ امدادی کمیونٹی کو اجتماعی طور پر افغانی خواتین کے لئے تعلیم، حفظانِ صحت، ملازمت اور آمدنی والی سرگرمیوں تک ان کی رسائی کو آسان تر بنانے کو اپنے مقاصد میں شامل کرنا ہوگا۔

خلاصہ چھٹی دہائی میں بڑے شہری علاقوں میں رہنے والی افغانی خواتین کی حالت تعلیمی، سماجی، سیاسی اور معاشی تمام شعبوں میں پہلے سے بہتر ہوئی ہے لیکن ملک کے دیہی علاقوں میں رہنے والی خواتین اب بھی طرح طرح کے مسائل سے دوچار ہیں۔ بہت سی خواتین گھر پر ہی سلائی کڑھائی کا کام کرتی ہیں۔ عورتیں اس طرح اپنی چھوٹی سی تجارت شروع کر سکتی ہیں لیکن افغانستان کے پاس بڑے ہی جدوجہد کی معیشت ہے اور ساتھ ہی بڑے پیمانے پر غربت اور بے روزگاری کا لاٹھیل مسئلہ بھی۔ صرف زراعت میں خواتین اچھا خاصا یعنی 30 فیصد کردار ادا کرتی ہیں۔ اسی طرح اور بھی خواتین کو سیاست اور فیصلہ کن عہدوں پر فائز ہونے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ افغانی خواتین کے مسائل کو بھی سنجیدگی سے لیا جاسکے اور ان کی آواز بھی اعلیٰ پیمانے پر سنی جا

## ویٹکن کے دباؤ پر مسجد قرطبہ میں گھنٹیاں نصب

بہت جلد کلیسا کے حوالے کر کے عیسائیوں کی عبادات شروع کر دی جائیں گی۔ ہسپانوی حکومت کے فیصلے پر دنیا بھر کے مسلمانوں کو تشویش۔ مختلف ممالک کی ۵۰ یونیورسٹیوں کے ۱۲۰ پروفیسرز نے ویٹکن اور اسپین حکومت کو خطوط لکھ کر اقدام کو غیر قانونی قرار دیا

پیش کش: کامل احمد نعیمی ☆

مضطرب ہیں۔ اسپینی اخبار، کوسٹانیوز نے بتایا ہے کہ امریکہ، برطانیہ، ترکی، فرانس، پرتگال، آئرلینڈ، چلی، جرمنی، کینیڈا، مراکش، اسپین اور سویڈن کی 50 یونیورسٹیز کے 120 دانشوروں اور پروفیسرز حضرات نے اپنے خطوط میں اسپینی چرچ کے حوالے کرنے سے اجتناب برتا جائے، جس کے لیے ویٹکن نے خاموشی سے اسپینی حکومت کو مسجد کو کلیسا میں بدل ڈالنے کا گرین سگنل دیا ہوا ہے۔

جامع مسجد قرطبہ آج بھی عالمی و علاقائی سیاحوں اور زائرین کی توجہ کا مرکز ہے۔ اسلامی فن تعمیر کا شاہکار، یہ تاریخی مسجد آٹھویں صدی عیسوی میں اموی حکمران عبدالرحمن الداخل نے تعمیر کروائی تھی، جس کی تکمیل و توسیع ان کے جانشین بیٹے ہشام بن عبدالرحمن نے کرائی۔ اسپینی جریدے نے اس تنازع کے حوالے سے لکھا ہے کہ حکومت چاہتی ہے کہ جامع مسجد قرطبہ کو مقامی کیتھڈرل (گر جاگھر) کے حوالے کر دیا جائے جو اس کا انتظام و انصرام سنبھالے لیکن اس فیصلے پر مقامی اور بالخصوص یورپی مسلمانوں میں شدید تشویش پائی جاتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ بجائے اس کے کہ یہ تاریخی مسجد مسلمانوں کے حوالے کی جائے، اس کو کلیسائے روم کے احکام پر کیتھڈرل کے حوالے کیا جا رہا ہے۔

یورپی میڈیا کی رپورٹس میں بتایا گیا ہے کہ 50 یونیورسٹیوں 120 دانشوروں، پروفیسرز اور محقق حضرات نے کہا ہے کہ اسپین کی قدیم ترین مسجد کو کلیسا کے حوالے کیا جانا اسپین کی تاریخ کو صخ کرنے کے مترادف ہے جب کہ مسلمانان عالم کا استدلال ہے کہ جامع مسجد قرطبہ کی تاریخی شناخت کو ختم کرنے کی ہر کوشش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔ مسلمانوں کا کہنا ہے کہ 1984ء میں اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے یونیسکو کی جانب سے جامع مسجد قرطبہ کو اسپین اور عالمی

یورپ کے قلب میں مسلمانوں کے زیریں عہد حکومت کی یادگار جامع مسجد قرطبہ کو کلیسائے روم ویٹکن کے دباؤ پر گر جاگھر میں تبدیل کرنے کی کوششیں عروج پر پہنچ گئیں۔ اسپین کی عیسائی حکومت نے تاریخی جامع مسجد قرطبہ کے مینار پر کلیسائی گھنٹیاں نصب کر دی ہیں اور کچھ دن بعد اس مسجد کو مکمل طور پر کلیسا میں تبدیل کر کے یہاں عیسائیوں کی عبادات شروع کر دی جائیں گی۔ دوسری جانب اسپینش حکومت کے اس اقدام نے مقامی اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو شدید تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔

اس تاریخی مسجد میں اذان و نماز پر مکمل پابندی عائد ہے۔ اگرچہ اسپینی مسلمانوں کی تنظیم نے 1980ء میں اس وقت کے کلیسائی پیشوا پوپ جان پال دوم اور 2004ء میں پوپ بینی ڈکٹ کو متعدد تحریری درخواستیں دی تھیں کہ اس تاریخی مسجد میں مقامی مسلمانوں کو نماز پنجگانہ کی اجازت دی جائے لیکن رواداری و تحمل و انصاف کے علمبردار دونوں عیسائی پیشواؤں نے ان درخواستوں کو مسترد کر دیا تھا۔ مسجد قرطبہ کو گر جاگھر بنانے کی تازہ کوششوں پر مسلمانان عالم کی تشویش کو اجاگر کرنے کے لیے اس بار 12 ممالک کی 50 یونیورسٹیوں سے تعلق رکھنے والے 120 دانشوروں اور ماہرین تعلیم نے کوششوں کا آغاز کر دیا ہے۔ ان کی جانب سے اسپین کی حکومت کو لکھے جانے والے خطوط میں واضح کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی عظیم یادگار مسجد کو کلیسا میں تبدیل کرنے کا اقدام غیر قانونی اور غیر اخلاقی ہے اور اس سے باز رہا جائے۔ ان 120 دانشوروں میں تاریخ کے پروفیسرز، ماہرین علوم اسلامی اور ماہرین آثار قدیمہ بھی شامل ہیں، جو اس مسجد کا انتظام کلیسائے روم کے حوالے کرنے کی کوششوں پر

ایک خطیر رقم ادا کی جائے گا بلکہ اس شہر کے تین اطراف کے مخصوص مقامات پر عیسائی کلیسا کی انتظامیہ کو تین گرجا گھروں کی تعمیر کے لیے زمین، اجازت اور تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ اس پر عبدالرحمن الداخل نے اثبات میں جواب دیا پھر یوں مسلمانوں نے نہ صرف اس زمین پر موجود ایک عدد گرجا کا قانونی قبضہ حاصل کیا بلکہ اس شہر میں ایک کے بدلے تین گرجوں کی تعمیر کی اجازت، فنڈز اور زمینیں بھی فراہم کیں۔

مراکشی تاریخ داں سعید الغنوشی نے چیلنج کیا ہے کہ ان کے اس دعوے کی تکذیب میں اگر اسپینی کلیسا کے پاس کوئی دستاویز، تحریر یا کتابی دعویٰ ہے تو پیش کیا جائے ورنہ جامع مسجد قرطبہ کو اس کی اصل حیثیت میں برقرار رہنے دیا جائے۔ اس مسجد کی تاریخی حیثیت کے حوالے سے 120 دانشوروں کی جانب سے اسپینی حکومت اور کلیسائے روم کے اعلیٰ حکام کو بھیجے گئے خطوط میں یاد دلایا گیا ہے کہ 1236ء عیسوی میں اس علاقے پر قابض عیسائی فرمانروا فرڈی نینڈ سوم آف کیس ٹائیکل نے مسجد کو عیسائیوں کے قبضے میں ہونے کے باوجود مسلمانوں کی آمد اور عبادت کے سلسلہ کو موقوف نہیں کیا تھا۔

ادھر اسپینی تنظیم ”مسجد، کلیسا، سب کی میراث“ نے ایک بیان میں مسجد قرطبہ کا تشخص مٹانے کی حکومتی کوششوں کی شدید مذمت کی ہے۔ تنظیم کے ایک متحرک رکن سانتیاگو ڈیویزانے بتایا ہے کہ سیاحوں کو جو کلک دیے جا رہے ہیں ان پر اس تاریخی عمارت کو ”کلیسا“ قرار دیا گیا ہے جب کہ ایک ماہ سے مسجد قرطبہ میں عیسائی پادریوں اور راہباؤں کی بڑے پیمانے پر آمد ریکارڈ کی جا رہی ہے، جس سے مسلمانوں کے اس خدشے کو تقویت ملتی ہے کہ خانہ خدا کو کلیسائی گرجا میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔

تاریخ جامع مسجد قرطبہ اس دور کی شاندار ترین مسجد تھی جس کے خدمت گاروں کی تعداد 300 تھی، اندرونی ہال میں نماز مغرب سے قبل خدام مسجد ساڑھے سات ہزار قانونوں کو روشن کرتے تھے جس سے اللہ کا یہ گھر بقیعہ نور بن جاتا تھا۔ قرب و جوار اور دور پار سے آنے والے ہزاروں نمازی اور سیاح اس دور میں بھی مسلم حکمرانوں کی صلاحیت خدا داد کو ملاحظہ کرنے آتے تھے۔ 15 ویں صدی عیسوی میں جب اسپینی عیسائیوں کے قبضہ میں آیا تو انھوں نے اس میں ایک گرجا تعمیر کیا، لیکن انھوں نے خود اس پر تاسف کا اظہار کیا کہ اس سے مسجد کی

دنیا کا مشترکہ ثقافتی اثاثہ قرار دیا جا چکا ہے۔ اس لیے اس تاریخی مسجد کو کلیسا میں تبدیل کرنے اور یہاں باقاعدہ دعائیں اور عبادتی تقاریب منعقد کرنے کے لیے کلیسا کی طرح گھنٹیاں نصب کیا جانا غیر قانونی ہے لیکن اسپینی حکومت اور مقامی ویتکن نمائندے کی ملی بھگت سے کلیسائے روم کی عالمی مرکز ویتکن کو خوش کیا جا رہا ہے۔

ادھر اسپینی جریدے کیٹالونیا نیوز نے اس دعوے کو عذر لنگ قرار دیا ہے جس میں اسپینی کلیسائی نمائندوں کی جانب سے کہا گیا تھا کہ جامع مسجد قرطبہ کو مسلم حکمران عبدالرحمن الداخل نے ایک ایسے مقام پر تعمیر کیا تھا جہاں قدیم زمانے میں عیسائیوں کا ایک چرچ قائم تھا لیکن اس دعوے کی تائید میں کسی محقق یا تاریخ داں نے کوئی بیان یا تاریخی دستاویزات پیش نہیں کی۔ جب کہ مختلف ممالک کی 50 یونیورسٹیوں کے 120 دانشوروں اور پروفیسرز حضرات نے بھی اسپینی حکومت اور شہر کے کلیسائی نمائندوں کی جانب سے کیے جانے والے اس دعوے کو مہمل اور بے بنیاد قرار دیا ہے۔

مراکشی تاریخ داں اور اسلامی فن تعمیر کے ماہر محقق سعید الغنوشی نے اس اسپینی دعوے کے جواب میں ایک تجزیہ میں لکھا ہے کہ اسپینی حکومت اور کلیسا کا یہ دعویٰ درست نہیں کہ اموی حکمران عبدالرحمن الداخل نے جامع مسجد قرطبہ کو کلیسا کی جگہ پر قبضہ کر کے تعمیر کرایا تھا۔ جب عبدالرحمن الداخل نے اسپین میں ایک مخصوص علاقے پر قبضہ کیا تو ایک کلیسا کے ساتھ ملحق جگہ پر مسلمانوں نے ”ولیس گوٹھ“ عیسائیوں کے معزز پادریوں سے اجتماعی نماز کی اجازت طلب کی۔ یہ اجازت ملنے پر مسلمانوں نے گرجا کے احاطے میں ایک مخصوص مقام پر نماز کی اور نیگی کا سلسلہ شروع کر دیا اور جب 754 عیسوی میں پورا اسپینی خطہ مسلمان حکمران عبدالرحمن کے ہاتھ آ گیا تو ان کے وزیر اور معتمد خاص امیہ بن یزید نے امیر کی اجازت سے عیسائی معززین اور کارڈینل حضرات سے کئی ملاقاتیں کیں اور ان سے درخواست کی کہ یہ گرجا اور اس سے متصل جگہ عالی شان مسجد کی تعمیر کے لیے مسلمانوں کو دے دی جائے تو وہ اس کی منہ مانگی قیمت ادا کریں گے۔ اس پر عیسائی معزز مین اور مذہبی رہنماؤں نے باہمی مشاورت کے بعد امیہ بن یزید کو یہ زمین دینے کی منظوری اس شرط پر دی کہ امیر عبدالرحمن کی جانب سے نہ صرف اس زمین کے عوض عیسائی کلیسا کے تنظیمین اور لاٹ پادریوں کو



ہیں جنہوں نے 1931ء میں اسپین کے دورے میں جامع مسجد قرطبہ میں نماز کی ادائیگی کا شرف حاصل کیا تھا۔ ادھر اسپینی ذرائع کا کہنا ہے کہ تاریخی جامع مسجد قرطبہ کے میناروں پر گزشتہ ہفتے کلیسائی گرجا گھروں کی نشانی گھنٹیاں لٹکانی جا چکی ہیں، جس سے پتا چلتا ہے کہ اس تاریخی مسجد کو کلیسا میں تبدیل کرنے کی کارروائی مکمل کی جا رہی ہے اور جلد یہاں عیسائی زائرین عبادت کا سلسلہ شروع کرنے والے ہیں۔  
(بشکریہ روزنامہ منصف حیدر آباد ۱۴، نومبر ۲۰۱۵ء)

☆☆☆

E-mail: kamilnaimi92@gmail.com

Whatsapp No.9717615318

خوبصورتی میں فرق آیا ہے۔ بعد ازاں یہاں مسلمانوں کے داخلے اور اذان و نماز کی ادائیگی پر پابندی عائد کر دی گئی، جو آج تک برقرار ہے۔ اسپینی حکام نے اس مسجد میں نماز کی ادائیگی کو ”جرم“ قرار دیا ہے، جس کی خلاف ورزی پر گرفتاری اور جیل کی سزا ہو سکتی ہے۔ اس ضمن میں مقامی جریدے نے یاد دلایا ہے کہ اپریل 2010ء میں اس تاریخی مسجد میں نماز کی ادائیگی کی کوشش کرنے کے لیے اذان دینے والے دو آسٹریائی مسلمانوں کو پولیس نے گرفتار کر کے جیل بھیج دیا تھا۔ بعد ازاں ان کے خلاف اندولوسیا ہائی کورٹ میں مقدمہ چلایا گیا، اس کے بعد سے اسپینی حکومت نے یہاں پولیس گارڈز تعینات کر دیے تھے لیکن مفکر اسلام اور شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال وہ واحد شخصیت

## قطب کو کن مخدوم علی مہمانی کی بارگاہ

خانقاہ صابریہ ساجدیہ کے زیر اہتمام پیر طریقت الحاج سید ساجد علی میاں چشتی صابری کی سرپرستی میں تقریباً ۱۹۸۸ء سے مالونی ملاؤ سے سرکار قطب کو کن حضرت مخدوم علی فقیہ ماہی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیدل چل کر عقیدت مند حضرات صندل و نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں، اس موقع پر تمام صابری ساجدی برادران کے علاوہ علاقہ کے معزز حضرات نے بھی کافی تعداد میں شرکت کی۔ اس سال صندل مبارک کی سرپرستی شہزادہ پیر طریقت سید کعب علی میاں صابری نے فرمائی۔ تقریباً ۲۰ کلومیٹر کا سفر پیدل طے کرتے ہوئے مختلف مقامات پر ٹھہرے۔ خانقاہ صابریہ چشتیہ میں نعت خوانی کی محفل منعقد کی گئی، اس کے بعد انجمن جامع مسجد مالونی کے سامنے سے ۳ بجے صندل شریف کی روانگی ہوئی، گورے گاؤں میں صابری برادران نے شربت و ناشتہ کا اہتمام کیا پھر یہ روحانی قافلہ لنک روڈ کے راستے بہرام باغ، قدم نگر مسجد میں نماز عصر ادا کی۔ مغرب کی نماز صابری مسجد جوگیٹھوری کے متصل ابا پارٹمنٹ کے میدان میں ادا کی گئی۔ بعد نماز مغرب جامعہ صابریہ کے طالب علم نے تلاوت کلام اللہ سے محفل کا آغاز کیا، مداحان خیر الانام نے بارگاہ عالیہ میں نعت و منقبت کے گلبائے عقیدت پیش کیے۔ اخیر میں پیر طریقت، گلزار صابریہ حضرت الحاج سید ساجد علی میاں کے خلیفہ عالی جناب محمد یوسف صابری نے سرکار الشیخ مخدوم علی فقیہ مہمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات کے تعلق سے معلوماتی گفتگو فرمائی، آپ نے کہا کہ ان اللہ والوں کا فیضان ہے کہ ہم کوسوں دور کا سفر پیدل کر کے ان کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں لیکن ہمارے پیر و مرشد کی جانب سے صندل مبارک کی اس رسم میں خلاف شرع کسی بھی امور کا عمل نہیں ہوتا، صاف سترے نعرے اور بادب ہو کر پورا سفر طے کیا جاتا ہے، جہاں جس نماز کا وقت ہوتا ہے باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے۔ آج دنیا مخدوم ماہی رحمۃ اللہ علیہ کے در سے فیضان حاصل کر رہی ہے ان کی شان عظمت اور بلندی کی خاص وجہ یہ ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نے ان کو یہ عظیم الشان مرتبہ ان کی والدہ ماجدہ کی دعاؤں کے ذریعے عطا فرمایا ہے، آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کی ایسی خدمت و فرمانبرداری کی کہ آج دنیا ان کی خدمت کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے، یہی وجہ ہے کہ آج سرکار مخدوم ماہی کی شان عظمت ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ ہم بھی والدین کی قدر کریں، محبت و فرمانبرداری کا ثبوت دیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ان بزرگان دین کے نقش قدم اور ان کے اقوال و افعال پر پیرا ہونے کی کوشش کریں تاکہ دنیا و آخرت میں ہمارے لیے خیر کا باعث بنے۔ اخیر میں صلوٰۃ و سلام اور شہزادہ پیر طریقت کی دعا پر محفل اختتام کو پہنچی۔ اجلاس کے بعد نماز عشاء ادا کی گئی بعدہ محترم محمد حنیف صابری اور ان کے رفقاء نے لنگر کا اہتمام کیا۔ اس کے بعد یہ روحانی قافلہ ایس وی روڈ ہوتے ہوئے رات کے تقریباً ۱۱ بجے درگاہ معلیٰ سرکار مخدوم علی مہمانی کی بارگاہ میں پہنچا، عقیدت مندوں نے صندل مبارک و نذر پیش کی گئی۔ فاتحہ خوانی و دعا کے بعد صندل میں شریک تمامی حضرات مخدوم ماہی رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان حاصل کر کے اپنے گھر لوٹے۔  
دعوت: محمد شاہد عرشی صابری۔ ایڈیٹر ماہنامہ ضیائے صابریہ۔ 9022221992

## توحید کے مختلف روحانی مراتب اور لطائف اشرفی

غلام رسول دہلوی ☆

حضرت مخدوم سید محمد جہانگیر اشرف سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان کے ملفوظات، روحانی نظریات اور عرفانی افکار و خیالات کا مجموعہ ”لطائف اشرفی“ آج ایک بار پھر ہر خاص و عام کو تصوف و سلوک اور احسان و معرفت کی روحانی دعوت دے رہا ہے۔ آپ نے اس میں انتہائی دقیق، روح پرور صوفیانہ مباحث، عارفانہ حکایات اور ایمان افروز واقعات کی تعبیر و تشریح فرمائی ہے۔ آٹھویں صدی ہجری میں مرتب کی گئی یہ کتاب تصوف کی مختلف جہات اور موضوعات پر ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت کی حامل ہے۔

صوفیانہ احکام کا ایک گنج گراں مایہ ہے۔ اس کی صداقت و ثقاہت کا ایک ٹھوس ثبوت یہ ہے کہ اس کی تدوین سید مخدوم سمنانی کے سب سے زیادہ قریبی شاگرد حضرت نظام میانی نے کی ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب کی تصدیق و توثیق خود سید اشرف جہانگیر علیہ الرحمۃ والرضوان نے کی ہے۔ لطائف اشرفی میں مذکور روحانی تعلیمات کا مطالعہ کرنے کے بعد میں نے مناسب سمجھا کہ اسلام کے بنیادی عقیدہ ”توحید“ کے حوالے سے حضرت سید مخدوم سمنانی کی بہت ہی دلچسپ اور مفید گفتگو کو آپ کی خدمت میں پیش کی جائے۔ اپنی اس گفتگو میں آپ نے اسلام کے سب سے پہلے ستون یعنی توحید پر ایمان رکھنے اور اس پر عمل کرنے کے بارے میں حقیقی صوفی نقطہ نظر کو واضح فرمایا ہے۔

**توحید کی صوفیانہ تعریف:** ملفوظات کے بالکل شروع ہی میں سید مخدوم سمنانی نے توحید کی حیرت انگیز طور پر ایک جامع اور شاندار تعریف کی ہے۔ وہ عربی میں فرماتے ہیں:

التوحید فناء العاشق فی صفات المحبوب۔

اردو میں اس کا ترجمہ اس طرح ہے:

توحید کا مطلب محبت کا محبوب کی صفات میں فنا ہو جانا ہے۔

اس تناظر میں سید مخدوم سمنانی نے بجا طور پر ابتدائی اسلامی دور کے ایک جلیل القدر فارسی صوفی سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کا قول نقل کیا ہے۔ حضرت سید الطائفہ کو بہت سے صوفی سلاسل میں ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ توحید پر ان کا حوالہ عربی میں یہ ہے:

التوحید معنی تضمحل فیہ الرسوم وتندرج فیہ العلوم ویكون الله کمالہ یزل۔

یعنی جب کوئی توحید کا حقیقی جوہر حاصل کر لیتا ہے تو عقیدے،

حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمہ اللہ (1287-1386ء) فارسی نژاد ایک عظیم ہندوستانی صوفی بزرگ اور شیخ کامل تھے۔ چودہ مختلف صوفی سلاسل سے اجازت یافتہ اس ولی کامل نے ہندوستان میں خاص طور پر چشتی اور قادری صوفی سلسلوں کے فروغ میں غیر معمولی خدمات انجام دی ہیں۔ حضرت سید مخدوم سمنانی رحمہ اللہ شیخ اکبر ابن العربی رحمہ اللہ کے زبردست معتقد اور پیروکار تھے اور ان کے وحدۃ الوجود کے روحانی نظریے سے متاثر تھے۔

آپ کی پیدائش 708ھ میں ایران کے شہر سمنان میں ہوئی۔ اس دور کے تمام مسلم ممالک میں ایک حقیقی صوفی سالک کی حیثیت سے آپ نے کئی مشقت بھرے روحانی سفر کیے۔ اس کے بعد ہندوستان تشریف لائے اور یہیں آباد ہو گئے اور اتر پردیش کے (فیض آباد) امبیدکر نگر میں اپنی خانقاہ قائم کی جو آج ”آستانہ حضرت سید مخدوم جہانگیر سمنانی“ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کا خاندان امام حسن علیہ السلام کے نبی سلسلہ سے آل رسول ہے۔ آپ بنگال کے 13ویں صدی کے ممتاز چشتی صوفی بزرگ حضرت علاء الحق پنڈوی کے روحانی شاگرد تھے جو، خود بنگال کے ہی ایک ممتاز چشتی صوفی بزرگ خواجہ انجی سراج کے شاگرد تھے۔

حضرت سید مخدوم سمنانی 11ویں پشت میں براہ راست غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ آپ نے اپنے ایک روحانی شاگرد حضرت سید شاہ عبدالرزاق نور العین کے ذریعے خود اپنے صوفی سلسلہ ”اشرفیہ“ کی بنیاد رکھی۔ آپ کے سلسلہ کے طالبین کو آپ کے اسم گرامی ”اشرف“ کی طرف منسوب کر کے ”اشرفی“ کہا جاتا ہے۔

لطائف اشرفی آپ کے ملفوظات اور دیگر بے شمار اولیاء اللہ کے روحانی پند و نصیحت پر مبنی صوفی مراسم و معمولات، روحانی اسلامی روایات اور

اس کو باری تعالیٰ کی سمجھ بصر، علم و ارادت و قدرت کا اثر سمجھے۔ اس طرح تمام دوسری صفات و افعال پر قیاس کرنا چاہئے۔

اسی ضمن میں حضرت سید مخدوم سمنان طبقات الصوفیہ کے حوالے سے شیخ سعدی حموی کے یہ مندرجہ ذیل اقوال نقل کرتے ہیں:

توحید بشریت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حی اور قیوم قبول کرے اور تمام احوال میں اس کی طرف متوجہ ہو۔ جو کچھ بھی ظاہر خلقیہ و کونیہ ہیں (یعنی دنیا میں جو کچھ بھی ظاہر ہوتا ہے) خواہ وہ موافق طبع ہو یا ناپسند خاطر، ان سب کو اللہ جل شانہ کے سپرد کرے اور کسی کو واسطہ نظر میں نہ رکھے بلکہ واسطہ کو اللہ تعالیٰ کے دست تصرف میں (بلا تشبیہ) ایسا سمجھے جس طرح کاتب کے ہاتھ میں قلم کی حرکت (کہ اصل حرکت دست کاتب کی ہے اگرچہ لکھنے والا قلم ہے) اس کے علاوہ سب کو معذور سمجھے۔ اگر کوئی فائدہ پہنچے تو شکر بجالائے اور یہ سمجھے کہ اللہ مائل بہ کرم ہے اور اگر نقصان یا نا پسندیدہ بات ظہور میں آئے تب بھی یہی سمجھے کہ اللہ تعالیٰ جلوہ فرما کر اس کو تنبیہ اور تادیب فرما رہا ہے تاکہ اطوار ناپسندیدہ سے گریز کرے اور رضا و تسلیم کے راستے پر چلے۔

پس کسی مصیبت اور تکلیف پر سالک پر واجب ہے کہ وہ اپنی ذات میں غور کرے اور اپنے ظاہر و باطن کا جائزہ لے اور برے صفات، ترک آداب، غفلت، تصنیع اوقات، عبادت میں سستی اور تمام قبیح اعمال سے رجوع کر کے اپنے آپ کی اصلاح کرے۔ جس کام سے اس کو تکلیف پہنچتی ہے یا جو بات اس کے حق میں ایذا رساں ہے۔ اس کو یوں سمجھے کہ حق تعالیٰ نے اس صورت سے ظاہر ہو کر تنبیہ فرمائی ہے۔

صوفیائے کرام کے یہاں ایسے ہر شخص کو موحّد کہتے ہیں۔“

**حالی توحید:** توحید کے مندرجہ بالا درجات کی وضاحت کرنے کے بعد سید مخدوم سمنان توحید کے ایک اور درجہ ”توحید حالی“ کی تشریح کرتے ہیں، جسے توحید کا چوتھا درجہ قرار دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

چوتھا مرتبہ توحید حالی ہے اور وہ یہ ہے کہ حالت، ذات موحّد کا وصف لازم ہو جائے اور علامات وجود کی تمام تاریکیاں بجز اُس کے جو تھوڑی سی باقی رہ گئی ہیں، نور توحید کی چمک میں گم شدہ ہو جائے اور نور توحید اس کے نور حال میں پوشیدہ و داخل ہو جائے، جس طرح تاروں کی روشنی آفتاب کی روشنی میں فنا ہو جاتی ہے۔

سید مخدوم سمنان مزید ارشاد فرماتے ہیں:

اس مرتبہ میں موحّد کا وجود، واحد کے جمال وجود کے مشاہدہ میں ایسا

رسومات اور معمولات کے تمام بیرونی مظاہر ختم ہو جاتے ہیں اور صرف ایک خدا کا وجود ہی اس شکل میں برقرار رہتا ہے جس میں وہ ہمیشہ سے ہے۔

عقیدہ توحید کو ایک ہمہ گیر، جامع اور وسیع المفہوم روحانی اسلامی اصطلاح کے طور پر پیش کرتے ہوئے سید مخدوم سمنانی نے تفصیل کے ساتھ توحید کے مختلف درجات کو بیان کیا ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں متعدد ذمے شائع کیے ہیں، جن میں سے اہم ترین یہ ہیں:

(1) توحید ایمانی (2) توحید علمی (3) توحید حالی۔

حضرت سید جہانگیر سمنانی نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ توحید کے مذکورہ مراتب کی ایسے انداز میں تشریح کی ہے جس میں معانی کا ایک آفاقی روحانی جہاں پنہاں ہے۔ مختصر طور پر ان مراتب توحید کے معانی بیان کرنے والے آپ کے اہم اقتباسات مندرجہ ہیں:

**ایمانی توحید:** حضرت سید مخدوم سمنانی ترجمہ عوارف کی روشنی میں توحید کے مختلف درجات شائع کرتے ہیں اور فرماتے ہیں:

پہلا مرتبہ توحید ایمانی ہے اور وہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے وصف الوہیت کی بے مثلی اور اس کے معبود حق ہونے کی یکتائی کے موافق قرآن و حدیث کے اشارات و دلائل کو دل سے تصدیق کرے اور زبان سے اقرار کرے اور یہ توحید خبر دینے والے کو سچا ماننے اور خبر کی سچائی پر اعتقاد رکھنے کا نتیجہ ہے۔ یہ توحید، ظاہری علم سے حاصل ہوتی ہے اور اس کا اختیار شرک جلی سے بچنے اور سلسلہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے فائدہ مند ہے۔ صوفی لوگ ضروریات کے حکم میں اس توحید میں عام اہل ایمان کے شریک ہیں۔ ہاں اور دوسرے مراتب میں یکساں اور مخصوص ہیں اور اسی مرتبہ پر قناعت کر لینا دین عجائز (بوڑھی عورتوں جیسا دین) کا اختیار کرنا ہے جو اس حدیث شریف سے سمجھا جاتا ہے:

علیکم بدین العجائز۔ کہ بوڑھی عورتوں جیسا دین رکھو۔

**علمی توحید:** توحید علمی کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

توحید کا یہ دوسرا درجہ ہے جو علم باطن سے متعلق ہے اور اسی سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کو علم الیقین بھی کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بندہ راہ تصوف کی ابتدا میں ہی اس بات کو جان لے کہ موجود حقیقی اور موثر مطلق سوائے خداوند عالم کے اور کوئی نہیں اور جملہ ذات و صفات، افعال، اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے آگے بالکل ناچیز ہیں اور ہر ذات کے فروغ کو خداوند عالم کے نور ذات کا نتیجہ سمجھے اور ہر صفت کو اللہ تعالیٰ کی صفت مطلقہ کا پرتو جانے، پس جہاں کہیں قدرت علم، ارادہ سمجھ بصر کا اثر دیکھی

ہو سکے۔ یہی سبب ہے کہ انسانی حیات میں حق توحید جیسا کہ ادا کرنا چاہیے، ادا نہیں ہوتا۔“

لطائف اشرفی میں سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنان رحمہ اللہ کو اکثر القدوة الکبریٰ کے عظیم لقب کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

لطائف اشرفی اصلاً فارسی میں لکھی گئی تھی اور شروع میں اس کے صرف پہلے نو (۹) ابواب کا اردو ترجمہ حضرت مولانا سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی کے دادا حکیم نذر اشرف علیہ الرحمہ نے کیا تھا۔ اس کے بعد اس کا مکمل اردو ترجمہ علامہ شمس بریلوی نے تحریر کیا جو، اہل سنت میں اردو، فارسی اور عربی کے ماہر لسانیات، مشاق مترجم، مصنف اور زبردست اسلامی اسکالر گزرے ہیں۔ انہی کی بدولت کثیر اسلامی کتب کے بڑی تعداد میں فارسی اور عربی سے اردو تراجم آج ہمارے سامنے ہیں۔ ان کے قابل ذکر تراجم میں حضرت امام غزالی کی ”مکاشفة القلوب“ اور ممتاز محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ”مدارج النبوة“ جیسی اہم کتب شامل ہیں۔

علامہ شمس بریلوی علیہ الرحمہ کی شدید علالت کی وجہ سے اصل مسودات کے ساتھ ترجمہ کے موازنہ اور توثیق کا کام ڈاکٹر خضر نوشاہی کے حوالے کیا گیا جو علم تصوف میں ماہر اور فارسی زبان و ادب اور تاریخ کے ایک ممتاز عالم گزرے ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ لطائف اشرفی کو پہلی بار مسلم کمرشل آف پاکستان کے سابق ایگزیکٹو ڈائریکٹر اور سید مختار اشرف (سرکار کلاں) کے خلیفہ نذر اشرف شیخ محمد ہاشم رداء اشرفی کی ہدایات اور نگرانی میں شائع کیا گیا تھا۔

☆☆☆

☆ استاذ جامعہ حضرت نظام الدین اولیا، ڈاکٹر، نئی دہلی۔ ۲۵

8285792316

حاصل کریں

بروز وفات طعام صدقہ وخیرات

مع طریقہ حیلۂ اسقاط (72 صفحات) (40 قیمت)

مؤلف: مولانا محمد یونس ظہور قادری عطاری

ناشر: مکتبہ عطاریہ، نگر وٹہ، راجوری، جموں

رابطہ نمبر: 9596679664

غرق در یائے یگانگت ہو جاتا ہے کہ واحد کی ذات و صفات کے سوا اُس کی نگاہوں میں کچھ نہیں سماتا، یہاں تک کہ اس توحید کو واحد کی صفت جانتا ہے اور اپنی صفت نہیں خیال کرتا اور اس مشاہدہ کو بھی اسی کی صفت قرار دیتا ہے اس طریق میں اس کی ہستی قطرہ کی طرح بحر توحید کے امواج کے تلاطم میں گرتی ہے اور یگانگت میں ڈوب جاتی ہے۔

یہاں سید مخدوم سمنان ایک انتہائی خوبصورت بات فرماتے ہیں:

التوحيد بحر والموحد فيه قطرة لم يبق منه اثر۔

یعنی توحید ایک سمندر ہے اور اس میں موحد صرف پانی کے ایک قطرے کے مانند ہے جس کا اپنا خود کا کوئی وجود یا کوئی اثر و رسوخ نہیں ہوتا۔ اس سلسلے میں سید مخدوم سمنان رحمہ اللہ ممتاز صوفی بزرگ شیخ ابوعلی دقاق قدس سرہ کا قول بھی پیش فرماتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا تھا:

التوحيد غريم لا يقضى دينه وغريب لا يودي حقه۔  
”توحید ایک ایسا قرض خواہ ہے جس کا قرض ادا نہیں ہو سکتا اور ایک ایسا غریب ہے جس کا حق ادا نہیں کیا جاسکتا۔“

سید مخدوم سمنان اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”توحید حالی میں خواص کے لئے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یک بارگی تمام آثار و رسوم فنا ہو جاتے ہیں، لیکن ایسا چند لمحات کے لئے ہوتا ہے وہ بھی ایسا جیسے بجلی کا چمکنا کہ ابھی چمکی پھر اس کی روشنی ختم۔ اسی طرح چند لمحات کے بعد اس کے بقیات رسوم عود کرتے ہیں اور اس حال میں وہ شرک کی مکمل نفی کر دیتا ہے۔“

وہ فرماتے ہیں کہ ”توحید حالی میں موحد کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ ممکن نہیں ہے۔“

مضمون کے اختتام سے قبل مخدوم سمنان کے شاگرد حضرت نظام یمانی جنہوں نے اس کتاب کی تدوین فرمائی ہے، کا یہ اقتباس قابل دیدنی ہے، جو دراصل توحید کے مذکورہ مراتب کی تفصیل کا اجمال ہے:

”حضرت قدوة الکبریٰ (قدس سرہ) نے ارشاد فرمایا کہ توحید حالی کا منشا نور مشاہدہ ہے اور توحید علمی کا منشا نور مراقبہ ہے۔ توحید حالی میں اکثر رسوم بشریت فنا ہو جاتے ہیں اور توحید علمی میں بہت کم رسوم بشریت فنا ہو پاتے ہیں اور یہ جو کہا گیا کہ توحید حالی میں اکثر رسوم بشریت فنا ہو جاتے ہیں اور کچھ باقی رہ جاتے ہیں، تو کچھ رسوم اس وجہ سے باقی رکھے گئے ہیں تاکہ ان کے ذریعہ سے افعال کی ترتیب و صدور ہو سکے (افعال انسانی سرزد ہو سکیں) اور موحد کے اقوال میں شائستگی پیدا

## بزم سخن

### نعت رسول

حسن اخلاق کی ، کردار کی باتیں کچھ  
دیر تک سید ابرار کی باتیں کچھ  
میرا ایمان ہے چھٹ جائیں گے غم کے بادل  
آپ اگر ایسے میں سرکار کی باتیں کچھ  
مضطرب رہتے تھے دن رات جوامت کے لئے  
ان کے ہی گیسو و رخسار کی باتیں کچھ  
جس نے دکھلایا ہمیں دین میں کا رستہ  
ہاں اسی قافلہ سالار کی باتیں کچھ  
پیکر نور تھے وہ ، سایہ نہیں تھا لیکن  
سایہ رحمت سرکار کی باتیں کچھ  
آپ بچ جائیں گے شیطان کے شر سے راہی  
ساری امت کے گہدار کی باتیں کچھ

### نتیجہ فکر

راشد حسین راہی، شاہجہاں پور  
ایمن زئی جلال نگر، شاہجہاں پور (یو۔ پی۔)

سنا کرتا ہوں میں یا رب ترانہ تیری وحدت کا  
نظر آتا ہے منظر چار سو تیری ہی عظمت کا  
بنا کر امتی محبوب کا ، کیا کچھ نہیں بخشا  
ادا کیا شکر ہو تیری عطاے بے نہایت کا

ساغر وارثی  
ایمن زئی جلال نگر، شاہجہاں پور (یو۔ پی۔)

### نعت شریف

آئین مصطفائی سے وابستگی رہے  
شستہ قوانی نیک زمیں لفظ متقی  
ایمان کے مزاج میں نفس یقین میں  
اُگتی رہے گی زندگی ایسوں کی قبر پر  
خیرات دید ملتے ہی بھوکے نگاہ کو  
بڑھ لینا بس درود محمد کی آل پر  
ممكن نہیں نجات ہو اعمال خیر سے  
کب ہو گذر یہاں سے نہ جانے رسول کا  
بعد از خدا بزرگ ہے نورانی مصطفیٰ  
کہتا پھرے گا بھائی وہ رب کے رسول کو  
جانی ضرور ہوں گی بغل گیر رحمتیں  
عشق رسول پاک میں گم زندگی ہے  
نتیجہ فکر: الحاج سید شاہ عبدالوہاب قادری جامی سجادہ نشین آستانہ قادریہ  
پوسٹ گنیکل، ضلع امت پور (اے۔ پی۔)

### نعت شریف

با خدا مجھے ایسے عشق ہے مدینے سے  
جن سے جو بھی مانگا ہے آپ سے قرینے سے  
وصف کیا کروں آفتاب میں مشک و عنبر کی  
اس قدر میں کھویا ہوں مصطفیٰ کی یادوں میں  
ایک ہی تڑپ دل میں آپ بس بلا لیتے  
خالق و ملائکہ بھی اُن کا ذکر کرتے ہیں  
کاش اُن کے روضے پر دیکھتے ذرا رضوان  
جیسے اک انگلی کا ربط ہو گلینے سے  
مل گیا وہی اُس کو غیب کے خزینے سے  
دو جہاں مہک اُٹھے آپ کے پسینے سے  
اشک لکھے آنکھوں سے اور درد سینے سے  
بھر گیا ہے دل میرا دور رہ کے جینے سے  
بھیجے درود اُن پر مومنوں قرینے سے  
رحمتیں اُترتی ہیں آسمان کے زینے سے

### نتیجہ فکر

محمد رضوان انصاری، لال باغ سنبھل روڈ، حسن پور، ضلع امر وہہ (یو۔ پی۔)

9871818940

## منقبت در شان

حضرت حافظ ملت محدث مبارک پوری

تذکرہ کیسے کروں آپ کی دانائی کا  
لکھنے بیٹھا ہوں قصیدہ تری بالائی کا

لوگ اب دیکھتے ہیں قدر کی آنکھوں سے مجھے  
یہ تو فیضان ہے سب تجھ سے شناسائی کا

رات دن رہتے ہیں قرآن کے نغمے آباد  
ہے عجب رنگ ترے در کی پذیرائی کا

ہام و در علم کے پھولوں سے سجے رہے ہیں  
اشرفیہ تو ہے مظہر تیری زیبائی کا

یاد آئی ہے نظر، حافظ ملت تیری  
تذکرہ ہوتا ہے جب علم کی بینائی کا

نہ تکلف نہ بناوٹ نہ دکھاوا نہ غرور  
فلسفہ سب سے جدا ہے تیری رعنائی کا

تیری دلیلیز سے ملتا ہے جبینوں کو وقار  
ہے اثر خاک میں بھی تیری مسجائی کا

جب ترے قطرے ہی باطل کو ڈبو دیتے ہیں  
کیسے اندازہ لگے پھر تیری گہرائی کا

شعر ہوں رنگ عقیدت میں فریدی کامل  
مجھ کو آ جائے ہنر قافیہ پیاکی کا

نتیجہ فکر

محمد سلمان رضا صدیقی فریدی مصباحی  
مسقط عمان

## نعت پاک

ہر دل پہ نقش کیوں نہ ہو عظمت رسول کی  
ایمان کی ہے جان محبت رسول کی  
ہے مرکز حیات بھی تربت رسول کی  
لازم ہے ہر بشر کو اطاعت رسول کی  
کتنی ہے خوش نصیب یہ امت رسول کی  
اک مراۃ جمال خدائے کریم ہے  
قرآن حق بیاں کے سپاروں سے پوچھئے  
سب نے کہا کہ جاؤ کسی اور کے قریب  
سرکار کی زباں پہ ہے میں ہوں تیرے لئے  
اک سجدۂ رسول کے بدلے میں دیکھئے  
چشم وفا سے دیکھو رخ و عارض رسول  
کردارِ مصطفیٰ سے عمر ہو گئے قریب  
نبیوں میں سب سے اعلیٰ و بالا حضور ہیں  
کیف و سرور و نور کے جلوؤں میں غرق ہے  
اُن کا پسینہ مشکِ حُسن سے بھی ہے حسین  
پتوں میں سچا دیکھو محمد کا ہے وجود  
ایذا دہندہ لوگوں کو بھی معاف کر دیا  
دیتے ہیں خود اور کہتے ہیں ملنگا کا بھلا ہو  
کیوں یادِ مصطفیٰ سے سچائیں نہ دل کو ہم  
اعدائے دین حق کو بھی مومن بنا دیا  
ترغیبِ بندگی ہے مسلمان کے واسطے  
اپنے پرانے اور عدو کا نہیں تھا فرق  
محشر کے روز آگ لگاتی سی دھوپ میں  
کیا ڈر ہمیں فرشتو قیامت کی دھوپ کا  
وحش و طیور، حور و ملک انس و جن پہ بھی  
فصحا عرب کے ششدر و حیران رہ گئے  
شمس و قمر دیوار و در پتھر زمین کے  
معراج کی شب عرشِ معلیٰ پہ بالقیں



## منقبت در شان حافظ ملت

محرم مبارک پوری علیہ الرحمہ

آقا کا دیوانہ بنایا حضرت حافظ ملت نے  
مرجھائی کلیوں کو کھلایا حضرت حافظ ملت نے  
جن کے علم و فضل کی کرنیں پھیل رہی ہیں عالم میں  
ایسا اک قدیل جلایا حضرت حافظ ملت نے  
کام زمیں کے اوپر کرنا نیچے کر لینا آرام  
پیار سے یہ سب کو سمجھایا حضرت حافظ ملت نے

اپنے اپنے وقت کا عالم و فاضل بن کے چکا ہے  
جس کو بھی اک درس پڑھایا حضرت حافظ ملت نے  
رد میں منافق کے لکھ کر کے عشق و محبت کی وہ کتاب  
نجدی کی بنیاد ہلایا حضرت حافظ ملت نے  
اشرفیہ کے بچوں سے جو خوب محبت رکھتے تھے  
روتے ہوؤں کو پل میں ہنسایا حضرت حافظ ملت نے  
حد درجہ ہے جس نے بڑھائی اپنے بزرگوں کی توقیر  
فاسق باطل کو نہ لگایا حضرت حافظ ملت نے  
شیر شکر بن کر رہتے تھے جو اپنے ہم عمروں میں  
سب سے محبت کر کے دکھایا حضرت حافظ ملت نے  
یوں تو روضے پر اب نعمت جاتا رہتا ہے اکثر  
خواب ہی میں پہلے بلوایا حضرت حافظ ملت نے

نتیجہ فکر

پھول محمد نعمت رضوی مظفر پوری

ظلم و ستم کے بدلے دعائیں عطا کیے  
عطر گلاب بوئے گل تر ثار ہے  
محر سفا سے سب کو ملا فیض اس لئے  
ہر کاروان زیست کو منزل عطا کیا  
روئے نبی کو دیکھ کے سورج نکل گیا  
محشر کے روز داوڑ محشر کے سامنے  
رنگ لائے گی ضرور عداوت رسول کی  
روکے گا کیسے کوئی ہمیں غلہ سے علی  
کوڑھی پاک کا جنت رسول کی  
نتیجہ فکر: مولانا علی احمد سیوانی (علی گڑھ)

## منقبت در شان

امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا بریلوی نبیرۃ استاذ زمن

حائ دین و شریعت حضرت سبطین ہیں  
زینت بزم طریقت حضرت سبطین ہیں  
کر دیا شاداب و تازہ گلشن اسلام کو  
مسک احمد رضا کی عمر بھر تشہیر کی  
ہم شمیم مفتی اعظم سراپا مان لو  
جس نے کی ہیں خلق کی خدمت رضا کے فیض سے  
کتنے انسان کو ملی ان کے بدولت روشنی  
عمر بھر جس نے سنواری زلف برہم دین کی  
عابد شب خیز لیتے بھیک باب خیر سے  
کچھ توجہ چاہتا ہے قادری تحسین بھی  
صاحب علم و بصیرت حضرت سبطین ہیں

نتیجہ فکر

(مولانا) تحسین رضا قادری جنرل سکریٹری رضا اسلامک مشن  
گنگا گھاٹ اناؤ و مدرس دارالعلوم ضیاء مصطفیٰ کانپور (یوپی)

## شعراے کرام توجہ فرمائیں

نئے شعراے کرام سے ہم نے بار بار درخواست کی ہے کہ اپنے کلام کی اصلاح کسی کہنہ مشق تجربہ کار شاعر سے کرائیں۔  
دوسری درخواست یہ کرتے رہے ہیں کہ اسلامی عقائد، معمولات اہل سنت، ارکان اسلام وغیرہ کو شاعری کا موضوع بنائیں اور نئی  
نسل کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامی تعلیمات اور صوفیانہ روایات پر طبع آزمائی کریں۔ (ادارہ)

## بیش تفصیل

### کالی کٹ میں مرکز الثقافہ کے تحت انٹرنیشنل میلاد کا نفرنس

جنوبی ہند کی عظیم الشان دینی و عصری اسلامی یونیورسٹی جامعہ مرکز الثقافہ کے زیر اہتمام کالی کٹ ساحل سمندر پر ایک روزہ عظیم الشان انٹرنیشنل میلاد کا نفرنس کا انعقاد عمل میں آیا جس میں ملک و بیرون ملک سے عاشقان رسول لاکھوں کی تعداد میں شریک ہوئے۔ اس تاریخی مجمع سے خطاب کرتے ہوئے آل انڈیائی سنی جمعیۃ العلماء کے جنرل سکریٹری شیخ ابوبکر نے کہا کہ اسلامی اصول و قوانین کی پیروی میں زندگی کے تمام مسائل کا حل ہے، شریعت مصطفویٰ میں من گھڑت تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔ آج ہر کوئی شرعی مسئلہ بیان کرتا ہے جس سے اسلام کی شبیہ منہ ہوتی ہے، اپنی ذاتی رائے کو دین پر تھوپنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔ یہ حق صرف علمائے دین کو ہے کہ شریعت کے احکام و مسائل کی تحقیق و تاویل پیش کریں۔ شیخ نے محبت رسول کی رغبت دلاتے ہوئے کہا کہ نبی اکرم ﷺ سے سچی محبت اسوہ حسنہ کی پیروی ہے جو پوری انسانیت کیلئے مشعل راہ ہے۔ آج عورتوں کے مساوات کی بات کہی جا رہی ہے اس کے لئے قرآن و حدیث کے اصول کافی ہیں۔ اس موقع پر شیخ عون محمد القدوی (جورڈن) نے کہا کہ محبت رسول عین ایمان ہے۔ قرآن کردار مصطفیٰ کا عکس ہے، کائنات کا ہر ذرہ یہاں تک کہ شجر و حجر نے نبی سے محبت فرمائی اور دوسرا سلام بھیجا۔ امت مسلمہ کو چاہئے کہ پیغمبر اعظم سے بے پناہ محبت کریں۔ صلوٰۃ و سلام ہمارے فرائض عبادت میں شامل ہے۔ احمد سعید الازہری (برطانیہ) احسان انسٹی ٹیوٹ ڈائریکٹر نے کہا کہ سنت رسول کی اتباع ایمان کی نشانی ہے۔ مسلمان آپسی بھائی چارگی کا مظاہرہ پیش کریں، نفرت و عداوت اسلامی تہذیب نہیں۔ صحابہ نے دین محبت سے پھیلایا ہے اور محبت کا حکم اللہ نے اپنے نبی کو فرمایا ہے۔ شیخ محمود شوقہ (ترکی) نے کہا کہ امت مسلمہ کو چاہئے کہ محسن انسانیت سے بے پناہ محبت کریں۔ حضور ﷺ نے جن چیزوں سے باز رہنے کا حکم دیا ہے اس سے دور ہیں اور جس کے کرنے کا حکم دیا ہے اس پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو جائیں۔ مولانا غلام رسول دہلوی نے کہا کہ اسلام امن و آشتی اور محبتوں کا مذہب ہے، ہر کسی کے ساتھ محبت کا درس دیتا ہے اور احترام انسانیت سکھاتا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ محبت کیساتھ اسلام کی دعوت پیش کی جائے تاکہ اس کا اثر قائم رہے۔ آج اسلام مخالف عناصر اسلامی تعلیمات اور احکام کو تشدد اور انتہا پسندی کا نام دیتے ہیں جو اسلامی اصول و فطرت کے خلاف ہے، اس لیے عملی زندگی سے اسلام کے پیغام امن و محبت کو عام کیا جائے۔ عالمی میلاد کی نورانی محفل کا آغاز سید علی باقری کی دعاؤں پر ہوا۔ ترجمانی خطاب مولانا سی محمد فیضی نے پیش کیا۔ نظامت کے فرائض ڈاکٹر عبدالحکیم ازہری نے انجام دیا۔ اجلاس کی صدارت سنی جمعیۃ العلماء کیرالا کے صدر ای سلیمان نے کی۔ ملیشیا کی ٹیم نے بارگاہ خیر الانام میں گلہائے خراج عقیدت پیش کیا۔ اجلاس سے ڈاکٹر محمد استواء (زیتونہ یونیورسٹی تونس) سید محمد صادق رضا مجددی (پنجاب) شیخ احمد ابراہیم (صومالیہ) شیخ مشفر، شیخ الجانی، شیخ عادل احمد الکاف، شیخ عبداللہ الہاشمی (یمن) جمال کلوتی (عمان) احمد محمد حسن (یمن) نے بھی خطاب کیا۔ اس موقع پر مرکز ریلیف اینڈ چارٹی کے تحت غرباء و مساکین کے گھروں کی تعمیر کیلئے ڈریم ویلا پروجیکٹ کا افتتاح عمل میں آیا۔ مرکز النبی کی جانب سے فری سروس کیلئے ایسوسی ایشن کی چابی شیخ ابوبکر کو دی گئی۔ آخر میں عالمی رہنماؤں کے ساتھ شیخ ابوبکر احمد نے ملکی امن و امان کیلئے خصوصی دعا کی۔

دعوت: عبدالکریم امجدی، انچارج: مرکز میڈیا کالی کٹ، کیرالا۔

### سوجان گڑھ را جستھان میں جشن رسول ہاشمی کا نفرنس

۱۰/ربیع الاول ۱۴۳۷ھ/۲۲ دسمبر ۲۰۱۵ء بروز منگل صبح نو بجے سے نماز ظہر تک جامعہ ہاشمیہ اہل سنت سوجان گڑھ کے وسیع محن میں ایک کامیاب جشن رسول ہاشمی کا نفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت پیر طریقت حضرت مولانا سید ظہور علی اشرفی نے فرمائی۔ حافظ عبدالسلام مصباحی اور مولانا

سید مسعود زماں کی قیادت رہی۔ خصوصی خطیب کی حیثیت سے معروف ادیب و خطیب مولانا مقبول احمد سالک مصباحی دہلی شریک تھے جنہوں نے ”عید میلاد النبی عالمی تہوار“ کے موضوع پر گفتگو کی اور تاریخ و سائنس کی روشنی میں عید میلاد النبی کی اہمیت و ضرورت اور فطری معنوی حیثیت کا ایمان افروز خلاصہ پیش کیا کہ ذکر خدا اور رسول مومن کی فطری ضرورت ہے اور انسان کی بھی فطری ضرورت ہے، کیوں کہ ہر انسان حسن انسانیت کا امتی ہے اور محسن انسانیت کی رحمۃ اللعالمین کے احسانات سب پر یکساں ہیں۔ البتہ فضول خرچی اور دکھاوے کی بیماری سے دور رہنا چاہیے۔ مہمان خصوصی مولانا محمد ظفر الدین برکاتی مدیر اعلیٰ ماہ نامہ کنز الایمان دہلی نے ”عید میلاد النبی اور ہماری ذمے داریاں“ کے موضوع پر تحریر پیش کی اور ”نبی امی کا قرآنی تعارف“ پیش کیا۔ خطابات سے پہلے جامعہ ہاشمیہ اہل سنت کے طلبہ نے نعت و مناقب اور تقریر و خطابت و قرأت کا مظاہرہ کیا جنہیں انعامات سے نوازا گیا۔ صدر اجلاس نے ششماہی اور سالانہ امتحانات میں اول، دوم اور سوم آنے والے اور صد فیصد حاضری دینے والے طلبہ کو بھی انعامات سے نوازا۔

ناظم نشر و اشاعت جامعہ ہاشمیہ اہل سنت، سو جان گڑھ، راجستھان

## شہر بھوپال میں ایک روزہ سیمینار و امام زین العابدین کا نفرنس و انعامی مقابلہ قرأت

شہر بھوپال کے قدیم ادارہ الجامعۃ الامجدیہ اشرفیہ حضرت نظام الدین کالونی میں ۲۵ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ / ۸ نومبر ۲۰۱۵ء بروز اتوار صبح ۱۰ بجے امجدی ہال میں فروغ سنت کے موضوع پر سیمینار منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نعت رسول اکرم ﷺ سے اس کا آغاز ہوا۔ اس میں ایم پی کے ۵ ضلعوں کے علاوہ ہندوستان کے مختلف صوبوں سے علماء و مشائخ و ارباب صحافت نے شرکت کی۔ یہ اجلاس ۱۰ بجے دن سے دوپہر ساڑھے دو بجے تک چلا۔ سیمینار کی صدارت حضرت مولانا محمد امجد رضا امجد رضوی پٹنہ فرما رہے تھے اور سرپرستی حضرت مولانا ڈاکٹر کبیر عالم مصباحی رانیکس نے فرمائی جس میں درج ذیل عناوین (۱) سنیت کے فروغ کے اسباب پر غور (۲) سنی مجلس شوریٰ اور علمائے اہل سنت کی ممبر سازی (۳) جائیداد موقوفہ کی حفاظت و وصیانت کے اسباب پر غور و فکر پر اہل علم و دانش و ارباب صحافت نے اپنے اپنے طور پر اظہار خیال فرمایا۔ اسسٹنٹ پروفیسر اردو ساگر یونیورسٹی مولانا ڈاکٹر افضل مصباحی نے میڈیا کا تعلق قرآن و حدیث سے ثابت کیا۔ مولانا ممتاز عالم مصباحی کان پور (یو پی) نے فروغ سنیت اور امت کی زبوں حالی کے اسباب و علل پر گفتگو کی۔ مولانا ڈاکٹر محمد امجد رضا امجد رضوی نے جائیداد موقوفہ کی حفاظت و وصیانت پر لوگوں کو توجہ دلائی اور تعلیمی اور قومی بیداری و سنیت کے فروغ کے عنوان پر اپنی رائے پیش کی۔ پروفیسر شہاب الدین صاحب نے تعلیم پر زور دیا اور کہا کہ اس میں جو ممکنہ مدد ہو، ہم اس کے لیے تیار ہیں۔

رات میں انعامی مقابلہ قرأت ہوا جس میں اول مقام حاصل کرنے والے طلبہ کو 11,000 روپے، دوم مقام حاصل کرنے والے کو 6,000 روپے، سوم مقام حاصل کرنے والے کو 3,000 روپے اور اس کے علاوہ ترغیبی انعامات سے نوازا گیا۔ اخیر میں مہمان خصوصی مولانا، امجد رضا امجد رضوی نے مسلمانوں کے متحد ہونے پر بصیرت افروز خطاب فرمایا کہ جب ہندوستان میں اسلام آیا تو کوئی اختلاف نہیں تھا، لہذا ہم لوگ ہندوستان میں اسلام لانے والے بزرگوں کے نقش قدم پر چلیں اور جنہوں نے بعد میں اختلاف پیدا کیا، ان سے دور رہیں۔ نظامت کے فرائض مولانا عقیل رضا مشاہدی قاضی شہر تھریلی نرسنگھ پور نے انجام دیے۔ اگلے سیمینار کو کانفرس کی تاریخ ۲۱ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۳ اکتوبر ۲۰۱۶ء بروز اتوار کو ہونا طے پایا ہے جس کا موضوع ہے:

(۱) تربیت ائمہ مساجد (۲) تعلیم و تربیت اور مدارس و خانقاہ

دعوت: محمد کلیم اشرف شریفی، ریسرچ اسکالر، برکت اللہ یونیورسٹی بھوپال (انڈیا)

E-mail: sharifi.barkatee@gmail.com, Mob: 9993681603, 9754005801

## ۳ روزہ ۳۷ سالانہ عرس طبیبی واحدی اختتام پذیر

خانقاہ واحدیہ طبیبیہ بگرام شریف کے زیر اہتمام مجدد وقت مشہور صوفی شخصیت علامہ سید میر عبدالواحد بگرامی و مدروح محدث علی الاطلاق علامہ قاضی سید میر محمد طبیب علیہما الرحمہ سے منسوب ۳ روزہ ۳۷ سالانہ عرس طبیبی واحدی قدیم خانقاہ ہی نظم و نسق کے مطابق اختتام پذیر ہوا۔

ارجنوری بروز جمعہ بعد نماز عشاء تقسیم لنگر کے بعد قاری افروز رضا کی تلاوت قرآن مجید سے نعتیہ منقبتیہ مشاعرہ کا آغاز ہوا، سیف رضا

کانپوری، جاوید صدیقی، اسرائیل فرخ آبادی، معین لکھنوی وغیرہ شعرا نے نعتیہ کلام پیش کیے۔ نقابت معروف نقیب مولانا الحاج آصف رضا سیفی نے کی۔ ۱۱ بجے شب ولی عہد سجادہ شیخ طریقت سید سہیل میاں ناظم اعلیٰ دارالعلوم واحدیہ طیبہ کی آمد ہوئی۔ ۲ بجے شب اس نعتیہ منقبتیہ محفل کا اختتام ولی عہد کی دعائیہ پر ہوا۔

۲ جنوری بروز سنچر بعد نماز عشا تاریخی واحدی مجلس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ مولانا گلغام رامپوری نے کہا کہ حضرت میر کے خاندانہ نے ۵۵ سال سے لے کر اب تک مذہب و مسلک کی ہر محاذ پر ایسی حفاظت و صیانت فرمائی ہے جو تا قیامت فراموش نہیں کی جاسکتی، تذکیر و اصلاح مسترشدین کی رشد و ہدایت کی دنیا میں اس خاندانہ کی خدمات تاریخ کا روشن باب ہے۔ مولانا عرفان الحق قادری، مولانا لیاقت حسین اور مولانا انعام الحق مصباحی نے بھی سوا و اعظم اہل سنت و جماعت کی حقانیت پر معلوماتی تقریریں کیں۔

۳ جنوری کا پروگرام صبح ۹ بجے سے شروع ہوا۔ مولانا رضوان مدرس منظر اسلام نے کہا کہ حضرت سید میر عبدالواحد بکرامی کا اعلیٰ مرتبہ اعلیٰ حضرت نے ہی باقاعدہ سمجھا، آپ کی شخصیت اپنے ہم عصروں میں ستاروں میں چودھویں کے چاند کی طرح منور و تاباں تھی، آپ روحانیت کے انجمن تھے، خانقاہ واحدیہ طیبہ کے ولی عہد سجادہ جو اس سال شیخ طریقت مولانا سید سہیل میاں نوٹھالان ملت اسلامیہ کی تعلیم و تربیت کے تعلق سے کافی حساس ہیں اسی لیے انھوں نے بکرام شریف کے ادارہ کے علاوہ ضلع ہردوئی ”دارالعلوم واحدیہ برکات رضا“ کی کچھ سال پہلے داغ بیل ڈالی ہے امید ہے کہ یہ ادارہ اپنی تعلیم و تربیت میں ممتاز ہوگا، بعد ازاں حضرت شیخ طریقت مولانا سید سہیل میاں ولی عہد سجادہ نے بڑی نکاتی معلوماتی و اصلاحی گفتگو فرماتے ہوئے کہا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا مسلک نہیں، مذہب و مسلک ابوحنیفہ کی امتیازی نشان ہے کیوں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ خود امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقلد تھے۔ انھوں نے حضرت علامہ سید میر محمد طیب علیہ الرحمہ کا دو لفظوں میں تعارف پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ وہی میر طیب ہیں جنھوں نے اپنے استیصال کے ڈھیلوں کو سونا میں تبدیل کر دیا تھا، یہ وہی میر طیب ہیں جن سے وقت کے محدث علی الاطلاق علامہ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی علمی استفادہ فرمایا (کھل واقعہ کے لیے مشہور زمانہ مورخ علامہ سید غلام علی آزاد بکرامی کی تصنیف ماثرا لکرام کی طرف رجوع کریں)

عرس واحدی میں آئے ہوئے تمام زائرین کا انھوں نے شکریہ ادا کیا پھر محفل کا اختتام صاحب سجادہ ولی عہد سجادہ کی مشترکہ دعائیہ پر مکمل امن و شانتی کے ساتھ ہوا، بعد اختتام تہکات شریف کی زیارت کرائی گئی اور پھر اس ننگر پر فیض کی تقسیم عام کا اہتمام کیا گیا جس کو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ نے اس طرح خراج عقیدت پیش کیا ہے

روز عرس آوارگان دشت غربت کے لیے من و سلوئی ہے مگر خیر و ادا م بکرام

رپورٹ: قمر اخلاقی امجدی، استاذ جامعہ سعدیہ عربیہ کیرلا۔ 7250071110 qamarakhlaqi92@gmail.com

## پیلی بھیت میں سالانہ آل انڈیا مفتی اعظم ہند کانفرنس

بیسویں ہزار کے مجمع کو شہنشاہ مدینہ ﷺ اور حضرت اولیس قرنی ﷺ و حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ کے موئے مبارک اور دیگر تبرکات کی زیارت کرائی گئی۔ 27، 28، اکتوبر 2015ء بروز منگل، بدھ جامعہ رضویہ مدینہ الاسلام ہدایت نگر پیلی بھیت (پوپی) میں سالانہ آل انڈیا مفتی اعظم ہند کانفرنس و عرس اعلیٰ حضرت و عرس حضرت الحاج محمد ہدایت رسول و عرس فاضل مصر مفتی کرامت رسول نوری میاں ازہری صاحب و جشن دستار بندی منایا گیا۔ 27، اکتوبر کو ہندوستان کے کثیر شعرائے کرام نے مصرع طرح پر طبع آزمائی فرمائی۔ مصرع تھا ”سراپا ہیں کرامت ہی کرامت مفتی اعظم“

۲۸، اکتوبر کو بعد نماز عشا آل انڈیا مفتی اعظم ہند کانفرنس و اعراس و جشن کا اجلاس منعقد ہوا۔ کانفرنس کا آغاز حافظ وقاری محمد رجب علی بہرائچی خطیب و امام مسجد ہدایت رسول مدینہ الاسلام نے تلاوت کلام ربانی سے کیا۔ شہزادہ صدر الشریعہ مفتی بہاؤ المصطفیٰ قادری صدر جامعہ الرضا بریلی شریف، مفتی انور علی مصباحی استاذ منظر اسلام و مفتی محمد عاقل رضوی مصباحی شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف، مولانا اسلام الدین مصباحی شاہ جہاں پور، مفتی اشتیاق القادری جوکھن پوری، مولانا محمد نسیم مصباحی، مولانا شہاب الدین رضوی بریلی شریف، الحاج سعید نوری بانی رضا اکیڈمی ممبئی، مولانا محمد عارف مصباحی قازی آباد (وغیرہ) نے اپنے اپنے بیان سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔ مولانا محمد احمد رضا منظری و مولانا محمد سلیم نوری

بریلوی مصباحی ایڈیٹر ماہنامہ اعلیٰ حضرت و استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف نے مفتی کرامت رسول ازہری صاحب علیہ الرحمہ کی سیرت بیان کرتے ہوئے ان کی خدمات پر روشنی ڈالی اور سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین اسلام، امام اہل سنت کی حیات و خدمات سے قوم کو روشناس کرایا۔ تاجدار اہل سنت شہزادہ اعلیٰ حضرت علامہ شیخ مصطفیٰ رضا خاں نوری فقیہ بریلوی کی تقویٰ شعار زندگی پر روشنی ڈالی مخدوم العلماء نبیرہ اعلیٰ حضرت شہزادہ ریحان ملت حضرت مولانا الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خان سبحانی میاں سجادہ نشین خانقاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف نے کانفرنس کی سرپرستی فرمائی۔ صدارت بانی و سربراہ اعلیٰ مدینہ الاسلام مولانا قاری محمد امانت رسول بریلوی نے فرمائی۔ قیادت خلیفہ قطب مدینہ حضرت الحاج حافظ وقاری محمد عنایت رسول بریلوی نے فرمائی۔ نائب سجادہ نشین آستانہ شیریں حضرت حافظ وقاری حفیظ میاں شیریں، سید شاہ قمر الحسن واسطی بلگرام شریف، شہزادہ قطب بلگرام مخدومی سید راشد میاں بلگرام شریف، حضرت سید اسلم میاں بلگرام شریف، حضرت سید حسین میاں سجادہ نشین خانقاہ واحدیہ بلگرام شریف، سید شہزاد علی ممبئی کی زیارت سے سامعین مستفیض ہوتے رہے۔ مدینہ الاسلام سے فارغ ہونے والے طلبہ کی دستار بندی حضرت سبحانی میاں نے فرمائی اور صاحب سجادہ رضویہ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے فارغ ہونے والے طلبہ کو مدینہ الاسلام کی سندیں عنایت فرمائیں۔ بانجی کانفرنس استاذ القراء مولانا شاہ قاری محمد امانت رسول بریلوی کی تین تصنیفات (1) سوانح منور علی شاہ الہ آباد (2) علماء و مشائخ کی نظر میں پندرہویں صدی کا مجدد (3) بانوے حدیثوں کا لائٹانی مجموعہ، کی رونمائی حضرت سبحانی میاں کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی۔ صلوٰۃ و سلام اور قل شریف و شجرہ قادریہ برکاتیہ رضویہ پڑھ کر ایصال ثواب کیا، ملک و ملت کے لئے دعا فرمائی اور کانفرنس کا اختتام فرمایا۔

## شاہجہاں پور میں انجمن فروغ اسلام کے تحت تحفظ ایمان کانفرنس

آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ کے قومی صدر مولانا عسجد رضا خاں قادری بریلوی نے کہا کہ دنیا کی زندگی چاروں کی زندگی ہے لیکن ہمیشہ کی زندگی نبی کے غلام کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ صلح کلی منافق اور بہت خطرناک فرقہ ہے۔ ہمیں ان کے فتنوں سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت کی تعلیمات و تحریرات کی روشنی میں صلح کلی کا صحیح مطلب سمجھایا کہ جو بھی محمدی، سنی، اشعری (یا) ماتریدی، حنفی (یا) شافعی، مالکی، حنبلی اور قادری (یا) چشتی، نقشبندی اور سہروردی ہوگا، وہ ہمارا ہے۔ اس کا صلح کلیت سے کوئی تعلق نہیں۔ مولانا عسجد رضا بریلوی محلہ ایمن زئی جلال نگر میں انجمن فروغ اسلام کے تحت ۲۸ نومبر کو منعقد تحفظ ایمان کانفرنس کو خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آج ہمارے چاروں طرف ایمان کے لٹیرے گھوم رہے ہیں۔ ہمیں اپنی سب سے بڑی دولت کو بچانے کے لئے ہر ممکن عمل کرنا چاہئے۔ ہمیں دنیا کی چکاچوند میں نہیں پھنسا چاہئے۔ حقیقت میں ایک مسلمان کی کامیابی یہی ہے جب اس کا ایمان اور عقیدہ درست ہو۔ جو لوگ اپنے ایمان اور عقیدے کی فکر نہیں کرتے ان کی دنیا اور آخرت تباہ اور برباد ہو جاتی ہے۔ بریلی سے آئے مولانا فضل حق خان نے کہا کہ آج دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کو بدنام اور برباد کرنے کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ نام نہاد مسلم تنظیموں کے نام پر دہشت گردی پھیلائی جا رہی ہے۔ ایسی دہشت گرد تنظیموں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ عراق و شام کے اندر مزارات و درگاہوں کو آئی ایس آئی نے توڑا ہے جبکہ سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے ماننے والے درگاہوں کا ادب و احترام کرتے ہیں، وہ درگاہوں کے احترام کے لئے اپنی جان بھی قربان کر سکتے ہیں۔ آئی ایس آئی ایس تنظیم اور ان جیسی دیگر تنظیموں نے جہاں دہشت پھیلائی ہے درگاہوں کو توڑا ہے کہ دنیا جان لے کہ ان تنظیموں سے اہل سنت کا نہ تعلق تھا اور نہ کبھی ہوگا جسے آج ”صوفی اسلام“ کے ماننے والے مسلمان، بھی کہا جا رہا ہے۔ مولانا افضال احمد بریلوی نے کہا کہ آج لوگوں نے دین کو کھلواڑ بنا لیا ہے۔ دعوت اسلامی کے مبلغین سبز عمامہ سنت سمجھ کر ہی پہنتے ہیں، اس لیے ان کا مذاق نہ اڑایا جائے، البتہ آج اسے اپنا یونیفارم سمجھ کر باندھتے ہیں۔ مشہور عالم دین مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری میاں بریلوی کی آمد سے لوگ بہت خوش تھے۔ آخر میں تاج الشریعہ ازہری میاں نے قوم و ملت کی خوش حالی اور سلامتی کے ساتھ ہی مسلمانان عالم کے دین و ایمان اور عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے دعا کی۔ مولانا انس رضا و عمر رضا نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ نظامت حسان رضا بریلی نے کی۔ آخر میں صلوٰۃ و سلام اور فاتحہ خوانی کر حاضرین میں شریعتی تقسیم کی گئی۔ حافظ فراست اللہ خاں نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

رپورٹ: راشد حسین راہی، شاہجہاں پور Mob. 9369536775







بموقع ۴۱ واں سالانہ عرس عزیزی از ہر ہند جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں

## ۴۱ ویں سالانہ عزیزی اسلامی کتاب میلہ میں تشریف لائیں

اسلامی شریعت، مسلم پرسنل لا، فقہ حنفی کی تاریخ، تحقیق و تدوین اور جدید فقہی مسائل پر مبنی کتابوں کا عظیم مرکز



### مکتبہ برہان ملت



حاصل کریں محقق مسائل جدیدہ کی علمی و فقہی تحقیقی کتابیں اور علمی و فقہی خطبات کی سی۔ ڈیز

جن کے مطالعہ اور سماعت سے آپ کے مسائل کا شرعی حل آسان ہو جاتا ہے

16 کتابوں کا سیٹ 500 روپے میں ساتھ میں ایک سی۔ ڈی محقق مسائل جدیدہ کے خطاب کی

20	(۹) خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام	Rs 80	(۱) فقہ اسلامی کے سات بنیادی اصول
20	(۱۰) امام احمد رضا پر اعتراضات کا تحقیقی جواب	75	(۲) شیر بازار کے مسائل
35	(۱۱) عصمت انبیاء	35	(۳) انسانی خون سے علاج کا شرعی حکم
20	(۱۲) مبارک راتیں	30	(۴) جدید بینکاری اور اسلام
30	(۱۳) عظمت والدین (اردو)	30	(۵) دوکان و مکان، پٹہ اور پگڑی کے مسائل
30	(۱۴) عظمت والدین (ہندی)	20	(۶) فقہ حنفی میں حالات زمانہ کی رعایت
50	(۱۵) نظامی خطبات	20	(۷) چلتی ٹرین پر نماز کا شرعی حکم
10	(۱۶) تہتر میں ایک کون؟	20	(۸) تحصیل صدقات پر کمیشن کا شرعی حکم

الفلاح ریسرچ فاؤنڈیشن دہلی، مکتبہ طیبہ ممبئی اور سیرت پبلی کیشن کلکتہ کی کتابیں بھی دستیاب ہیں

### خط و کتابت کا پتہ

جامعہ اشرفیہ مبارکپور، پرانی بستی نزد جامع مسجد راجہ مبارک شاہ مبارکپور، اعظم گڑھ (یو۔ پی)

9616239099, 7398257348, 9170787486

mz786barkati@gmail.com, asam1988b@gmail.com

## خوش خبری خوش خبری

البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ (ABIRTI) میں چلنے والے کورس ”ایڈوانس ڈپلومہ ان اسلامک اسٹڈیز اینڈ پرسنالٹی ڈیولپمنٹ“ کا پہلا بیچ شعبان المعظم ۱۴۳۷ء مطابق ۲۰۱۶ء میں فارغ ہو رہا ہے۔ ہمارے علمائے کرام اہل سنت کے معروف اداروں (جامعہ اشرفیہ مبارک پور، جامعہ رضویہ امجدیہ گھوسی، جامعہ الرضا بریلی شریف، جامعہ اسلامیہ روناہی، جامع اشرف کچھوچھ شریف وغیرہ) سے امتیازی نمبروں سے فارغ التحصیل ہیں، اس ادارے سے دو سالہ کورس مکمل کر رہے ہیں۔

• ان علمائے کرام کو مندرجہ ذیل علوم و فنون میں مہارت حاصل ہے۔

- (۱) تدریس (درس نظامی کا مکمل کورس پڑھانے کی صلاحیت)
  - (۲) تنظیم (کسی بھی طرح کی دینی و ملی تنظیم میں کام کرنے کی لیاقت)
  - (۳) تبلیغ (اسلام کی دعوت و تبلیغ کا مکمل عملی تجربہ)
  - (۴) تحریر (اردو، عربی، انگریزی وغیرہ زبانوں میں مضامین، رسالے اور کتابیں لکھنے میں مہارت)
  - (۵) تقریر (اردو، عربی، انگریزی وغیرہ زبانوں میں دینی و اصلاحی تقریر کرنے کا عمدہ طریقہ)
  - (۶) امامت (مساجد میں امامت کا عملی تجربہ، عمدہ قرأت و شاندار خطابت کے ساتھ ہفتہ وار درس قرآن و درس حدیث کی صلاحیت)
  - (۷) عربی زبان و ادب (دینی مدارس میں عربی زبان و ادب پڑھانے کی مکمل صلاحیت)
  - (۸) اسلامک ٹیچر (عصری اداروں میں اسلامی علوم کو پڑھانے کی صلاحیت)
  - (۹) صحافت (روزنامہ، ہفت روزہ، ماہنامہ وغیرہ اخبارات و جرائد میں رپورٹر، ایڈیٹر بننے کی لیاقت)
  - (۱۰) انگلش ٹیچر (دینی و عصری اداروں میں انگریزی پڑھانے کی صلاحیت)
  - (۱۱) ترجمہ نگاری (اردو، عربی، انگریزی وغیرہ زبانوں میں لٹریچر، رسالے اور کتابیں ترجمہ کرنے کی صلاحیت)
  - (۱۲) کمپیوٹر سائنس (کمپیوٹر ٹیچر، ویب سائٹ اور بلاگ مینجر، اردو، عربی اور انگلش کمپوزر و گرافک ڈیزائنر)
  - (۱۳) آن لائن اسلامک کورس (آن لائن اسلامک ڈپلومہ اور درس نظامی وغیرہ کو سرکرائے کی صلاحیت)
  - (۱۴) شخصیت سازی و رکشاپ (طلبہ کی شخصیت میں نکھار پیدا کرنے کے لیے ورکشاپ کرانے کی صلاحیت)
- نوٹ: جن حضرات کو اپنے ادارے، مسجد، تنظیم، آفس یا میگزین کے لیے ان علمائے کرام کی ضرورت ہو وہ مندرجہ ذیل پتہ پر یا فون کے ذریعہ ہم سے فوراً رابطہ کریں۔

البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ

پوسٹ ADF، انوپ شہر روڈ، جمالیپور، علی گڑھ یو پی۔ 202122 E-mail: tauheedahmad92@gmail.com

توحید احمد برکاتی  
07607207280

نعمان احمد ازہری  
09319044371

سید محمد امان قادری (ڈائریکٹر)  
09359146872